# الاعتدال فی مراتب الرجال

معروف بہ

# اسلامی سیاست

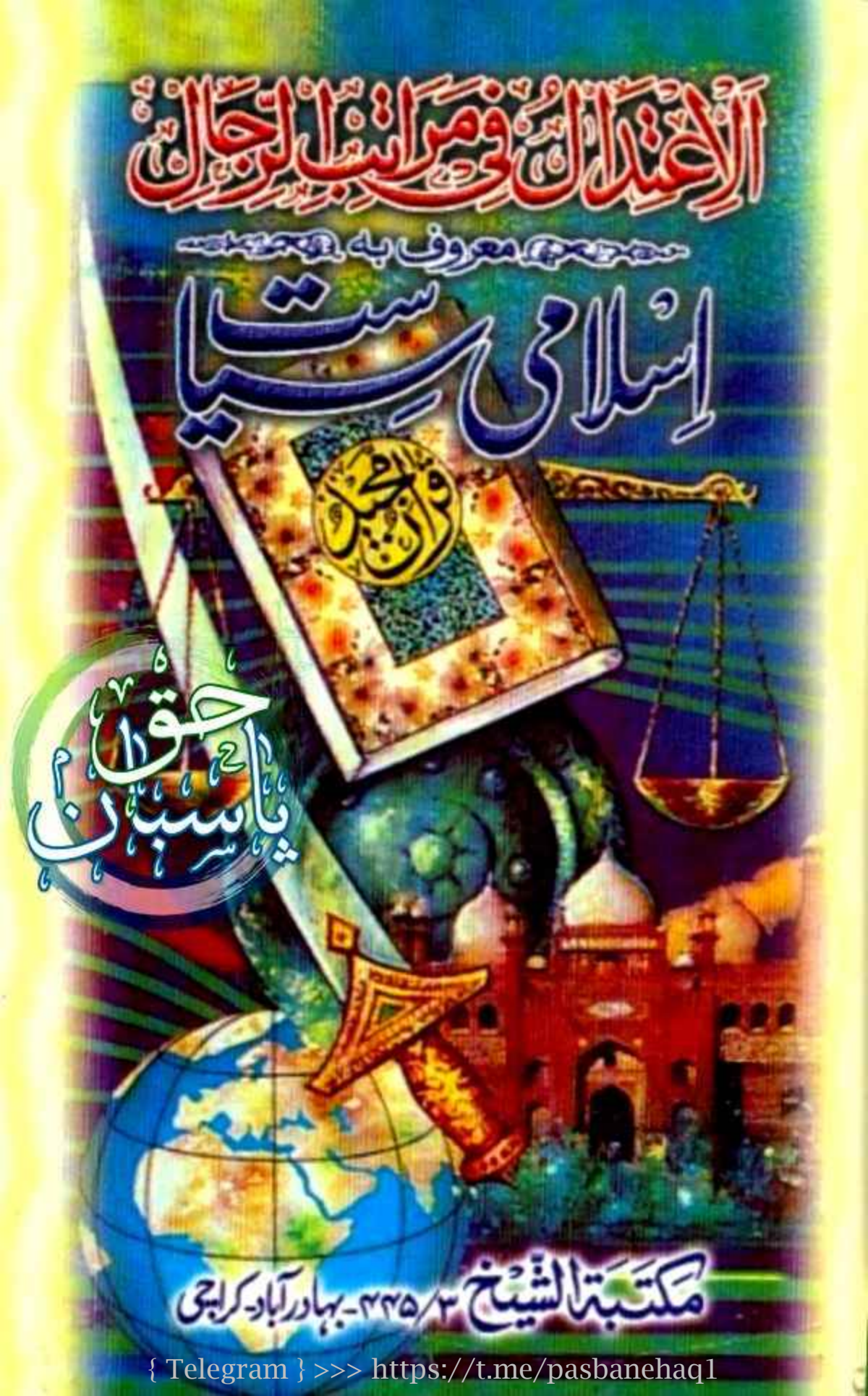

مکتبۃ الشیخ ۳/۴۴۵- بہادر آباد- کراچی

{ Telegram } >>> https://t.me/pasbanehaq1

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

## عزیز گرامی قدر سلمکم اللہ تعالیٰ :

بعد سلام مسنون محبت نامہ پہونچا۔ جس خلوص اور جوش سے تم نے لکھا ہے اس سے اور بھی لطف آیا۔ اس قسم کے سوالات تو تحریراً تقریراً کثرت سے ہوتے ہی رہتے ہیں مگر اپنی نااہلی کہوں یا کاہلی کثرت مشاغل سے تعبیر کروں یا تساہل سے۔ اکثر سائل کے مناسب مختصر جواب لکھ دیتا ہوں یا کہہ دیتا ہوں۔ مفصل لکھوں تو کسے کسے لکھوں۔ لیکن تمہارے خلوص اور دوسری خصوصیات نے مجبور کیا کہ کسی قدر تفصیل سے لکھوں۔ تم بھی جوش سے علیحدہ ہوکر ذرا غور سے پڑھنا۔ اور صرف ایک ہی دفعہ نہیں بلکہ بار بار دیکھنا۔ اول تو مجھے اُس تعلق کی بنا پر جو تم کو ہے خود ہی یقین ہے کہ تم بہت غور سے کئی بار پڑھوگے۔ احتیاطاً میں نے بھی لکھدیا ہے کہ رنج اور غصہ اور جذبات سے علیحدہ ہوکر دیکھنا مکرر کہتا ہوں کہ خالی الذہن ہوکر غور سے پڑھنا سمجھ میں آئے قبول کرنا ورنہ کوئی جبر نہیں۔ تمہارے سارے طویل مضمون کا خلاصہ جو میں نے سمجھا ہے چند امور ہیں۔

نمبر ۱ : حضرت تھانوی اور حضرت مدنی میں باوجود دونوں کے مخلص اور اہل اللہ ہونے کے اتنا شدید اختلاف کیوں ہے کیا مخلصوں اور دینداروں میں بھی ایسا اختلاف ہوتا ہے یا ہوسکتا ہے ؟

{ Telegram } >>> https://t.me/pasbanehaq1

نمبر۲ : تیرے نزدیک کون حق پر ہے اور ان مسائل میں تیری کیا رائے ہے ؟
نمبر۳ : ہمیں کیا کرنا چاہیئے کیا مر رہنا چاہیئے، تو کہیں شریک کیوں نہیں ہوتا ؟
نمبر۴ : مسلمان تباہ ہوتے جا رہے ہیں آخر ان کو کیا کرنا چاہیئے ؟
نمبر۵ : اغراض آج کل زیادہ کام کر رہی ہیں۔ ہر شخص اپنی اغراض کے پیچھے چل رہا ہے۔
نمبر۶ : علما کا وقار عمداً گرایا جا رہا ہے، بے تکلف سب و شتم کیا جاتا ہے۔
نمبر۷ : علماء کے اختلاف سے بہت نقصان پہونچ رہا ہے۔

تمہارے خط کے معظم امور یہ ہیں اور یہ سوالات اکثر و بیشتر تحریراً تقریراً ہوتے رہتے ہیں۔ اس لئے میں اپنے پریشان خیالات ان امور کے متعلق کسی قدر تفصیل سے لکھتا ہوں۔ میں یہ نہیں کہتا کہ جو میں لکھ رہا ہوں یہی حق ہے ہاں یہ ضرور کہتا ہوں کہ میرے ناقص خیالات امور بالا کے متعلق حسب ذیل ہیں۔ واللہ علم عند اللہ ؂

# جواب سوال اوّل

مخلصین کی جماعت میں اختلاف کا ہونا کوئی مستبعد اور دشوار چیز نہیں ہے۔ ہمیشہ سے اختلاف ہوتا چلا آیا ہے اور ہمیشہ رہے گا۔ کوئی عامی ایسی چیز سے پریشان ہو تو بعید نہیں۔ مگر تم جیسے سمجھدار علمی مناسبت رکھنے والے کو اس سے متعجب ہونے اور اس طرح متاثر ہونے کی کوئی وجہ نہیں۔ میں تو اس چیز میں اتنا ٹھنڈا ہوں کہ لکھ نہیں سکتا۔ شوال میں

{ Telegram } >>> https://t.me/pasbanehaq1

حدیث کے اسباق کی بسم اللہ ہوتی ہے اور رجب میں تمت ہوتی ہے۔
ان دس ماہ میں اسباق کا کوئی دن بھی ایسا نہیں گذرتا جس میں کم ازکم
بیس مرتبہ یہ کہنا نہ پڑتا ہو کہ اس مسئلہ میں فلاں امام کا یہ مذہب ہے اور
فلاں کا یہ ہے۔ صحابہ کے یہ مذاہب ہیں تابعین میں یہ اختلاف ہے۔ اگر
آپس کا اختلاف ہی اخلاص کے منافی ہوگا تو ہمیں بڑی مشکل پیش آجائیگی
کہ ان سب حضرات رضی اللہ عنہم ورحمہم اللہ تعالیٰ کو مخلصین کی جماعت
سے خدانخواستہ نکالنا پڑجائیگا۔ رہا شدید اختلاف ہونا تو میں تو کچھ شدید
بھی نہیں سمجھتا۔ اتنا ہی تو ہے کہ ایک وقتی مسئلہ میں ایک حضرت کی
رائے یہ ہے کہ لیگ میں شرکت مسلمانوں کے لئے مفید ہے کانگریس میں
مضر ہے دوسرے حضرت کی رائے اس کے برعکس ہے۔ اب جو شخص خود
اہل الرائے ہے حالات کو دیکھتا ہے اور سمجھتا ہے قواعد شرعیہ سے واقف ہے
اُس کو چاہیئے کہ جس کو دیانتاً حق پر سمجھتا ہے اسکو اختیار کرے جو خود اتنی سمجھ
نہیں رکھتا اس کو چاہیئے کہ ان دونوں حضرات کی خدمت میں حاضر ہو دو چار
دن قیام کرے یا اگر حالات سے پہلے سے واقف ہو تو پھر اس کی بھی ضرورت
نہیں جو نسبت حضرت سے عقیدت زیادہ ہو اُن کا اتباع کرے بِاَیِّهِمِ اقْتَدَیْتُمْ
اِهْتَدَیْتُمْ اس میں لڑائی کی کیا بات ہے اور جھگڑا کیا ہے۔ اور میں پوچھتا
ہوں کہ آخر ان اکابر کا اختلاف آپ کی نظر میں شدید اختلاف کیوں ہے۔ کیا یہ
اختلاف جنگ جمل[۵۵] سے بھی بڑھ گیا ہے جس میں دونوں طرف سے تلواریں چل

---

۵۵:- یہ حضرات صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی ایک مشہور لڑائی ہے جس میں ایک جانب حضرت
علیؓ تھے اور دوسری جانب حضرت عائشہؓ تھیں۔ ۱۲

{ Telegram } >>> https://t.me/pasbanehaq1

رہی تھیں۔ تم ہی بتاؤ کہ ان میں سے کون سے فریق کو مخلصوں کی جماعت سے نکالدو گے، اگر حضرت علی کرم اللہ وجہہٗ کا اسم گرامی آئے تو رضی اللہ عنہ کہنا ہے خلیفہ برحق کہنا ہے مرجع الاولیاء کہنا ہے۔ اور حضرت عائشہؓ کا نام آئے تو رضی اللہ عنہا کہنا ہے۔ ام المومنین کہنا ہے۔ اور حضور سید الکونین کی سب سے زیادہ لاڈلی بیوی کہنا ہے۔ اور اختلاف کا حال معلوم ہی ہے کہ جنگ جمل کا نام قیامت تک اس اختلاف کی یاد کو باقی رکھنے والا ہے۔ سنو! چونکہ میں تم پر اپنا کافی حق سمجھتا ہوں اس لئے زور دار الفاظ میں کہتا ہوں کہ ان دونوں حضرات میں سے کسی ایک کی طرف سے بھی دل میں کدورت نہ لانا۔ اگر خدانخواستہ ایسا کروگے تو اپنا ہی نقصان کروگے ان حضرات کا کچھ نقصان نہیں ہوگا۔ مجھے تو بعض لوگوں پر جب وہ ان دونوں اکابر میں سے کسی کی شان میں گستاخانہ غیبت اور بے ادبی کرتے ہیں بہت ہی تعجب ہوتا ہے اور اکابر پر رشک آتا ہے کہ یہ حضرات تو اپنے اپنے دینی علمی عملی کارناموں کے ساتھ جن کے ثمرات وہ شب و روز لوٹتے ہیں دوسروں کی نیکیاں بھی سمیٹ رہے ہیں اور یہ بیچارہ غصہ میں یوں کہہ رہا ہے کہ چونکہ مجھے تم پر غصہ بہت ہی آرہا ہے اس لئے میری عمر بھر کی کمائی ہوئی نیکیاں بھی تمہیں لیتے جاؤ۔ کس قدر اپنے اوپر یہ شخص ظلم کرتا ہے کہ غصہ میں اپنی عمر بھر کی کمائی ہوئی نیکیاں ایسے لوگوں کو دے رہا ہے جن سے وہ خفا ہے اور خود فقیر بن رہا ہے اور مجرم بن رہا ہے۔ حدیث شریف میں وارد ہے۔

مَا تَعُدُّوْنَ الْمُفْلِسَ فِیْکُمْ قُلْنَا مَنْ لَا مَالَ لَهٗ قَالَ لَیْسَ

{ Telegram } >>> https://t.me/pasbanehaq1

بِذَالِكَ وَلٰكِنَّهُ الَّذِیْ یَاْتِیْ یَوْمَ الْقِیٰمَةِ بِحَسَنَاتٍ وَیَاْتِیْ قَدْ ظَلَمَ هٰذَا وَشَتَمَ هٰذَا وَاَخَذَ مَالَ هٰذَا وَلَیْسَ هُنَاكَ دِیْنَارٌ وَّلَا دِرْهَمٌ فَیُصْلَوْنَ مِنْ حَسَنَاتِهٖ وَلَا تَفِیْ فَیُؤْخَذُ مِنْ سَیِّاٰتِهِمْ فَیُطْرَحُ عَلَیْهِ (جمع الفوائد)

حضورؐ نے ایک مرتبہ صحابہؓ سے دریافت فرمایا کہ مفلس تم لوگ کس کو سمجھتے ہو۔ صحابہؓ نے عرض کیا جس کے پاس مال نہ ہو۔ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ وہ مفلس نہیں ہے بلکہ حقیقۃً مفلس وہ شخص ہے جو قیامت کے دن بہت سی نیکیاں لیکر حاضر دربار ہو مگر دنیا میں کسی پر ظلم کیا تھا کسی کو گالیاں دی تھیں کسی کا مال چھین لیا تھا۔ قیامت میں روپیہ پیسہ تو ہے ہی نہیں وہاں تو سارے حساب نیکیوں اور گناہوں سے پورے کئے جاتے ہیں۔ اس لئے ان مظالم کے بدلے میں اس شخص کی نیکیاں اُن لوگوں کو دلائی جائیں گی جن پر ظلم کیا تھا۔ اور ان کو بُرا بھلا کہا تھا۔ اور جب اس شخص کی نیکیاں ختم ہو جائیں گی تو بہر حال اُن کے تو حقوق کو پورا کرنا ہی ہے اسلئے بقدر ان حقوق کے جس قدر گناہ اُن لوگوں کے وزن میں آئیں گے وہ اس پر ڈال دیئے جائیں گے تو اصل مفلس یہ ہے کہ بہت کچھ کمائی (نماز روزہ اور دینی کاموں کی) لیکر گیا تھا اور بلا یہ کہ دوسروں کے گناہ بھی سر پڑ گئے۔

مجھے تعجب ہوتا ہے کہ اللہ والوں کی تو غیبت کی جاتی ہے اُن کو بُرا بھلا کہا جاتا ہے اور فساق اور کفار کی تعریفیں کی جاتی ہیں۔ حالانکہ حدیث میں وارد ہے۔ اِذَا مُدِحَ الْفَاسِقُ غَضِبَ الرَّبُّ وَاهْتَزَّ لَهُ الْعَرْشُ (مشکوٰۃ شریف)

{ Telegram } >>> https://t.me/pasbanehaq1

جب فاسق کی مدح کی جاتی ہے تو حق تعالیٰ شانہٗ ناراض ہوتے ہیں اور عرش تھرانے لگتا ہے) میرا مطلب یہ نہیں کہ کسی کی تعریف نہ کی جائے۔ یہ مسئلہ اپنی جگہ پر ہے کہ کس شخص کی تعریف کس حد تک اور کن قواعد کے تحت میں جائز ہے اور کس حد تک ناجائز ہے۔ میری غرض یہ ہے کہ اللہ والوں کو بُرا نہ کہا جائے۔ کسی کی خلافِ شرع تعریف نہ کی جائے۔ میں پوچھتا ہوں کہ اگر یہ بھی تسلیم کرلیا جائے کہ کسی ایک جانب غلطی ہے تو کیا اُس کا مقتضا یہ ہے کہ اُن کے سارے دینی کمالات سے آنکھیں پھوڑ لی جائیں۔ شریعت مطہرہ نے ہم لوگوں کو ایک ایک جُز اور ایک ایک چیز کی تعلیم دی ہے۔ ہم لوگ باوجود ادعائے مذہبیت کے اُسکی پرواہ نہیں کرتے۔ اور دوسری قومیں ان زرّین اصولوں پر عمل کر رہی ہیں اور بڑھ رہی ہیں اور ہم لوگ اپنی مایہ لٹا رہے ہیں۔ اور نقصان اُٹھا رہے ہیں۔ سُنو! میں تسلیم کرتا ہوں کہ کسی ایک جانب غلطی ہے اور وہ ایسی کھلی غلطی ہے کہ تم اُس کو قبول کر ہی نہیں سکتے۔ نہ کرو۔ کون مجبور کرتا ہے۔ لیکن اس بارہ میں حضرت معاذ رضی اللہ عنہٗ کی وصیت سامنے رکھو انہوں نے ایک ضابطہ بیان فرمایا ہے اور اللہ ان پر رحمت کرے کس قدر نفیس بات کہی ہے۔ ارشاد فرماتے ہیں:-

وَاُحَذِّرُكُمْ زَيْغَةَ الْحَكِيْمِ فَاِنَّ الشَّيْطَانَ قَدْ يَقُوْلُ كَلِمَةَ الضَّلَالَةِ عَلٰى لِسَانِ الْحَكِيْمِ وَقَدْ يَقُوْلُ الْمُنَافِقُ كَلِمَةَ الْحَقِّ قُلْتُ لِمُعَاذٍ مَا يُدْرِيْنِيْ رَحِمَكَ اللّٰهُ اَنَّ الْحَكِيْمَ قَدْ يَقُوْلُ كَلِمَةَ الضَّلَالَةِ وَاَنَّ الْمُنَافِقَ قَدْ يَقُوْلُ كَلِمَةَ الْحَقِّ قَالَ

{ Telegram } >>> https://t.me/pasbanehaq1

بَلٰی اِجْتَنِبْ مِنْ کَلَامِ الْحَکِیْمِ الْمُشْتَہَرَاتِ الَّتِیْ یُقَالُ لَھَا مَا ھٰذَا وَلَا یَثْنِیَنَّکَ ذٰلِکَ عَنْہُ فَاِنَّہٗ لَعَلَّہٗ اَنْ یُّرَاجِعَ وَتَلَقَّ الْحَقَّ اِذَا سَمِعْتَہٗ فَاِنَّ عَلَی الْحَقِّ نُوْرًا ۝

(میں تمہیں حکیم کی کجی سے ڈراتا ہوں کہ شیطان کبھی ناحق بات حکیم کی زبان سے کہدیتا ہے اور کبھی منافق بھی حق بات کہدیتا ہے۔ شاگرد نے عرض کیا۔ اللہ آپ پر رحم کرے۔ جب ایسا ہے تو مجھے کس طرح معلوم ہوگا کہ حق کیا ہے اور گمراہی کیا ہے، ارشاد فرمایا کہ ہاں حکیم کی ایسی باتوں سے پرہیز کرو جن کے متعلق یہ کہا جائے یہ کیا ہوگا یہ کیسے کہدیا اور اسکا خیال رکھنا کہ حکیم کی یہ باتیں تجھے اس سے روگردان کردیں۔ بہت ممکن ہے کہ وہ رجوع کرلے) اب غور کرو کہ حضرت معاذؓ نے اس ضابطہ اور نصیحت میں کتنے اہم امور ارشاد فرمادیئے ہیں۔

(۱) ہر حق بات کہنے والا حکیم نہیں۔ کبھی منافق بھی حق بات کہدیتا ہے، اس لئے محض ایک بات کسی کی سُنکر اس کا معتقد نہ ہونا چاہیئے۔ ہماری عادت یہ ہے کہ ایک تقریر کسی کی سُنی یا مضمون کسی کا پڑھا فوراً اس کے معتقد ہوگئے ساتویں آسمان پر اُس کو پہونچادیا۔ بلکہ اس سے بڑھ کر یہ ہے کہ ایک شخص کے متعلق ہمیں معلوم ہے کہ وہ بددین ہے فاسق ہے مگر بات ہماری مرضی کے موافق کہہ رہا ہے تو اس کو اتنا پکا دین دار ثابت کریں گے کہ معاذ اللہ نبوت کے قریب پہونچادیں گے۔ پھر اُسی کی کوئی بات اپنی رائے کے خلاف سُنیں گے تو اس کو تحت الثریٰ میں پھینکدیں گے۔ اسی کا

{ Telegram } >>> https://t.me/pasbanehaq1

نتیجہ یہ ہے کہ ایک ہی شخص کے متعلق ہم صبح کو زندہ باد کہتے ہیں شام کو مُردہ باد کہنے لگتے ہیں۔ یُصْبِحُ مُؤْمِنًا وَیُمْسِیْ کَافِرًا سے اگر اس کو تشبیہ دوں تو کیا بیجا ہے۔

(۲) حضرت معاذؓ نے دوسری بات یہ فرمائی ہے کہ حکیم سے بھی کبھی کی بات ہو جاتی ہے۔ اس لئے محض ایک آدھ بات کی وجہ سے غیر معتقد نہیں ہو جانا چاہیئے۔ بلکہ دونوں کے مجموعہ سے یہ اصول معلوم ہوا کہ اول تو آدمی کی حالت کا پورے غور و تعمق سے مطالعہ کرنا چاہیئے اگر وہ اکثر و بیشتر امور میں شریعتِ مطہرہ کا متبع ہے اور سنتِ نبویہ کا دلدادہ ہے۔ تو بیشک وہ قابلِ اتباع ہے قابلِ اقتدا ہے۔ پھر اگر کسی کو اپنی پوری ذمہ دارانہ تحقیق سے کوئی بات اس کے خلاف معلوم ہو تو اس بات کو نہ لینا چاہیئے لیکن اس کی وجہ سے اس حکیم سے علیحدگی اختیار نہ کرنا چاہیئے کیونکہ اس بات کا احتمال ہے کہ وہ تو رجوع کر لے اور تم ہمیشہ کے لئے اس سے چھوٹ ہی جاؤ گے۔ یہ اجمال ہے حضرت معاذؓ کے ارشاد کا تفصیل میں غور کے بعد بہت سی گنجائش ہے۔ اب موجودہ صورت کو جانچو ہمارا طرزِ عمل کیا ہے۔

ایک بات اپنے ذہن میں صحیح سمجھ لی کیسی ہی معمولی سی بات ہو۔ کتنی ہی جزوی چیز ہو۔ پھر کسی کا مضمون کسی کی تقریر اُس کے موافق دیکھ لی یا سن لی تو اُسکی تعریفوں کے پُل باندھ دیئے جاتے ہیں اُس کو سراہا جاتا ہے۔ اس کی جا و بیجا حمایت کی جاتی ہے۔ اُس میں جو خلافِ شرع واقعی باتیں ہوں ان کو معمولی سمجھا جاتا ہے جو سب سے زیادہ سخت چیز ہے

{ Telegram } >>> https://t.me/pasbanehaq1

یعنی چاہیئے تو یہ تھا کہ جو بات حق ہے اس کو حق کہا جائے جو غلط ہے اس کو غلط کہا جائے یا کم از کم سکوت کیا جائے۔ لیکن ہمارا طرزِ عمل یہ ہے کہ اس شخص کی حمایت میں ان شرعی امور ہی کو سرے سے لغو بتا دیا جاتا ہے جن کی وہ خلاف ورزی کرتا ہے حتی کہ اسلام کے اہم ترین رکن جس کو سیکڑوں احادیث میں کفر و اسلام کا امتیاز بتایا گیا ہے یعنی نماز اس کے متعلق بھی ایسے الفاظ ہماری زبان و قلم سے نکلتے ہیں جن کی نقل سے بھی کوفت ہے۔ محض اس وجہ سے کہ ہمارا ممدوح نماز نہیں پڑھتا نماز کے ساتھ استخفاف کا برتاؤ کیا جاتا ہے۔ اسکا مضحکہ اُڑایا جاتا ہے۔ اس کے بالمقابل اگر کسی کی کوئی معمولی سی بات اپنی رائے کے خلاف سُن لی یا دیکھ لی تو اس کا ہر فعل عیب ہے۔ جو واقعی خوبیاں اس میں ہیں وہ بھی سراسر مذمت کے قابل سمجھی جاتی ہیں۔ حالانکہ شرع اور عقل و فہم کے نزدیک ہر چیز کا ایک مرتبہ ہے جس سے نہ گھٹانا چاہیئے نہ بڑھانا نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا پاک ارشاد ہے۔ اَنْزِلُوا النَّاسَ مَنَازِلَهُمْ كَذَا فِي الْجَامِعِ۔ (بروایۃ مسلم و ابی داؤد عن عائشۃ ورقم لہ بالصحۃ) لوگوں کو اُن کے مرتبہ میں رکھا کرو (یعنی نہ مرتبہ سے بڑھاؤ نہ گھٹاؤ) لیکن ہم لوگوں کا عام برتاؤ آج کل یہ ہے کہ ہر چیز میں افراط و تفریط ہے اعتدال کا ذکر ہی نہیں۔ علاوہ ازیں اگر میں مان بھی لوں کہ ان حضرات میں شدید اختلاف ہے تو یہ بھی سمجھ لینے کی بات ہے کہ اہلِ حق میں شدید اختلاف کا ہو جانا نہ منقصت ہے نہ شریعت کے خلاف۔ بلکہ جب کسی اَمر میں

{ Telegram } >>> https://t.me/pasbanehaq1

اہل حق کے نزدیک اختلاف ہوگا تو جس درجہ کا وہ امر اور وہ اختلاف ہوگا اسی درجہ کی اُس میں شدّت بھی ہوگی۔ مثال کے طور پر سمجھو کہ ایک اَمر کو کوئی شخص فرض سمجھتا ہے دوسرا حرام کہتا ہے یا ایک شخص واجب سمجھتا ہے دوسرا مکروہ تحریمی تو اس میں آپس میں مخالفت منازعت تردید ضروری ہے۔ یہی چیز ہے جس نے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو آپس میں قتال تک پر مجبور کیا۔ ابو داؤد شریف میں ایک حدیث ہے ایک صحابی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ وِتر واجب ہے۔ دوسرے صحابی رضی اللہ عنہ جن کی تحقیق اس کے خلاف ہے وہ فرماتے ہیں کَذَبَ (جھوٹ بولا) گو علما اس ارشاد کی صحابی کی شان میں ہونے کی وجہ سے توجیہ فرماتے ہیں لیکن ظاہر الفاظ یہی ہیں اس لئے اگر کسی اَمر حق کی تحقیق میں کوئی لفظ سخت نکل جائے تو اسکی توجیہ ہم کو بھی تو کرنا چاہیئے۔ حدیث کی کتابوں میں سیکڑوں نظیریں اس کی ملیں گی اور یہ حضرات اپنے اس زور و شور میں اس لئے معذور ہیں کہ ان کے پیش نظر اَلَا لَا یَمْنَعَنَّ رَجُلًا هَیْبَةُ النَّاسِ اَنْ یَّقُوْلَ بِحَقٍّ اِذَا عَلِمَهٗ (کَذَا فِیْ جَمْعِ الْفَوَائِدِ بِرِوَایَةِ التِّرْمِذِیِّ عَنْ اَبِیْ سَعِیْدٍ مَرْفُوْعًا) جیسے ارشادات نبویؐ بکثرت موجود ہیں۔ ترجمہ: خبردار! کسی شخص کو اَمر حق کہنے سے لوگوں کی ہیبت نہ روکے۔ حضرت ابو سعید رضی اللہ عنہ اس حدیث کو نقل فرما کر رونے لگے اور ارشاد فرمایا کہ بہت سے امور ہم نے دیکھے اور ہیبت ہمارے لئے مانع ہو گئی۔ نیز مشہور حدیث

{ Telegram } >>> https://t.me/pasbanehaq1

ہے۔ مَنْ رَاٰی مِنْکُمْ مُنْکَرًا فَلْیُغَیِّرْہُ بِیَدِہٖ فَاِنْ لَّمْ یَسْتَطِعْ فَبِلِسَانِہٖ فَاِنْ لَّمْ یَسْتَطِعْ فَبِقَلْبِہٖ وَذٰلِکَ اَضْعَفُ الْاِیْمَانِ

جو شخص کوئی ناجائز چیز دیکھے اس کو ہاتھ سے بند کردے ہاتھ سے نہ کرسکے تو زبان سے بند کردے۔ زبان سے بھی نہ کرسکے تو (کم از کم) دل سے تو اُسپر نکیر کرے اور یہ ایمان کا سب سے ادنیٰ درجہ ہے۔ اس قسم کی اور بہت سی نصوص ہیں جن میں سے بعض میں اپنے رسالہ تبلیغ میں ذکر کرچکا ہوں۔ یہ ارشادات ان حضرات کو مجبور کرتے ہیں کہ جس چیز کو حق سمجھتے ہیں اور جس درجہ کا حق سمجھتے ہیں اس کو اصرار سے بیان فرمائیں اور شائع کریں اور اس کے خلاف پر نکیر کریں اور شدت سے کریں۔ البتہ یہ ضروری ہے کہ نکیر کرنے والا اسکا اہل ہو کہ نکیر کرسکے۔ ہر شخص اسکا اہل نہیں ہوتا۔ اس میں نہ تشویش کی وجہ ہے نہ کوفت کی۔ البتہ یہ میرا بھی دل چاہتا ہے اور تمنا و دُعا ہے کہ مسلمان خصوصًا اپنے اکابر ایک نظریہ پر متفق ہوجائیں۔ اگرچہ اس میں تنگی ضرور ہوجائیگی کہ اختلاف کی وسعت جاتی رہے گی لیکن اور بہت سی مضرتوں سے خلاصی بھی ہوجائیگی۔ مگر اس کی صورت نہ یہ ہے کہ ہر فریق دوسرے کے اکابر کو سب وشتم کرے نہ یہ ہے کہ اُن کے غیر واقعی عیوب پھیلائے کہ اس میں نیکی برباد گناہ لازم۔ بجائے نفع کے صرف نقصان ہے۔ جو لوگ اس میں مبتلا ہیں وہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ان ارشادات پر بھی غور کریں۔ لَیْسَ الْمُؤْمِنُ بِطَعَّانٍ

---

ع مومن نہ تو طعنے باز ہوتا ہے نہ لعنت باز نہ فحش گو ہوتا ہے نہ بدگو۔

{ Telegram } >>> https://t.me/pasbanehaq1

وَلَا لَعَّانٍ وَلَا فَحَّاشٍ وَلَا بَذِیٍّ دوسری حدیث میں ہے:
سِبَابُ الْمُؤْمِنِ فُسُوْقٌ وَقِتَالُهٗ كُفْرٌ۔

ایک حدیث میں ہے: یَا مَعْشَرَ مَنْ اَسْلَمَ بِلِسَانِهٖ وَلَمْ یُفْضِ الْاِیْمَانُ اِلٰی قَلْبِهٖ لَا تُؤْذُوا الْمُسْلِمِیْنَ وَلَا تُعَیِّرُوْهُمْ وَلَا تَتَّبِعُوْا عَوْرَاتِهِمْ فَاِنَّ مَنْ یَّتَتَبَّعْ عَوْرَةَ اَخِیْهِ الْمُسْلِمِ یَتَتَبَّعُ اللّٰهُ عَوْرَتَهٗ وَمَنْ یَّتَتَبَّعِ اللّٰهُ عَوْرَتَهٗ یَفْضَحْهُ وَلَوْ فِیْ جَوْفِ رَحْلِهٖ ۵

بلکہ اسکی صورت یہ ہے کہ سمجھدار اور بچے لوگ جو حالات سے بھی واقف ہوں اور اہل علم بھی ہوں کہ ہر بات کا شرعی درجہ سمجھ سکیں۔ متحمل مزاج بھی ہوں۔ جائیں طویل طویل گفتگو کریں۔ مفصل اور سچے صحیح حالات سنائیں اور اُن کی سُنیں۔ انشاء اللہ کسی وقت میں اختلاف رفع ہو جائے گا۔ اور جو یہ نہ کر سکتے ہوں وہ اُن کو معذور سمجھیں اور اپنی تقصیر پر میری طرح سے افسوس کریں۔ لیکن گالیاں دینا یہ عام

---

۴ مومن کو گالی دینا فسق ہے اور اس کو قتل کر ڈالنا کفر کی بات ہے۔

۵ اے وہ لوگو جو زبان سے اسلام کے مدعی ہو اور تمہارے دلوں تک ایمان نہیں پہنچا ہے تم لوگ مسلمانوں کو اذیت نہ پہنچایا کرو اور اُنکو عار نہ دلایا کرو ان کے عیوب کے درپے نہ ہوا کرو جو شخص اپنے مسلمان بھائی کے عیوب کے درپے رہتا ہے اللہ تعالیٰ شانہٗ اسکے عیب کے درپے ہو جاتے ہیں۔ اور اللہ جل جلالہٗ جس کے عیب کے درپے ہو جائیں اس کو پردہ کے اندر سے بھی رُسوا فرما دیتے ہیں۔

{ Telegram } >>> https://t.me/pasbanehaq1

مومنوں کو بھی جائز نہیں۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی صحیح حدیث کو ابھی نقل کیا گیا ہے کہ سِبَابُ الْمُؤْمِنِ فُسُوْقٌ (مومن کو گالیاں دینا فسق ہے) اس حدیث کو حضرت عبداللہ بن مسعودؓ ابوہریرۃ، سعدؓ عبداللہ بن مغفل، عمرو بن النعمان اور جابر (جامع الصغیر) اتنے جلیل القدر اور اکابر صحابہؓ نے نقل کیا ہے۔ پھر چہ جائیکہ اولیاء اللہ کو گالیاں دینا بُرا بھلا کہنا کہ اس میں اپنا ہی کچھ بگاڑنا ہے کسی کا کیا نقصان ہے۔ نبی اکرم صلے اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ اللہ جل جلالہٗ ارشاد فرماتے ہیں۔ مَنْ عَادٰی لِیْ وَلِیًّا فَقَدْ اٰذَنْتُهٗ بِالْحَرْبِ (مشکوٰۃ بخاری وغیرہ) جو شخص میرے کسی ولی سے دشمنی رکھے میری طرف سے اس کو اعلانِ جنگ ہے۔ تم خود سمجھ لو کہ اللہ جل جلالہٗ سے لڑائی کر کے دُنیا میں کون شخص فلاح پا سکتا ہے اور آخرت کا تو پوچھنا ہی کیا ہے۔ اور یہ مضمون کئی حدیثوں میں مختلف الفاظ سے نقل کیا گیا ہے۔ جس سے معلوم ہوتا ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے مختلف اوقات میں مختلف الفاظ سے اس پر متنبہ فرمایا ہے۔ چنانچہ الفاظ بالا حضرت ابوہریرہؓ کی روایت سے بخاری شریف میں نقل کئے گئے ہیں اس کے علاوہ یہ روایت حضرت عائشہ حضرت میمونہ حضرت معاذ حضرت انس حضرت ابوامامہ، وہب بن منبہ سے بھی نقل کی گئی ہے۔ بعض روایتوں میں وارد ہے کہ جس شخص نے میرے کسی ولی کو ستایا وہ میرے ساتھ لڑائی پر اُتر آیا۔ ایک حدیث میں آیا ہے جو میرے کسی ولی کی اہانت کرتا ہے وہ میرے ساتھ مقابلہ کے لئے سامنے آتا ہے (فتح الباری) حضرت عمرؓ ایک

{ Telegram } >>> https://t.me/pasbanehaq1

مرتبہ مسجد نبوی میں تشریف لائے تو دیکھا کہ حضرت معاذ بن جبلؓ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی قبر مبارک کے قریب بیٹھے رو رہے ہیں حضرت عمرؓ نے دریافت کیا معاذ کیوں رو رہے ہو۔ عرض کیا کہ میں نے اس (پاک) قبر والے (صلی اللہ علیہ وسلم) سے ایک بات سنی تھی اس کی وجہ سے رو رہا ہوں، (مبادا میں کہیں مبتلا ہو جاؤں) میں نے آپؐ کو یہ کہتے ہوئے سنا تھا کہ تھوڑا سا دکھلاوا بھی شرک ہے اور جو شخص اللہ کے کسی ولی کے ساتھ دشمنی کرتا ہے وہ اللہ کے ساتھ لڑائی کے لئے مقابلہ کرتا ہے (حاکم مستدرک) ایک حدیث میں آیا ہے حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ حضرت جبرئیل علیہ السلام نے اللہ جل جلالہٗ سے نقل کیا ہے کہ جو شخص میرے کسی ولی کی اہانت کرتا ہے وہ مجھ سے لڑنے کے لئے مقابلہ میں آتا ہے میں اپنے اولیاء کی حمایت میں ایسا ناراض ہوتا ہوں جیسے غضبناک شیر (در منثور)[۱]

کتنا سخت اندیشہ ناک معاملہ ہے۔ اللہ تعالیٰ سے جس کی لڑائی ہو اُس کا بھلا ٹھکانا کہاں۔ اور پھر اگر اس کے معاوضہ میں ہاتھ پاؤں ٹوٹ جائیں ناک کان آنکھ جاتے رہیں تب بھی سہل ہے کہ دنیا کی تکلیف بہرحال ختم ہونے والی ہے اور اس نوع کے نقصان سے توبہ کی اُمید ہے لیکن خدانخواستہ کوئی دینی نقصان پہونچ جائے کسی بد دینی میں مبتلا ہو جائے

---

[۱] حضرت وہب سے روایت ہے کہ میں نے حضرت داؤدؑ کی کتاب (زبور) میں اللہ جل جلالہٗ کا یہ ارشاد دیکھا ہے کہ میری عزت و جلال کی قسم ہے جو شخص میرے کسی ولی کی اہانت کرتا ہے وہ مجھ سے مقابلہ پر اُتر آیا ہے۔ در منثور ص ۱۸۹ ج ۴

{ Telegram } >>> https://t.me/pasbanehaq1

تو کیا ہو۔ ائمہ نے کہا ہے کہ گناہوں میں کوئی گناہ بھی ایسا نہیں ہے جس کے کرنے والے کو اللہ جل شانہٗ نے اپنے ساتھ لڑائی سے تعبیر فرمایا ہو۔ بجز اس گناہ کے اور سود کھانے کے کہ حق تعالیٰ شانہٗ نے ان دونوں کو اپنے ساتھ جنگ سے تعبیر کیا ہے۔ اس سے معلوم ہوا کہ ان دونوں کا گناہ بہت ہی زیادہ بڑھا ہوا ہے اور ان لوگوں کے سوء خاتمہ کا سخت اندیشہ ہے (مرقاۃ شرح مشکوٰۃ) صاحب مظاہر حق نے بھی لکھا ہے کہ اللہ سے بندہ کی لڑائی دلالت کرتی ہے خاتمہ بد پر ہونے پر۔ ایک مسلمان کے لئے خاتمہ بالخیر ہونا انتہائی مرغوب اور لازوال نعمت ہے اور جس چیز سے خاتمہ کے خراب ہونے کا اندیشہ ہو تم ہی سوچو کہ کتنی خطرناک چیز ہوگی۔

شیخ احمد نے جامع الاصول میں لکھا ہے اُن حضرات صوفیہ پر انکار کرنا جو سنت کے متبع ہوں اور بدعت کے توڑنے والے ہوں بالخصوص وہ حضرات جو علم نافع اور عمل صالح رکھتے ہوں اور معارف و اسرار کے حامل ہوں زہر قاتل ہے اور بڑی ہلاکت ہے۔ بڑی سخت وعید اس بارہ میں وارد ہوئی ہے اور یہ بڑی خطرناک چیز ہے۔ یہ اس بات کی علامت ہے کہ دل میں اللہ جل جلالہٗ سے اعراض ہے اور وہ امراض سے بھرا ہوا ہے ایسے شخص کے خاتمہ کے خراب ہونے کا (معاذ اللہ) اندیشہ ہے۔ اس کے بعد موصوف نے بہت طویل بحث اس میں کی ہے جس کی یہاں گنجائش نہیں ہے۔ بہرحال میں اپنے سے تعلق رکھنے والوں کو خاص طور سے متوجہ کرتا ہوں اور کرتا رہتا ہوں کہ وہ اللہ والوں سے ذرا بھی دل میں کدورت نہ رکھیں ورنہ

{ Telegram } >>> https://t.me/pasbanehaq1

مجھ سے تعلق نہ رکھیں۔ میرے والد صاحب نور اللہ مرقدہٗ بھی ہمیشہ اس کی خصوصیت سے تاکید فرمایا کرتے تھے۔

حضرت اقدس بقیۃ السلف حجۃ الخلف شاہ عبد العزیز صاحب نور اللہ مرقدہٗ نے اپنی تفسیر میں ذٰلِكَ بِمَا عَصَوْا وَّكَانُوْا يَعْتَدُوْنَ کے ذیل میں ایک مضمون تحریر فرمایا ہے۔ کہ اُن یہود کو کفر اور انبیاء کے قتل پر جرأت اس وجہ سے ہوئی کہ انہوں نے انبیاء کی نافرمانی کی اور یہ خصلت نافرمانی کی ان میں آہستہ آہستہ محکم ہوتی گئی اور یہ لوگ گناہوں میں حد سے تجاوز کرتے گئے۔ یہاں تک کہ ان گناہوں کو بہتر جاننے لگے اور جو ان کو گناہوں سے منع کرتا تھا اُس کو اپنا دشمن سمجھتے تھے۔ رفتہ رفتہ یہاں تک نوبت پہونچی کہ انبیاء کو جو گناہوں کے منع کرنے میں مبالغہ کرتے تھے۔ قتل کر ڈالا اور قرآن کی آیات کا صریح انکار کیا۔ اور یہ گناہ کی نحوست ہوتی ہے کہ آہستہ آہستہ اعتقاد میں بھی فتور پھر تغیر پیدا کر دیتا ہے۔ اسی وجہ سے علماء ربانی گناہوں کی مداومت سے نہایت ہی تاکید سے منع کرتے ہیں کیونکہ وہ رفتہ رفتہ اچھے معلوم ہونے لگتے ہیں اور جو چیز ان سے مانع ہو اس کی بُرائی دل میں جم جاتی ہے حتّٰی کہ اخیر نوبت کفر کے حدود تک پہنچ جاتی ہے چنانچہ کہا جاتا ہے۔ مَنْ تَهَاوَنَ بِالْآدَابِ عُوْقِبَ بِحِرْمَانِ السُّنَّةِ وَمَنْ تَهَاوَنَ بِالسُّنَّةِ عُوْقِبَ بِحِرْمَانِ الْفَرَائِضِ وَمَنْ تَهَاوَنَ بِالْفَرَائِضِ عُوْقِبَ بِحِرْمَانِ الْمَعْرِفَةِ۔ جو شخص شریعت کے آداب کو خفیف اور ہلکا

{ Telegram } >>> https://t.me/pasbanehaq1

سمجھتا ہے اسکو سنت سے محرومی کا عذاب دیا جاتا ہے اور جو شخص سنت کو ہلکا اور خفیف سمجھتا ہے اس کو فرائض کی محرومی سے سزا دیجاتی ہے اور جو فرائض کو ہلکا سمجھتا ہے وہ معرفت کی محرومی میں مبتلا ہوتا ہے یہ بہت ہی سخت اندیشہ ناک بات ہے۔ شریعت کے معمولی آداب کو بھی استخفاف اور فضول سمجھ کر چھوڑنا نہیں چاہیئے کہ اس سلسلہ کی ہر کڑی اپنے سے اُوپر کی دولت سے محرومی کا سبب بنتی ہے۔ چہ جائیکہ اہل اللہ کے احترام کو جو اہم آداب میں ہے۔ اور جب آداب کے ساتھ استخفاف کا سلسلہ فرائض کے استخفاف اور منتہا میں کفر تک پہونچانے والا ہو تو تم ہی سوچو کہ کتنا خطرناک معاملہ ہے۔ لوگ معمولی آداب اور معمولی گناہوں کو ہلکا سمجھ کر لاپروائی کرتے ہیں لیکن یہ نہیں سمجھتے کہ دین کا ہر ہر جز کچھ ایسا آپس میں مرتبط ہے کہ ہر کڑی دوسرے کے ساتھ وابستہ ہے۔ حضورؐ کا ارشاد ہے کہ جو قوم کسی بدعت کو اختیار کرتی ہے اللہ جل شانہ ایک سنت ان سے اٹھا لیتے ہیں جو قیامت تک اُن کی طرف نہیں لوٹتی (مشکوٰۃ شریف) حضورؐ کا ارشاد ہے کہ جب اللہ جل شانہ کسی شخص کے ہلاک فرمانے کا ارادہ کرتے ہیں تو سب سے پہلے اُس سے حیا اور شرم کو زائل کر دیتے ہیں۔ اور جب وہ بے شرم بن جاتا ہے تو اسکو دیکھئے گا وہ غصیارہ اور لوگوں کی نگاہ میں مبغوض بن جائے گا اور جب اس حالت کو پہنچ جائیگا تو اس سے امانت زائل ہو جائیگی اور وہ خائن بن جائیگا اور علی الاعلان خیانت کرنے لگے گا اور جب اس حالت کو پہونچ جائے گا تو اس کے دل سے رحمت نکال لی جائیگی اور وہ مخلوق پر شفقت نہ کریگا اور جب اس درجہ پر پر پہونچ جائیگا تو لوگوں کے یہاں مردود اور ملعون بنجائیگا اور جب اس درجہ پر

{ Telegram } >>> https://t.me/pasbanehaq1

پہونچ جائیگا تو تو دیکھے گا کہ اسلام کی رسی اسکے گلے سے نکل جائیگی (جامع الصغیر)
نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے۔ جو شخص کسی مسلمان کو اذیت پہونچاتا ہے وہ مجھ کو اذیت پہونچاتا ہے۔ اور جو مجھ کو اذیت پہونچاتا ہے وہ اللہ تعالیٰ کو اذیت پہونچاتا ہے (جامع الصغیر) کتنی سخت بات ہے کہ جب عام مسلمانوں کا یہ حکم ہے تو اللہ والوں کو اذیت پہونچانا جو حقیقی معنوں میں مسلمان ہیں کتنا سخت ہوگا۔

علامہ شعرانی طبقات کبریٰ میں لکھتے ہیں کہ امام ابو تراب بخشی جو مشائخ صوفیہ میں ہیں یہ فرماتے ہیں کہ جب کسی شخص کا دل اللہ جل شانہٗ سے اعراض کی ساتھ مانوس ہوجاتا ہے تو اہل اللہ پر اعتراض کرنا اس کا رفیق اور ساتھی بن جاتا ہے یعنی جو شخص اللہ تعالیٰ سے نامانوس ہوجاتا ہے تو وہ اہل اللہ پر اعتراض کرنے کا خوگر ہوجاتا ہے ؎

چوں خدا خواہد کہ پردہ کس درد ؎ میلش اندر طعنۂ نیکاں برد

شیخ ابوالحسن شاذلی جو اکابر صوفیہ اور مشہور ائمہ تصوف میں ہیں، فرماتے ہیں کہ اللہ والوں کو جھگڑالو لوگوں کے ساتھ ہمیشہ سے ابتلا رہتا ہے اُن میں سے بعض لوگ ایسے ہوتے ہیں جو اولیاء کا اعتقاد تو ظاہر کرتے ہیں لیکن خاص خاص اللہ والوں کی نسبت یہ کہہ کر انکار کرتے ہیں کہ یہ ولی کیسے ہوسکتے ہیں حالانکہ جو شخص خود ولایت سے ناواقف ہے وہ کیسے کسی کی ولایت کا انکار کرسکتا ہے۔ شیخ نے آگے چل کر ان اسباب کو مفصل ذکر فرمایا ہے جو مشائخ پر انکار کا ذریعہ بنتے ہیں۔ منجملہ ان کے یہ بھی ذکر فرمایا ہے کہ بعض مشائخ لوگوں کی نگاہ سے اس وجہ سے مستور ہوتے ہیں کہ وہ

{ Telegram } >>> https://t.me/pasbanehaq1

اُمراء اور اغنیاء سے ملتے جلتے ہیں۔ اور ان لوگوں کو اس اعتراض کا موقعہ ملتا ہے کہ اگر یہ اللہ کے ولی ہوتے تو یکسوئی کے ساتھ کونے میں بیٹھ کر علم وعبادت میں مشغول ہوتے۔ لیکن وہ معترض اگر اپنے دین کی حفاظت کرتا تو یہ بھی غور کرتا کہ یہ اُمراء سے ملنے والا شخص اپنی ذات کے لئے مل رہا ہے یا کسی دینی غرض اور دینی منفعت کے لئے یا مسلمانوں کی کسی بہبود کے لئے اور اُن سے کسی مضرت کے رفع کرنے کے لئے مل رہا ہے حالانکہ بسا اوقات ایسی مصالح کی بنا پر ان لوگوں سے ملنا واجب ہو جاتا ہے اور اُن سے علیحدگی اختیار کرنا حرام بن جاتا ہے۔ (طبقات)

یہاں ایک اور بات بھی سمجھ لو کہ اہل اللہ بعض مرتبہ اپنے برا بھلا کہنے والے سے انتقام لے لیتے ہیں اور یہ چیز ظاہر بینوں کے لئے حجاب کا سبب بن جاتی ہے وہ سمجھتے ہیں کہ یہ لوگ بھی عوام کی طرح جذبات سے مشتعل ہو جاتے ہیں حالانکہ بعض اوقات یہ بڑی مصلحت پر مبنی ہوتا ہے۔ حضرت مرزا مظہر جانِ جاناںؒ نے اپنے مکاتیب میں لکھا ہے کہ ایک مرتبہ (حضرت مجدد صاحب کے والد) شیخ عبدالاحدؒ کی شان میں کسی عورت نے گستاخی کی انہوں نے صبر وسکوت فرمایا۔ اتنے میں دیکھا کہ غیرتِ الٰہی جوشِ انتقام میں ہے۔ شیخ نے فوراً ایک شخص سے جو اس وقت موجود تھا کہا کہ اس عورت کے ایک تھپڑ مارے اس کو تردد ہوا۔ ادھر وہ عورت گر کر مر گئی۔ اس قسم کے واقعات مشائخ کے حالات میں کثرت سے ملتے ہیں اور میں پہلے لکھ چکا ہوں کہ میرے نزدیک تو اس نوع کی سزا کسی دینی مصیبت میں ابتلا سے بہت

{ Telegram } >>> https://t.me/pasbanehaq1

سہل ہے۔

حضرت شیخ علی خواصؒ جو مشہور اولیاء میں ہیں فرماتے ہیں کہ اپنے آپ کو اس چیز سے نہایت محفوظ رکھنا کہ کسی ایسے شخص کی بات پر کان دھرو۔ جو علماء یا مشائخ صوفیہ پر (بلا کسی شرعی وجہ کے) اعتراض کرتا ہو کہ اس کی وجہ سے تم اللہ جل شانہٗ کی نگاہِ حفاظت سے گر جاؤ گے۔ اور اللہ کی ناراضی اور غصہ کے سزاوار ہو گے۔ (طبقات کبریٰ)

شیخ ابو الفوارس شاہ بن شجاع کرمانیؒ فرماتے ہیں کہ اولیاء اللہ کی محبت سے زیادہ افضل کوئی عبادت نہیں ہے کہ انکی محبت اللہ جل شانہٗ کی محبت کی علامت ہے (نزہتہ البساتین) اس لئے تمہیں خاص طور سے نصیحت کرتا ہوں کہ اللہ والوں سے جتنی محبت اور تعلق پیدا کر سکو اس میں ذرا کمی نہ کرنا امید ہے کہ میری یہ نصیحت قبول کرو گے۔

نصیحت گوش کن جاناں کہ از جان دوستر دارد ؛ جواناں سعادت مند پند پیر دانا را

خود نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے جو متعدد احادیث میں وارد ہوا ہے کہ آدمی کا شمار اور حشر اُن لوگوں کے ساتھ ہوتا ہے جن سے وہ محبت رکھتا ہے۔ ایک صحابی نے حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم سے دریافت کیا کہ ایک شخص ایک جماعت سے محبت رکھتا ہے لیکن (اعمال کے اعتبار سے یا ملاقات کے اعتبار سے) ان تک نہیں پہنچ سکتا۔ حضورؐ نے ارشاد فرمایا کہ آدمی اُنہیں لوگوں میں شمار ہوتا ہے جن سے محبت رکھتا ہے۔

دوسری حدیث میں ہے ایک صحابی نے دریافت کیا یا رسول اللہ قیامت

{ Telegram } >>> https://t.me/pasbanehaq1

کب آئیگی. حضورؐ نے دریافت فرمایا کہ تونے قیامت کے واسطے کیا طیار کر رکھا ہے (کہ انتظار و اشتیاق میں ہے) انہوں نے عرض کیا یا رسول اللہ میں نے اس کے سوا کچھ طیار نہیں کر رکھا ہے کہ اللہ سے اور اس کے رسولؐ سے مجھے محبت ہے حضور نے ارشاد فرمایا کہ تو اسی کے ساتھ ہوگا جس سے محبت رکھتا ہے حضرت انسؓ فرماتے ہیں کہ صحابہ کرام کو اس حدیث کے سننے سے جتنی مسرت اور خوشی ہوئی کسی چیز سے نہیں ہوئی (مشکوٰۃ شریف) اور ظاہر ہے کہ صحابہ کرام رضؓ حضورؐ کی محبت میں ڈوبے ہوئے تھے اس لئے جتنی بھی خوشی ان حضرات کو ہوئی ہو قرین قیاس ہے. میں ان حضرات کی محبت کے چند قصے اپنے رسالہ حکایاتِ صحابہؓ میں نمونے کے طور پر لکھ چکا ہوں اُس کو بھی ایک نظر ضرور دیکھو اُس سے اندازہ ہوگا کہ دین پر مرمٹنا کیا ہوتا ہے اور ان حضرات کو حضورؐ سے کتنی محبت تھی. ایک حدیث میں آیا ہے کہ آدمی اپنے دوست کے مذہب اور دین پر ہوتا ہے، لہٰذا خود ہی دیکھ لے کہ کس سے دوستی کرتا ہے (مشکوٰۃ شریف) یہ مضمون احادیث میں مختلف عنوانات سے ذکر کیا گیا ہے جس میں اللہ والوں کے ساتھ محبت اور تعلق رکھنا اور بے دین لوگوں سے علیحدگی اور اجتناب کرنا اہتمام سے ارشاد فرمایا گیا ہے، اہل اللہ سے جتنا تعلق اور محبت پیدا ہوسکے وہ اکسیر ہے دونوں جہان میں کام آنے والی چیز ہے ؎

---

ع۵ حضرت لقمان حکیم کی اپنے بیٹے کو نصیحت ہے کہ بیٹا جاہل کی دوستی میں کبھی رغبت نہ کرنا کہ تیرے تعلق سے وہ اپنی حرکتوں کو تیری نگاہ میں اچھا سمجھنے لگے اور حکیم کی ناراضی کو ہلکا نہ سمجھنا کہ وہ اس وجہ سے تجھ سے اعراض کرنے لگے (درمنثور) ص۱۶۳ ج۵)

{ Telegram } >>> https://t.me/pasbanehaq1

دست در دامن مرداں زن واندیشہ مکن ؎ ہر کہ بانوح نشیند چہ غم از طوفانش

اہل اللہ سے جتنی بھی محبت پیدا کرسکو دریغ نہ کرنا اور بے دین لوگوں سے جتنا بھی ممکن ہو احتراز کرنا اور یکسو رہنا۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ صالح اور بہتر ہم نشین کی مثال اس شخص کی سی ہے جو مشک والا ہو کہ اگر اس سے مشک نہ بھی ملے تب بھی اسکی خوشبو تو پہونچے ہی گی، اور بُرے ہم نشیں کی مثال اس شخص کی سی ہے جو بھٹی کا دھونکنے والا ہو کہ (اگر کوئی چنگاری وغیرہ گرگئی) تو بدن جلادیگی یا کپڑے جلادیگی اور (اگر چنگاری نہ بھی اڑے) تو اُسکا دھواں اور بُو تو پہونچے ہی گی۔ بخاری مسلم وغیرہ میں یہ حدیث مختلف الفاظ سے نقل کی گئی ہے۔

حضرت لقمان حکیم کی نصیحت ہے کہ بیٹا صلحاء کی مجلس میں بیٹھا کر اس سے تو بھلائی کو پہونچے گا اور اُن پر رحمت نازل ہوگی تو تُو اس میں شریک ہوگا۔ اور بُروں کی صحبت میں کبھی نہ بیٹھنا کہ اس سے بھلائی کی توقع نہیں، اور کسی وقت ان پر کوئی آفت نازل ہوئی تو تُو بھی شریک ہوجائیگا۔ (در منثور ص ۱۶۴ ج ۵) اس لئے بُری صحبت کے اثرات سے بہت احتراز کرنا چاہیئے۔ اور اللہ والوں کی صحبت اور اُن کے پاس بیٹھنے کو اکسیر سمجھنا چاہیئے۔ انکی صحبت نیک اعمال کی ترقی کا سبب ہوتی ہے۔ البتہ جیسے ہر چیز میں اصلی و نقلی کا امتیاز کیا جاتا ہے، سچ اور جھوٹ کو پرکھا جاتا ہے یہاں بھی فریب اور دھوکہ سے بچنا ضروری ہے ؎

اے بسا ابلیس کادم رفئے ہست ؎ پس بہ ہر دستے نہ باید داد دست

مغالطہ سے بُرے کو بھلا سمجھکر پھنس جانا زیادہ نقصان دہ ہے، اور

{ Telegram } >>> https://t.me/pasbanehaq1

اسکا معیار شریعت مقدسہ کا عمل ہے کہ جس شخص کے عقائد درست ہوں شرک و بدعت میں مبتلا نہ ہو۔ نماز، روزہ اور شریعت کے سب احکام کا پابند ہو۔ وہ نیک ہے شریعت کے خلاف چل کر کوئی شخص نیک نہیں ہو سکتا۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد ہے۔

"کہ تم میں سے کوئی شخص اسوقت تک مومن نہیں ہو سکتا جب تک اس کی خواہش اس چیز کے تابع نہ بن جائے جس کو میں لے کر آیا ہوں" (مشکوٰۃ)

حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ "تم میں بہترین لوگ وہ ہیں جن کی صورت دیکھ کر اللہ کی یاد تازہ ہوتی ہو۔ جن کی بات سے علم میں ترقی ہوتی ہو۔ جن کے عمل کو دیکھ کر آخرت کی رغبت پیدا ہوتی ہو"۔

(جامع الصغیر ورقم لہ بالصحۃ)

اس لئے محبت اور تعلق رکھنے کے لئے یہ شرط تو ضروری ہے کہ اُس کے دینی حالات معلوم ہوں اور شریعت کے موافق اسکا ہونا محقق ہو جائے۔ لیکن جس شخص کا حال معلوم نہیں نہ یہ معلوم کہ وہ شریعت کے موافق ہے یا مخالف اُس سے تعلق نہ رکھنا چاہیئے۔ البتہ محض سُنی سُنائی باتوں سے اس پر کوئی حکم لگا دینا یا بُرا بھلا کہنا بیجا ہے۔ حضرت انس فرماتے ہیں کہ مجھ سے حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ بیٹا اگر تو اس پر قادر ہو کہ تیرے دِل میں کسی کی طرف سے کینہ نہ ہو تو اس کو اختیار کر۔ یہ میری سنت ہے اور جو میری سنت کو پسند کرتا ہے وہ مجھ سے محبت رکھتا

{ Telegram } >>> https://t.me/pasbanehaq1

ہے اور جو مجھ سے محبت رکھتا ہے وہ جنت میں میرا رفیق اور ساتھی ہے۔
(مشکوٰۃ)

## جواب ۲

میرے خیال میں تمہارا یہ سوال اس قدر مہمل ہے کہ جواب کے قابل بھی نہ تھا۔ اللہ کے بندے اتنا تو سوچا ہوتا کہ ان حضرات کا علم و فضل، زہد و تقویٰ، دیانت و تبحر، اللہ کا خوف، اللہ سے تعلق، دینی اشتغال، دینی تصلب کونسی چیز ایسی ہے جس کے پاسنگ میں بھی اپنے کو رکھدوں۔ ایسی صورت میں میرا منہ یا میرے قلم میں یہ طاقت ہے کہ ان اکابر میں محاکمہ کروں۔

سُنو! دو آدمیوں کے درمیان محاکمہ جب ہی ہو سکتا ہے جب محاکمہ کرنے والا ان میں محاکمہ کرنے کی پوری اہلیت رکھتا ہو اور پھر دونوں کی پوری پوری سُننے اور سننے کے بعد اُن کے کلام کا وزن دیکھے۔ ہر ایک کے اشکالات کا دوسرے سے جواب مانگے اور پھر جواب الجواب اور اس ساری تحقیقات کے بعد پھر دیکھے کہ کس کی بات وزنی ہے۔ پھر کوئی رائے قائم کر سکتا ہے۔ اب تم خود اندازہ کر لو کہ اوّل تو میری حیثیت ہرگز ایسی نہیں کہ ان حضرات سے مساویانہ گفتگو کر سکوں اور اگر بفرض محال ان کے اخلاق کریمانہ کے پیش نظر ایسا ہو بھی جائے تو پھر کیا میری یہ بھی حیثیت ہے کہ میں اس میں توازن قائم کروں۔ میری حیثیت یہ ہے کہ میری پختہ رائے کے بعد بھی اگر یہ حضرات کسی بات کو فرمادیں کہ یہ غلط ہے

{ Telegram } >>> https://t.me/pasbanehaq1

تو مجھے اس کو قبول کرنا چاہیئے۔ چہ جائیکہ اس پر نقد و تبصرہ۔ مجھے حیرت ہوتی ہے ان لوگوں پر جو پڑھے نہ لکھے نام محمد فاضل۔ دو اخبار پڑھ لئے یا ایک مہمل مضمون کسی اخبار میں لکھدیا اور ان لوگوں پر تنقید شروع کر دیتے ہیں جو علوم کے سمندر لیئے ہوئے ہیں۔ ہمیشہ یاد رکھو۔ کسی پر تنقید کرنے اور رد کرنے کے واسطے اسکی بات کی حقیقت اس کے دلائل کی قوت معلوم ہونا ضروری ہے۔ یہ انتہائی حماقت ہے کہ بغیر بات سمجھے اناپ شناپ ہانکنا شروع کر دے۔ ہم لوگوں کی مثال اس بندر کی سی ہے کہ ایک ادرک کی گرہ کہیں سے اُٹھالی اور اپنے آپ کو پنساری سمجھنے لگے۔

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے علامات قیامت میں اِعْجَابُ کُلِّ ذِیْ رَأْیٍ برایہٖ بھی ارشاد فرمایا ہے (ہر ذی رائے کا اپنی رائے کو سب سے اچھا سمجھنا) جس کا آجکل ظہُورٌ عَلَی الْوَجْہِ الْاَتَمّ ہو رہا ہے۔ ہر شخص یہی سمجھتا ہے ہمچو من دیگرے نیست کہ جو میری سمجھ میں آگیا ہے وہی حق ہے۔ چاہے کوئی بڑا کچھ کہے یا چھوٹا، عالم کہے یا مدبر۔

غور تو کرو کہ حضرت اقدس حکیم الامۃ ادام اللہ ظلال برکاتہ، ۱۳۰۱ھ میں فارغ التحصیل عالم فاضل ہوئے اس کے بعد سے آج ۱۳۵۷ھ تک درس تدریس قال اللہ قال الرسول استفادہ و افادہ باطنی میں انہماک۔ یہ نصف صدی سے زیادہ زمانہ فقہ اور اصول قرآن اور حدیث کے غور وخوض اور افہام و تفہیم میں گذر گیا۔ جس مبارک ہستی کا اتنا وسیع

{ Telegram } >>> https://t.me/pasbanehaq1

وقت علوم کے تدبر میں گذرا ہو۔ نکات قرآنیہ اور دقائق فقہیہ میں اتنی مدت گذری ہو اس کی نظر ایسی چیز ہے جس کو بے دھڑک ہر آدمی لغو اور غلط کہدے۔

اسی طرح امیر الہند حضرت مدنی ۱۳۱۶ھ میں فارغ التحصیل ہوئے اور آج تک کا سارا زمانہ درس و تدریس استفادہ اور افادہ باطنی میں گذرا۔ سالہا سال حضرت شیخ الہندؒ جیسے محقق متبحر کے زیر سایہ علوم ظاہریہ و باطنیہ میں مہارت حاصل کی اور پھر عمر کا اکثر حصہ سیاسی مناظر اور قید و بند ہند و بیرون ہند کے تجربات میں گذرا۔ کیا یہ ہستیاں ایسی ہیں کہ ہر کہ و مہ ان کی دقیق نظروں کا مقابلہ کرنے لگے اور بے دھڑک ان پر رائے زنی شروع کردے۔ اور پھر بالخصوص مجھ جیسا کوتاہ نظر جو ابھی طفل مکتب ہو اور کے آمدی کے پیرشدی کا مصداق ہو۔ میں تو جب ان حضرات اکابر کے نام اشتہارات اور اخبارات میں کھلے خط دیکھتا ہوں محو حیرت ہو جاتا ہوں کہ دنیا کیلے سے کیا ہو گئی ہے۔ عالم میں کیسا انقلاب رونما ہو گیا ہے۔ اکابر کا احترام بالکل جاتا رہا ہے۔ پھر اگر اہل علم اپنے علم کی روشنی میں ان کے خلاف کوئی بات کہیں تب بھی ایک درجہ میں گنجائش ہو سکتی ہے۔ مگر وہ اہل قلم جن کا منتہائے علم ایک اخبار کا مضمون لکھدینا ہے یا ایک شستہ تقریر کردینا ہے۔ ایسے بیجا الفاظ سے رد کرتے ہیں جو اپنے سے چھوٹوں کے لئے بھی استعمال کرنا موزوں ہے۔ ان باتوں کو دیکھ کر میرے استعجاب کی انتہا نہیں رہتی۔

{ Telegram } >>> https://t.me/pasbanehaq1

میری ایک نصیحت بہت غور سے سُنو۔ ہمیشہ ایسی چیزوں پر لب کشائی کرو جس کے پورے مالہ وماعلیہ پر عبور ہو۔ دو شخصوں کے درمیان میں محاکمہ جب ہی ممکن ہو سکتا ہے جب ان دونوں کے پورے دلائل پر عبور ہو۔ البتہ کسی شرعی منصوص کے خلاف کوئی چیز ہو تو اس میں کسی کی بھی رعایت نہیں کہ اللہ اور اس کے رسول کے خلاف کوئی قول معتبر نہیں۔ بلکہ فقہاء سلف کے منصوص اقوال کے خلاف بھی مقلد کے لئے کوئی گنجائش نہیں۔ لیکن جہاں مسئلہ استنباط سے تعلق رکھتا ہو نصوص شرعیہ ہر ایک کے ساتھ ہوں وہاں جلدی سے دخل در معقولات کرکے فوراً محاکمہ کر دینا حماقت ہے۔ میں تم کو بڑے زور سے روکتا ہوں کہ اہل حق پر انکار کرنے میں کبھی بھی جلدی نہ کرنا بہت غور و فکر اور تدبر کے بعد لب کشائی کرنا۔ جہاں تک ممکن ہو اس سے گریز کرنا۔

حضرت عمر بن عبدالعزیزؒ جن کو عمر ثانی کہا جاتا ہے انہوں نے حضرات صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی آپس کی لڑائی میں کس قدر بہترین فیصلہ کیا۔ تِلْكَ دِمَاءٌ طَهَّرَ اللّٰهُ اَيْدِيَنَا مِنْهَا فَلَا نُلَوِّثُ اَلْسِنَتَنَا بِهَاؕ ان خونوں سے اللہ جل شانہٗ نے ہمارے ہاتھوں کو پاک رکھا تو پھر ہم اپنی زبان کو کیوں اُن سے آلودہ کریں۔ اگر یہ کہا جائے کہ حضرات صحابہ رضی اللہ عنہم کی شان اعلیٰ وارفع ہے دوسروں کو ان پر کیسے قیاس کیا جا سکتا ہے تو میں کہوں گا کہ وہاں لب کشائی سے بچنے والے بھی حضرت عمر بن عبدالعزیزؒ ہیں۔ جو جلیل القدر تابعی ہیں۔ حضرت خضر اور

{ Telegram } >>> https://t.me/pasbanehaq1

حضرت موسیٰ علیٰ نبینا وعلیہما السلام کا قصہ مشہور و معروف ہے۔ قرآن پاک میں مفصل مذکور ہے۔ متعدد احادیث میں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد وارد ہوا ہے کہ اللہ جل شانہٗ حضرت موسیٰ (علیٰ نبینا و علیہ الصلوٰۃ والسلام) پر رحم فرمائیں اگر وہ سکوت کرتے تو اور بھی عجائبات حضرت خضر کے کارناموں کے معلوم ہوتے۔ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ حضرت عیسیٰ کا مقولہ ہے۔ کہ امور تین طرح کے ہوتے ہیں ایک وہ جن کا رُشد (ہدایت) ہونا کھلا ہوا ہو ان کا اتباع کرو دوسرے وہ امور ہیں جن کا گمراہی ہونا کھلا ہوا ہو اُن سے اجتناب کرو۔ تیسرے وہ ہیں۔ جن میں اختلاف ہو اُن کو اُن کے عالم کے حوالہ کرو (رواہ الطبرانی ورجالہ موثوقون کذافی مجمع الزوائد) حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ جو شخص فتویٰ دینے پر زیادہ جری ہے وہ جہنم پر زیادہ جری ہے (دارمی) حضرت عبداللہ بن مسعود ارشاد فرماتے ہیں کہ جو شخص ہر استفتا کا جواب دے وہ مجنون ہے (دارمی)

مقصود یہ ہے کہ بہت سے استفتا فضول مد میں کئے جاتے ہیں جیسا کہ آجکل عام دستور ہے کہ استفتا سے مقصود عمل کم ہوتا ہے کسی کو رُسوا کرنا۔ کسی کے خلاف سازش کرنا ہوتا ہے اس لئے اس چیز میں بہت احتیاط سے کام لینا چاہیئے۔ نیز بسا اوقات مسئلہ میں اشتباہ بھی ہوتا ہے۔ ایسی صورت میں خواہ مخواہ فتویٰ دینا بھی جرأت ہے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا ایک ارشاد متعدد احادیث میں وارد ہوا ہے جس کا حاصل یہ ہے کہ

{ Telegram } >>> https://t.me/pasbanehaq1

حلال کھلا ہوا ہے حرام کھلا ہوا ہے۔ ان دونوں کے درمیان بہت سے مشتبہ امور ہیں جن میں احتیاط پر عمل کرنا چاہیئے۔ اس لئے جہاں ایسی جزئیات پیش آویں ہمیشہ احتیاط کے پہلو کو اختیار کرنا چاہیئے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے۔

اِذَا وُسِّدَ الْاَمْرُ اِلٰی غَیْرِ اَھْلِہٖ فَانْتَظِرِ السَّاعَۃَ۔

جب امور نا اہلوں کے سپرد کئے جائیں تو قیامت کا انتظار کرو (اشارۃ بروایۃ البخاری) اسی قبیل سے یہ بھی ہے کہ محقق علما کے درمیان میں جاہل لوگ مسئلہ شروع کردیں نیز دوسری حدیث میں حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے چھوٹے لوگوں سے علم کا تلاش کرنا بھی علامات قیامت میں شمار فرمایا ہے۔ میرا مقصود ان سب آثار و روایات سے یہ ہے کہ جو چیزیں استنباط سے تعلق رکھتی ہیں کوئی نص شرعی تصریح سے اُن کو متناول نہیں ان میں اہل حق کی تردید میں جلدی کرنا ہرگز مناسب نہیں۔ بالخصوص چھوٹوں کو لب کشائی کرنا بہت ہی زیادہ بے محل ہے۔ ہاں جو شخص علمی حیثیت سے برابر کا ہو اُس کو یقیناً حق ہے کہ بے تامل رد کرے۔ البتہ کوئی چیز صراحۃً نصوص کے خلاف ہو تو اس میں یقیناً لَاطَاعَۃَ لِمَخْلُوْقٍ فِیْ مَعْصِیَۃِ الْخَالِقِ (اللہ کی نافرمانی میں مخلوق کی کوئی اطاعت نہیں) صاف اور واضح اعلان ہے۔ اب غور سے سنو کہ مسائل حاضرہ میں اصل مدار اسلام اور مسلمانوں کی منفعت پر ہے اور اس کلیہ کے تحت میں تقریباً تمام جزئیات حاضرہ داخل ہیں۔ اس میں حسب قواعد شرعیہ اَلْاُمُوْرُ

{ Telegram } >>> https://t.me/pasbanehaq1

بِمَقَاصِدِهَا وَالشَّیْءُ الْوَاحِدُ یُتَّصَفُ بِالْحِلِّ وَالْحُرْمَةِ بِاعْتِبَارِ مَاقُصِدَ لَهٗ (مقصد کے اعتبار سے امور کا اعتبار ہوتا ہے۔ اور ایک ہی شے مقصد کے اختلاف کے اعتبار سے حلال وحرام کی ساتھ متصف ہوسکتی ہے) یُتَحَمَّلُ الضَّرَرُ الْخَاصُّ لِدَفْعِ ضَرَرٍ عَامٍّ (خصوصی نقصان عمومی نقصان کے مقابلہ میں قابلِ برداشت ہے) مَنِ ابْتُلِیَ بِبَلِیَّتَیْنِ فَلْیَخْتَرْ اَهْوَنَهُمَا (جو دو مصیبتوں میں گرفتار ہو وہ کم درجہ مصیبت کو اختیار کرے) اِذَا اجْتَمَعَ الْحَلَالُ وَالْحَرَامُ غُلِّبَ الْحَرَامُ (جس چیز میں حلال اور حرام دونوں شامل ہوجائیں تو حرام کو غلبہ ہوتا ہے) وغیرہ وغیرہ ایسے قواعد کلیہ ہیں کہ ان کے تحت میں جزئیات کا داخل کرنا اور ان سے جزئیات کا استنباط کرنا ہر کہ ومہ کا کام نہیں ہے وہی ان قواعد سے جزئیات کا جواز وعدم جواز نکال سکتا ہے جو قواعد شرعیہ سے پورا واقف ہو اور جو شخص نصوص شرعیہ حدود شرعیہ اور قواعد فقہیہ سے واقف نہ ہو وہ محض کسی آیت کا ترجمہ دیکھکر یا حدیث کا ترجمہ دیکھکر فتاوٰی جاری کرنے لگے تو اس سے زیادہ بددینی کیا ہوگی۔ انہیں قواعد کے تحت میں موجودہ اختلاف بھی ہے کہ ایک مشترک مقصد یعنی اسلام کی اور مسلمانوں کی منفعت اور ان کو مضرت دینی سے بچانا دونوں حضرات کا مشترک مقصد ہے اور ہونا بھی ضروری ہے کہ ادنیٰ سا مسلمان بھی اسکو گوارا نہیں کرسکتا کہ اسلام کو یا مسلمانوں کو کچھ نقصان پہونچے چہ جائیکہ اولیاء اللہ اور محقق علماء کے متعلق اس قسم کی بدگمانی کی جائے یہ کتنی سخت غلطی ہوگی۔

{ Telegram } >>> https://t.me/pasbanehaq1

اس کے بعد اس مقصد کے حصول کے وقت دو راستے ہیں اور دونوں خطرات سے خالی نہیں ہیں اور اس میں کسی کو بھی انکار نہیں ہے اب زیر بحث مسئلہ صرف یہ رہ جاتا ہے کہ کس طریقہ میں مضرت زیادہ ہے کس میں کم ہے۔ کونسی مضرت قابل تحمل ہے کونسی مضرت ناقابل برداشت ہے کونسا نقصان عام ہے اور کونسا خاص ہے۔ اسکی مثال بعینہٖ ان دو ڈرائیوروں کی سی ہے جن کو مثلاً مکہ مکرمہ جانا ہے اور موٹروں کو ان کچے راستوں سے لیجانا ہے جن میں دلدلیں ضرور ہیں، لٹیروں کا ملنا بھی یقینی ہے۔ خطرات بھی لازمی ہیں۔ لیکن اختلاف اس میں ہے کہ کونسا ایسا راستہ ہے کہ جس میں خطرات کم ہیں اور کونسا ایسا ہے جس میں خطرات زیادہ ہیں۔ کونسے راستے پر چل کر پہونچ جانے کا غلبہ ظن ہے۔ اور کس راستے سے جانے سے دلدل میں پھنس کر راستہ میں ایسے پھنس جانے کا خطرہ ہے کہ نہ پائے رفتن نہ جائے ماندن کا مصداق بن جائے۔ کس راستہ میں یہ خطرہ ہے کہ کوئی مقامی حکومت قافلہ کو ایسا گرفتار کرلے کہ نہ واپس آنے دے نہ آگے جانے دے۔ ایسی صورت میں اگر دو ڈرائیوروں میں راستہ کے بارہ میں اختلاف ہو اور ہر ایک کے نزدیک ایک راستہ پر سے جانے میں منزل مقصود تک پہونچ جانے کا غلبہ ظن ہو اور دوسرے میں خطرہ یقینی اور قطعی ہو تو اس میں کیا تو الزام ہے ڈرائیوروں پر اور کیا ذمہ داری ہے اس کی کہ جس راستہ پر وہ لے جانا چاہتے ہیں اس میں کوئی خطرہ نہیں یا منزل مقصود تک پہونچنا یقینی ہے۔

{ Telegram } >>> https://t.me/pasbanehaq1

ایسی حالت میں تم ہی سوچو کہ جو ڈرائیور راستوں کے خطرات کی اصلاح کی فکر میں ہوں۔ دن رات اسی سوچ میں گھلے جاتے ہوں قافلہ کو کس طرح منزلِ مقصود تک پہونچادیں وہ قابل شکر گذاری ہیں یا قابل ملامت و دشنام ہیں۔ وہ اس قابل ہیں کہ ان کی جو اعانت ممکن سے ممکن ہو کی جائے۔ یا اسکے قابل ہیں کہ جو مشکلات ان کے راستہ میں حائل کی جاسکتی ہوں ان سے دریغ نہ کیا جائے اور ایسے مسافر جو اپنے رہبروں کے انتظامات میں مشکلات حائل کرتے ہیں وہ اپنے اور اپنے بھائیوں کے اور اپنی قوم کے دینیات کو خطرہ میں ڈالتے ہیں یا ان کو کوئی نفع پہونچاتے ہیں میں پھر وہی کہوں گا کہ جس شخص کو اپنی بصیرت سے اپنے تجربہ سے کسی ایک جانب خطرہ کم معلوم ہوتا ہے وہ اس راستہ پر ضرور چلے۔ لیکن یہ کدھر کا انصاف ہے کہ دوسرے ماہر تجربہ کاروں کو سب و شتم کرے یا ان کو ستائے تمہیں معلوم ہے کہ ہندوستان میں دو نظریے تقریباً پچاس برس سے چل رہے ہیں ایک یہ کہ مسلمان اقلیت میں ہیں اُن کو ہندوستان میں سیاسی جدوجہد دوسری اقوام کی ساتھ ملکر کرنا ضروری ہے ورنہ اکثریت کے خلاف رہ کر کسی سعی کا ثمر ہونا مشکل ہے گو اس اتحاد میں کچھ تسامح بھی کرنا پڑے۔ دوسرا نظریہ یہ ہے کہ ہنود کی تنگ نظری سے ان کے ساتھ ملنے میں مقصد تک پہونچنے سے قبل ہی بہت سے دینی اور دُنیاوی نقصانات برداشت کرنا پڑیں گے اور مقصد تک پہونچنا یقینی نہیں ایسی صورت میں مسلمانوں کو اپنی

{ Telegram } >>> https://t.me/pasbanehaq1

علیحدہ مستقل جدوجہد کرنا ضروری ہے۔ میرے اکابران نظریوں میں ہمیشہ مختلف رہے ہیں اور اب تک ہیں۔ دونوں نظریے اپنی اپنی جگہ پر اہم ہیں کسی ایک کو بھی قطعی طور پر غلط نہیں کہا جا سکتا۔ ایسی صورت میں کیا ضروری نہیں کہ جس کے نزدیک جو چیز اہم ہو، جس صورت میں نقصان کم ہو اس کو اختیار کرے اور اپنے دوستوں کو بھی ضرور مشورہ دے کہ اس راستہ پر چلنا مفید و مناسب ہے اور دونوں کے علاوہ کوئی تیسرا راستہ بین بین نکل سکتا ہو تو اسکو اختیار کرلے۔ بشرطیکہ کوئی رہبر کوئی ڈرائیور ساتھ ہو۔ کوئی راستہ پر چلانے والا ہمراہ ہو۔ مجھے حیرت ہے کہ ہم لوگ ذرا سے اختلاف سے کتنا مشتعل ہو جاتے ہیں۔ اور پھر ایسے لوگوں کی شان میں گستاخیاں اور بے ادبیاں شروع کر دیتے ہیں جنکو ہم اپنا مقتدا اپنا رہبر بھی مانتے ہیں اور جس قوم کے مقتداؤں کا یہ حال ہو جو ہم لوگ اپنی تحریروں اور تقریروں میں لکھتے اور کہتے ہیں تو مقتدیوں کا حال خود ظاہر ہے۔ ایسی صورت میں ہم صرف ان اکابر ہی کی شان میں گستاخی نہیں کرتے بلکہ اپنی نا اہلیت اور نالائقی کا بھی ڈنکا بجاتے ہیں کس قدر افسوس کی بات ہے کہ جو اوصاف جمیلہ کبھی مسلمانوں کی شایانِ شان تھے وہ آج دوسرے لوگ اختیار کر رہے ہیں اور مسلمان اُن کو چھوڑتے جاتے ہیں۔ آج دوسری قوموں میں باوجود شدید اختلافات کے آپس میں اتحاد ہے اتفاق ہے۔ ایک کو دوسرے کی رائے کی باوجود مخالفت کے وقعت ہے وہ اندر خانہ اور در پردہ بلکہ علی الاعلان مخفی مشورے بھی

{ Telegram } >>> https://t.me/pasbanehaq1

آپس میں کر لیتے ہیں اور ہم لوگ کسی بڑے کا اتباع اور اسکی حمایت یا اسکی جماعت میں ہونا اسکو سمجھتے ہیں کہ اسکی مخالف جماعت سے برسرِ پیکار رہیں۔ اسکی توہین و تذلیل کے درپے رہیں۔ گو اس میں خود ہمارا نقصان ہو جائے۔ ہماری بدنامی ہو جائے مگر دل ٹھنڈا جب ہی ہوگا جب دوسری جماعت کی کوئی رسوائی ہوگی۔ اسکا کوئی عیب طشت ازبام ہوگا۔ خیر القرون اور اسلاف کا ذکر نہیں میں نے قریب ہی زمانہ کے اپنے خاندانی بزرگوں کے قصے کثرت سے سنے ہیں کہ آپس میں جائدادی قصوں میں مقدمہ بازی سے مگر کیرانہ تحصیل میں جو کاندھلہ سے پانچ چھ میل کے فاصلہ پر ہے۔ اکثر دونوں فریق ایک ہی بہل میں چلے جاتے تھے۔ جس فریق نے اپنی بہل جڑوالی دوسرا بھی اُسی میں چلا گیا۔ انہی واقعات کے سلسلہ میں ایک عجیب بات سُنی ہے کہ دو عزیزوں میں طویل مقدمہ بازی تھی۔ ایک عرصہ تک مقدمہ چلتا رہا اسی دوران میں مدعا علیہ کا انتقال ہو گیا۔ مدعی نے مرحوم کی اہلیہ کے پاس کہلا کر بھیجا کہ میری لڑائی بھائی سے تھی تم جیسے اُن کی چھوٹی تھیں میری بھی چھوٹی ہو تم سے کوئی جھگڑا نہیں کاغذات ارسال ہیں جو تم طے کر دو گی اور تجویز کر لو گی وہی مجھے منظور ہے اسی صدی کا قصہ ہے اور دنیا داروں کا واقعہ ہے۔ کیا آجکل دیندار کہلانے والے بھی ایسا کرتے ہیں یا کر سکتے ہیں۔ کیا اچھا ہوتا کہ ہم لوگوں کی مساعی بجائے تخریب کے تعمیر میں خرچ ہوتیں۔

{ Telegram } >>> https://t.me/pasbanehaq1

## جواب ۳

(س) ہمیں کیا کرنا چاہیے۔ کیا مر رہنا چاہیئے۔ تو کہیں شریک کیوں نہیں ہوتا ؟

مر رہنا تو قبضہ کی بات نہیں ہے۔ موت کا ایک وقت متعین ہے وہ نہ اس سے پہلے آسکتی ہے نہ مؤخر ہو سکتی ہے اور خودکشی حرام ہے کہ اس سے دُنیا کے ساتھ آخرت بھی تباہ ہے۔ ایسے بیہودہ الفاظ زبان سے نکالنا بھی نہ چاہئیں۔ دنیا کی زندگی بہت تھوڑی ہے آدمی کو اس میں کوئی دین کا کام ضرور ہی کرنا چاہیئے اور اصل یہ ہے کہ صرف دین ہی کے لئے آدمی پیدا کیا گیا ہے اگر آدمی دین کے کسی کام میں نہ لگے تو اس میں اور چوپایوں میں کیا فرق ہے محض کھانے پینے میں تو حیوانات ہم سے بڑھے ہوئے ہیں۔ بہرحال اس سوال کے دو جزُ ہیں۔ ایک میری ذات کے متعلق دوسرا تمہارے متعلق۔ اور یہ دوسرا جزُ دو نوع کو شامل ہے۔ ایک طلبہ کے متعلق دوسرا عوام کے اس لحاظ سے تین جزُ سوال کے ہو گئے۔

(الف) میری ذات کے متعلق یہ صحیح ہے کہ میں حتی الوسع اس کی کوشش کرتا ہوں کہ کہیں بھی شریک نہ ہوں۔ مگر میں اسکو خوبی نہیں سمجھتا بلکہ اپنا ضعف اور اپنی نا اہلیت سمجھتا ہوں اس لئے یہ چیز قابل التفات نہیں اور اسی وجہ سے جو مجھے بُرا کہنے میں سمجھتا ہوں کہ صحیح کہہ رہا ہے۔ اس میں زیادہ دخل میری طبعی وحشت کو بھی ہے۔ ہر شخص کا ابتدائی نشو و نما جس طریقہ پر ہوتا ہے وہ اسکی تقریباً فطرت بن جاتا ہے اسی وجہ سے اکابر کی خواہش ہمیشہ یہی رہا کرتی ہے کہ بچوں کو ابتدا ہی سے

{ Telegram } >>> https://t.me/pasbanehaq1

دین اور دینیات کے ساتھ وابستہ کیا جائے تاکہ دین کا اہتمام ان کی طبیعت بن جائے۔ اسی وجہ سے شریعت مطہرہ اور حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے۔ کہ بچوں کو سات برس کی عمر میں نماز کا حکم کرو اور دس برس کی عمر میں نماز نہ پڑھنے پر مارو۔ حالانکہ سات برس کی عمر میں بچہ مکلف بھی نہیں ہوتا۔ مگر یہ تجربہ ہے کہ جو بچپن میں نماز کا عادی ہو جاتا ہے اسکو ہمیشہ کے لئے نماز سہل ہوتی ہے۔ میری ابتدائی تربیت جن اصول کے ماتحت ہوئی ہے وہ یہ تھے کہ مجھے سترہ برس کی عمر تک نہ کسی سے بولنے کی اجازت تھی نہ بلا معیت والد صاحب رحمۃ اللہ علیہ یا چچا جان کے کہیں جانے کی اجازت تھی۔ حتیٰ کہ مدرسہ کی جماعت میں سبق بھی ان دو حضرات کے علاوہ کسی مدرس سے پڑھنے کی اجازت نہ تھی۔ اور اس کی بھی اجازت نہ تھی کہ میں اپنے اور اپنے اکابر کے شیخ حضرت مولانا خلیل احمد صاحب نور اللہ مرقدہٗ کی مجلس میں بھی بلا والد صاحب یا چچا جان کے ساتھ ہوتے بیٹھ سکوں کہ مبادا میں سبق کی جماعت میں یا حضرت کی مجلس میں کسی پاس بیٹھنے والے سے کوئی بات کرلوں مجھے دو تین آدمیوں کے سوا کسی سے بات کرنے کی اجازت نہ تھی۔ تنہا مکان جانے کی اجازت نہ تھی یہاں تک کہ جماعت کی نماز میں بھی مخصوص حضرات کی زیر نگرانی شرکت کرتا تھا۔ اس دور کی آپ بیتی اگر میں سناؤں۔ تو الف لیلہ ولیلہ بن جائے کہ کس قدر تشدد مجھ پر رہا اور کس قدر سخت مجرم قیدیوں کی سی زندگی گذری مگر اللہ کا لاکھ لاکھ شکر ہے کہ اس کے

{ Telegram } >>> https://t.me/pasbanehaq1

فضل نے مجھ کو نباہنے کی توفیق عطا فرمائی جس کی برکات میں اب دنیا ہی میں پا رہا ہوں۔ مثال کے طور پر ایک قصہ لکھتا ہوں کہ ایک مرتبہ میرا نیا جوتہ مدرسہ میں سے کسی نے اٹھا لیا تو تقریباً چھ ماہ تک مجھے دوسرا جوتہ خریدنے کی ضرورت نہیں ہوئی۔ کیونکہ اس مدت میں مجھے مدرسہ سے باہر قدم نکالنے کی نوبت ہی نہیں آئی۔ مدرسہ ہی کی مسجد میں جمعہ ہوتا تھا اور مدرسہ کے بیت الخلاء میں ایک دو جوتے جو کسی کے پرانے ہو جاتے ہیں وہ ڈال دیتا ہے جو اب تک بھی دستور ہے اس وجہ سے مجھے کسی ضرورت کے واسطے بھی مدرسہ کے دروازہ سے نہ تو باہر قدم رکھنا پڑا نہ جوتے کی ضرورت ہوئی۔ اس قسم کے سیکڑوں واقعات گذرے ہیں۔ اس کا اثر یہ ہے کہ اب مجھے مجمع سے وحشت ہے۔ کسی مجمع میں مجھے جانا میرے لئے انتہائی مجاہدہ ہے حتیٰ کہ اپنے کمرہ میں اگر تنہا ہوں اور کمرہ کی زنجیر کھلی ہوئی ہو تو اسکی بہ نسبت مجھے اس میں زیادہ لطف اور سکون ہوتا ہے کہ اندر کی زنجیر لگی ہو۔ بھلا ایسا وحشی شخص کیا کہیں شریک ہو۔ جلسہ جلوس کی خصوصیت نہیں ہے مجھے تقریبات میں بھی شرکت سے وحشت ہوتی ہے۔ ہر نوع کے مجمعوں کی شرکت میرے لئے دقت کا سبب ہے ؎

قفس دانیم و بس راہ چمن از ما چہ می پرسی ٭ کہ پیش از بال و پر برداشتند از آشیاں ما را

اس کے علاوہ ایک عارضہ یہ بھی پیش آگیا کہ جلسوں میں مقررین حضرات تقاریر کے زور میں ایسے اُونچے اُونچے لفظ فرما دیتے ہیں کہ ان پر سکوت شرعاً مشکل معلوم ہوتا ہے اور بولنے سے اختلاف کی خلیج وسیع ہوتی ہے

{ Telegram } >>> https://t.me/pasbanehaq1

اور جلسہ میں گڑبڑ پیدا ہوتی ہے حضرات مقررین کی تقریر ہی جب مؤثر ہوتی ہے جب وہ جوش میں ان کہنی بھی کہہ جائیں۔ اور مجھ جیسے وہمی کو ہر چیز پر یہ سوچ کہ یہ کہنا جائز تھا یا نہیں۔

اَنَا تَبِقٌ وَاَنْتَ مَتِقٌ فَکَیْفَ نَتَّفِقُ چند سال ہوئے ایک جلسہ میں یہاں سہارنپور ہی میں شرکت کی نوبت آئی۔ مقرر صاحب نے ایک بات ایسی ہی فرمادی جو صریح غلط تھی۔ ہمارے ناظم صاحب سے نہ رہا گیا فوراً ٹوک دیا۔ انہوں نے گرانی سے قبول کرلیا۔ اور کہدیا کہ یہ مولانا صاحب یوں فرماتے ہیں اسکے بعد پھر کچھ اور کہدیا۔ حضرت مولانا احمد علی صاحب محدث سہارنپوری نوراللہ مرقدہٗ کے صاحبزادہ مولانا خلیل الرحمٰن صاحب مرحوم بھی شریک جلسہ تھے دوبارہ اُنہوں نے ٹوک دیا۔ وہ صاحب اچھا اچھا فرما کر آگے چلدیئے۔ تھوڑی دیر میں ایک اور صاحب نے جنکا میں نام نہیں لکھتا ٹوک دیا۔ مقرر صاحب کو اس قدر غصہ آیا کہ تقریر ہی بند کردی، کہنے لگے کہ آپ لوگ یہ چاہتے ہی نہیں کہ میں تقریر کروں۔ اسکے ساتھ ہی جلسہ میں چہ میگوئیاں شروع ہوگئیں۔ آدھے آدمی ادھر آدھے ادھر۔ ہر شخص مستقل اہل الرائے اور اہل فتویٰ۔ کوئی مقرر کا حامی کوئی ناقدین کا طرفدار۔ آخر جلسہ تکدر سے ختم ہوگیا۔ اسی کے قریب قریب اور بھی چند واقعات تو خود مجھے پیش آچکے ہیں کہ جلسوں میں ان مقررین حضرات نے ایسے ایسے الفاظ استعمال فرمائے کہ ان کو حدود میں رکھنا انکی تاویل کرنا مشکل ہے۔ اسی لئے اکثر جلسوں میں شرکت سے ڈر لگتا ہے۔

{ Telegram } >>> https://t.me/pasbanehaq1

تیسری بات یہ ہے کہ میں جس کام میں لگ رہا ہوں اسکا سراسر دین اور متفق علیہ کارِ خیر ہونا یقینی ہے۔ خدا کرے کہ یہ ضَلَّ سَعْيُهُمْ فِي الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا وَهُمْ يَحْسَبُوْنَ اَنَّهُمْ يُحْسِنُوْنَ صُنْعًا اور رُبَّ صَائِمٍ لَيْسَ لَهٗ مِنْ صِيَامِهٖ اِلَّا الْجُوْعُ لَيْسَ وَرُبَّ قَائِمٍ لَيْسَ لَهٗ مِنْ قِيَامِهٖ اِلَّا السَّهَرُ کے ذیل میں نہ ہو۔ مجھے اپنی بداعمالیوں سے یہ اندیشہ ضرور ہے کہ كَذَبْتَ وَلٰكِنَّكَ تَعَلَّمْتَ لِيُقَالَ اِنَّكَ عَالِمٌ فَقَدْ قِيْلَ نہ بن جائے

---

ا یہ سورۂ کہف کے اخیر رکوع کی ایک آیت کا ٹکڑا ہے پوری آیت کا ترجمہ یہ ہے (اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم) آپ کہیئے کیا ہم تم کو ایسے لوگ بتائیں جو اعمال کے اعتبار سے بالکل خسارہ میں ہیں یہ وہ لوگ ہیں جن کی دنیا میں کری کرائی محنت سب گئی گذری ہوئی۔ اور وہ اس خیال میں ہیں کہ وہ اچھا کام کر رہے ہیں۔

۲ یہ ایک حدیث ہے۔ حضور ارشاد فرماتے ہیں کہ بہت سے روزہ رکھنے والے ایسے ہیں جن کو روزہ سے بجز بھوکا رہنے کے کوئی نفع نہیں۔ اور بہت سے رات کو عبادت کرنے والے ایسے ہیں جنکو رات بھر عبادت میں کھڑے رہنے سے جاگنے کے سوا کوئی فائدہ نہیں۔

۳ یہ بھی ایک لمبی حدیث کا ٹکڑا ہے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ قیامت کے دن سب سے پہلے جن لوگوں کا فیصلہ ہوگا ان میں ایک تو شہید ہوگا جسکو بلا کر اللہ کی نعمتیں جو دنیا میں اس پر نازل ہوئی تھیں یاد دلا کر پوچھا جائیگا کہ ہماری ان نعمتوں کے ماحول میں تو نے کیا کارگذاری کی وہ کہے گا کہ میں نے تیرے راستہ میں جہاد کیا حتیٰ کہ شہید ہوگیا حکم ہوگا کہ یہ ہمارے لئے نہیں تھا بلکہ اس لئے تھا کہ لوگ کہیں بڑا بہادر تھا جان کی بازی لگادی چنانچہ لوگوں نے کہدیا اور جس نیت سے کیا تھا وہ مل گیا اسکو حکم ہوگا کہ جہنم میں پھینک دیا جاوے۔ پھر ایک عالم بلایا جاویگا۔ اس کو بھی اسی طرح اللہ کی نعمتیں جتائی جائیں گی اور سوال ہوگا کہ ان نعمتوں میں کیا کارگذاری کی تھی وہ کہے گا کہ میں نے علم پڑھا اور پڑھایا سب آپکے لئے کیا ارشاد ہوگا جھوٹ ہے یہ سب اسلئے کیا تھا کہ لوگ کہیں بڑا عالم ہے پس لوگوں نے کہدیا اور مقصود پورا ہوگیا اسکو بھی جہنم میں پھینک دیا جائیگا۔ پھر ایک مالدار بلایا جائیگا جس کو ہر قسم کی دولت اللہ نے دی تھی اس سے بھی اسیطرح سوال ہوگا وہ کہے گا کہ میں نے کوئی خیر کا موقعہ ایسا نہیں چھوڑا جس میں صدقہ نہ کیا ہو۔ ارشاد ہوگا کہ یہ سب اس لئے تھا کہ لوگ کہیں بڑا سخی ہے سو کہدیا گیا اسکو بھی جہنم میں پھینک دیا جائے گا۔ (مشکوٰۃ)

{ Telegram } >>> https://t.me/pasbanehaq1

لیکن لَا تَقْنَطُوْا مِنْ رَّحْمَةِ اللّٰهِ[1] کے بھروسہ لگ رہا ہوں مگر کام یقیناً سراسر خیر ہے اور اہل حق میں سے کسی کو بھی اسکے خیر ہونے میں تردد نہیں ہے ایسی صورت میں کسی دوسرے مشغلہ میں لگنا اسکے حرج کا یقینی سبب ہے لوگ کہتے ہیں کہ آخر حضرت مدنی بھی دونوں کام کرتے ہیں۔ میں کہتا ہوں بے شک کرتے ہیں مگر مجھے اس میں حضرت مدنی کی حرص کرنا سراسر حماقت ہے بھلا جس شخص کے یہاں سفر حضر برابر ہو، دن رات یکساں ہو نہ اس کو راحت کی ضرورت ہو، نہ تکان پاس پھٹکتا ہو اسکی کوئی کیا حرص کر سکتا ہے انکا تو یہ حال ہے کہ حجاز سے سفر شروع کریں اور کراچی سے اُتر کر سیدھے دو شب و روز ریل میں گذار کر پانچ بجے صبح دیوبند پہونچیں اور چھ بجے بخاری شریف کا سبق پڑھا دیں جیسا کہ اس آخری سفر حج میں پیش آیا ہے وہ مسلسل پندرہ دن تک روزانہ کئی سو میل کا سفر کریں اور کئی کئی تقریریں کر دیں جیسا کہ گذشتہ سال ہوا۔ ابھی دو ایک برس کا قصہ ہے کہ سہارنپور میں سیرت پر ایک ہفتہ وار تقریر کا وعدہ ایک مجلس میں کر گذرے تھے۔ کئی مہینہ تک ہر ہفتہ شب کی کی گاڑی سے آنا۔ عشاء کے بعد سے ایک بجے تک تقریر کرنا اور تین بجے بلا کسی کے جگائے اُٹھ کر ریل پر چلدینا اور صبح کو سبق پڑھانا جس میں مسلسل تین چار گھنٹہ تقریر فرمانا اسکے بالمقابل میری حالت یہ کہ میرا منتہائے سفر اکثر دہلی ہوتا ہے۔

---

[1] یہ قرآن پاک کی ایک آیت کا ٹکڑا ہے جو سورہ زمر کے چھٹے رکوع کے شروع میں ہے جسکا ترجمہ یہ ہے (محمد صلی اللہ علیہ وسلم) آپ ان سے کہدیجئے کہ اے میرے بندو جنہوں نے (گناہ کر کے) اپنے اوپر زیادتیاں کی ہیں تم خدا کی رحمت سے ناامید ہو بالیقین حق تعالیٰ شانہ گناہوں کو توبہ سے اور اپنے فضل سے) بخشدیں گے۔ وہ تو بڑے ہی بخشنے والے اور رحم والے ہیں۔

{ Telegram } >>> https://t.me/pasbanehaq1

جانے سے ایک دن پہلے سے سہم جاتا ہوں کہ سفر درپیش ہوگیا ہے۔ اور واپسی کے دو تین دن بعد تک سفر کا خمار اور تعب و تکان رہتا ہے کہ سبق میں دلجمعی نہیں ہوتی۔ تالیف میں دلبستگی نہیں ہوتی اسکے علاوہ حضرت مدنی کی ابتدائی مدرسی مدینہ منورہ میں برسوں ایسی جانفشانی سے گذر چکی ہے کہ بعض زمانوں میں مسلسل بارہ تیرہ سبق روزانہ پڑھانا اور شب و روز میں صرف دو تین گھنٹہ سونا باقی اوقات یا سبق یا اس کا مطالعہ، جو شخص ایک عرصہ تک اس طرح استعداد کو پختہ کر چکا ہو اسکی حرص کرنا اپنی استعداد کا ناقص کرنا نہیں تو اور کیا ہے۔ یہ تو علوم کا حال تھا۔ اب سلوک کی سنو۔ سب سے پہلا غوطہ تو بحرِ عشق و معرفت شیخ العرب والعجم حضرت حاجی امداد اللہ صاحب نور اللہ مرقدہ کے یہاں لگایا اور مدینہ پاک میں مسجد اجابت جیسی بابرکت اور یکسو جگہ میں عرصہ تک ضربیں لگائیں۔ پھر اسکی تکمیل و تخصیص قطب الارشاد حضرت گنگوہی نور اللہ مرقدہ کے یہاں ہوئی اور پھر برسوں حضرت شیخ الہند نور اللہ مرقدہ کے ظلِ عاطفت میں مالٹا کی یکسوئی میں اس رنگ کو پکایا ایسے شخص پر کیا تو اغیار کا اثر ہو۔ اور کیا تشتت اس کو مضر ہو اور میری حالت یہ کہ بالکل تنہائی میں بھی یکسوئی نہیں ہوئی۔

ع ہم انجمن سمجھتے ہیں خلوت ہی کیوں نہ ہو

تو ایسی حالت میں ان کی حرص کر کے میں غریب کہاں رہوں گا۔ مجھے تو گوشہ

یکسوئی میں پڑے رہنے پر بھی تبتّل[1] اور دلجمعی نصیب ہو جائے تو غنیمت ہے۔ کوّا چلا ہنس کی چال اپنی بھی بھول گیا۔ وَکَیْفَ یُدْرِكَ الظَّالِعُ شَأْوَ الضَّلِیْعِ یہ میری اپنی حالت ہے۔ جن لوگوں کو حق تعالیٰ شانہ نے ہمّت و قوت عطا فرمائی اور وہ ذی استعداد مالک الاوقات ہیں وہ ضرور کریں اور ان کو کرنا چاہیئے۔ ایک ناکارہ و نااہل پر اپنے کو قیاس نہیں کرنا چاہیئے۔

دوسرا جز طلبہ کے متعلق ہے۔ میں تو طلبہ کی ہر قسم کی عملی شرکت کو ان کے لئے سمِ قاتل سمجھتا ہوں۔ ممکن ہے میرے بعض اکابر میرے اس خیال کی زور شور سے تردید فرمائیں اور بہت ممکن ہے کہ حق بھی وہی ہو جو وہ ارشاد فرمائیں کیونکہ بہرحال وہ میرے بڑے ہیں اور میری رائے ان کے مقابلہ میں کوئی بھی چیز نہیں۔ مگر میری ناقص سمجھ میں تو اب تک جتنا غور کرتا ہوں یہی آتا ہے اور بہت سی وجوہ سے میرے خیال خام میں اب تک یہی چیز جمی ہوئی ہے اُن میں سے بعض کی جانب تمہیں متوجہ کرتا ہوں۔

---

[1] یہ قرآن پاک کی ایک آیت کی طرف اشارہ ہے جو سورہ مزمّل کے پہلے رکوع میں وارد ہوئی وَاذْكُرِ اسْمَ رَبِّكَ وَتَبَتَّلْ إِلَيْهِ تَبْتِيلًا (حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کو اللہ جل جلالہ کا ارشاد ہے کہ) اپنے رب کا نام لیتے رہیں اور سب سے تعلقات منقطع کر کے اسی کی طرف متوجہ رہیں [2] یہ عربی کی ایک ضرب المثل ہے جس کا مطلب یہ ہے کہ لنگڑا (بیل) قوی اور طاقتور (گھوڑے) کی رفتار کیسے چل سکتا ہے۔

{ Telegram } >>> https://t.me/pasbanehaq1

(الف) سَلِ الْمُجَرِّبَ وَلَا تَسْئَلِ الْحَكِيْمَ[1] میں پوچھتا ہوں ایک گہری نظر عالم پر یا کم از کم ہندوستان پر ڈال کر دیکھو کہ آج جتنے حضرات علمی دنیا کے مالک ہیں اُنکی طالب علمی کا زمانہ کیسا گذرا ہے۔ آج وہ خواہ کسی میدان میں گامزن ہوں لیکن علمی مشغلہ والے بالعموم وہیں ملیں گے جو طالب علمی کے زمانہ میں انہماک سے اس میں لگے رہے اور جو حضرات اس زمانہ میں کسی دوسری طرف مشغول رہے ہیں آج وہ شہرت میں خواہ کتنے ہی ممتاز ہوں اور علماء کی فہرست میں خواہ کتنے ہی اوپر شمار ہوتے ہوں مگر علمی مشغلہ، علمی تدقیق، فقہ، حدیث پر اُن کی نظر بہت ہی پیچھے ملے گی۔ کسی غیر معمولی فقہی مسئلہ کی ضرورت پیش ہو یا کسی علمی تحقیق و تدقیق کی ضرورت ہو تو ان کا قدم آگے نہیں ملے گا۔ یہ کچھ دلائل کی بات نہیں۔ ہند کے علماء نظر کے سامنے ہیں۔ ایک نگاہ غور سے ڈالو پتہ چل جائے گا۔

(ب) ہمارے اکابر اور اکابر کے اکابر ہمیشہ علم سلوک اُنکی جان رہا ہے اور گویا علمی مشغلہ کے ساتھ ان حضرات کے یہاں یہ سلسلہ بھی جُزوِ لاینفک کے قبیل سے رہا اور ہے مگر خَلْفًا عَنْ سَلَف سب کے سب قاطبۃً طلبا کو بیعت سے انکار ہی فرماتے رہے۔ حالانکہ ان حضرات کے یہاں یہ جز کتنا ضروری سمجھا جاتا ہے مگر طالب علم کے اس کو بھی منافی سمجھتے رہے۔

---

[1] یہ عرب کی ایک مشہور ضرب المثل ہے کہ تجربہ کار سے بات تحقیق کرنی چاہیئے۔ بڑے قواعد اور دلائل سے تحقیق نہیں ہوتی۔

{ Telegram } >>> https://t.me/pasbanehaq1

(ج) تجربہ اور سرسری غور سے اصولاً بھی میری سمجھ میں تو یہی آتا ہے کہ طلباء کا جلسوں اور جلوسوں میں شریک ہونا ایسا نہیں ہے کہ وہ محض وقتی چیز ہو، ہفتوں نہیں تو کئی کئی دن تک ان کا ذکر تذکرہ ان پر تبصرہ ان کا حسن و قبح طلبا کی مجالس کا اہم مشغلہ رہتا ہے۔

(د) پھر انکی اجتماعی زندگی ایک دارالطلبہ میں ان کا مجموعی قیام چوبیس گھنٹہ کا ساتھ اس مناظرانہ گفتگو کو ختم بھی نہیں ہونے دیتا۔ ہر مجلس میں یہی تذکرہ، ہر وقت یہی بحث، کہاں کا مطالعہ اور کہاں کا تکرار اور کہاں کا سبق یہ روزمرہ کے واقعات ہیں جو انکار کر دینے سے زائل نہیں ہو سکتے۔

(ہ) پھر ان مناظروں اور اختلاف کا ثمرہ منازعت اور جھگڑوں پر پہونچتا ہے۔ جس خیال کے مجمع کی کثرت ہوتی ہے وہ اقلیت کو دبانے کی کوشش کرتا ہے اوّل اپنے زور سے یہ ناکافی ہو تو ناظم و مہتمم مدرسہ کے یہاں جھوٹی سچی شکایات سے اور دوسرا فریق جواباً کوشش میں ان پر جھوٹے افترا اور سچی شکایات کا طومار باندھتا ہے۔ پھر عموماً غالب فریق کے گواہ بھی کثرت سے ہو جاتے ہیں اور مغلوب کے لیے سچی گواہی دینے والے بھی مشکل سے ملتے ہیں۔ ناظمین مدارس عالم الغیب بھی نہیں ہوتے۔ جس کا ثمرہ اکثر یہ بھی ہو جاتا ہے کہ اصل مجرم بری ہو جاتے ہیں غیر مجرم ماخوذ۔ یہ محض تخیلات نہیں واقعات ہیں جو آئے دن گذرتے ہیں، اور ہم لوگ اُن کو بھگتتے ہیں۔ اختلافِ رائے عام طبقہ

{ Telegram } >>> https://t.me/pasbanehaq1

ہیں بھی ہوتا ہے۔ ان میں اختلافات اور نزاعات بھی ہوتے ہیں مگر وہ اکثر وقتی ہوتے ہیں۔ ان کے اجتماعات عموماً مخصوص وقت کے ساتھ ہوتے ہیں۔ جلسہ ختم ہوا سب اپنے اپنے گھر چلے گئے۔ مگر ان لوگوں کا یہی گھر ہے یہی مجلس خانہ چوبیس گھنٹہ یک جائی قیام۔ ایسی صورت میں معمولی سا اختلاف بھی شروع ہوتا ہے تو وہ مہینوں نشو و نما پاتا ہے۔ یہ تو طلباء کا اپنا ماحول ہوا ایک قدم آگے اور بڑھاؤ۔

(ح) کیا مدرسین کسی مدرسہ کے بھی ایک خیال کے ہیں۔ دو چار ادھر ہیں تو دو چار اُدھر۔ اسباق میں معمولی سی مناسبت سے نہیں بلکہ بلا کسی مناسبت کے یہی بحثیں چھڑ جاتی ہیں۔ ان پر تبصرے ہوتے ہیں راتے زنیاں ہوتی ہیں اپنے ہمخیال لوگوں کی تعریفیں ہوتی ہیں اُن کی تقریروں کی مدح و ثنا ہوتی ہے۔ دوسروں پر تنقید ہوتی ہے، تضحیک ہوتی ہے انکی نقلیں اُتاری جاتی ہیں۔

(ط) ایک قدم اور آگے چلو۔ جماعت کے سب طلباء مدرس کے ہم خیال نہیں ہوتے بسا اوقات ایسا ہوتا ہے کہ جنکی وہ تعریف کر رہا ہے وہ اکثر طلبا کی نگاہ میں تنقید کے قابل ہے۔ اور جن کی مدرس تغلیط کر رہا ہے طلبا اکثر نہیں تو معتدبہ اسکے حامی ہیں۔ اسکا نتیجہ کیا ہوتا ہے وہ مدرس ان طلبہ کی نگاہ میں بے وقعت ہوتا ہے۔ کج فہم اور متعصب بنتا ہے اور جب طلبہ کے تخیلات مدرس کی طرف سے یہ ہونگے تو علمی انتفاع معلوم۔ یہ طے شدہ اَمر ہے اور عادۃ اللہ ہمیشہ سے یہی جاری ہے کہ اساتذہ کا

{ Telegram } >>> https://t.me/pasbanehaq1

احترام نہ کرنے والا کبھی بھی علم سے منتفع نہیں ہو سکتا۔ جہاں کہیں ائمہ فن طالب علمی کے اصول لکھتے ہیں اس چیز کو نہایت اہتمام سے ذکر فرماتے ہیں اور محدثین نے تو مستقل طور پر آداب طالب کا باب ذکر کیا ہے جو اوجز المسالک[۱] کے مقدمہ میں مفصل مذکور ہے۔ اس میں اس چیز کو خاص طور سے ذکر کیا ہے۔ امام غزالی نے بھی احیاء العلوم میں اس پر مفصل بحث فرمائی ہے۔ وہ لکھتے ہیں کہ طالبعلم کے لئے ضروری ہے کہ استاد کے ہاتھ میں کلیتہً اپنی باگ دیدیں۔ اور بالکل اسی طرح انقیاد کرے جیسا کہ بیمار مشفق طبیب کے سامنے ہوتا ہے۔

حضرت علیؓ کا ارشاد ہے کہ جس نے مجھے ایک حرف بھی پڑھا دیا میں اسکا غلام ہوں چاہے وہ مجھے فروخت کردے یا غلام بنادے۔ علامہ زرنوجی نے تعلیم المتعلم میں لکھا ہے کہ میں بہت سے طلبہ کو دیکھتا ہوں کہ وہ علم کے منافع سے بہرہ یاب نہیں ہوتے جس کی وجہ یہ ہے کہ وہ علم حاصل کرنے کے شرائط اور آداب کا لحاظ نہیں رکھتے۔ اسی وجہ سے محروم رہتے ہیں۔ اسی سلسلہ میں انہوں نے ایک مستقل فصل اساتذہ کی تعظیم کے ضروری ہونے میں لکھی ہے۔ وہ فرماتے ہیں کہ طالب علم علم سے منتفع ہو ہی نہیں سکتا جب تک کہ علم اور علماء اور اساتذہ کا احترام نہ کرے۔ جس شخص نے جو کچھ حاصل کیا ہے وہ احترام سے کیا ہے اور جو گرا ہے بے حرمتی سے گرا ہے وہ فرماتے ہیں کہ یہی وجہ ہے کہ آدمی گناہ سے کافر نہیں ہوتا دین کے کسی

---

[۱] مقدمہ اوجز المسالک شرح مؤطا مالک کی جلد اول میں شامل ہے اور علیحدہ بھی مل جاتا ہے۔

{ Telegram } >>> https://t.me/pasbanehaq1

جُز کی بے حرمتی کرنے سے کافر ہو جاتا ہے۔ ولنعم ما قیل ؎

از خدا خواہیم توفیق ادب ؏ بے ادب محروم گشت از فضل رب

ہم اللہ جل شانہ سے ادب کی توفیق چاہتے ہیں کہ بے ادب اللہ کے فضل سے محروم ہوتا ہے ؎

ادب تاجیست از فضلِ الٰہی ؏ بنہ بر سر بر و ہر جا کہ خواہی

یعنی ادب فضل خداوندی کا ایک زبردست تاج ہے اُس کو سر پر رکھ کر جہاں چاہے چلے جاؤ۔ اور یہ مثل تو مشہور ہے ہی۔ باادب بانصیب بے ادب بے نصیب۔

امام سدیدالدین شیرازی فرماتے ہیں کہ میں نے مشائخ سے سُنا ہے جو شخص یہ چاہے کہ اس کا لڑکا عالم ہو جائے اس کو چاہیئے کہ علماء کا اعزاز و اکرام بہت کرتا رہے اور انکی خدمت کثرت سے کرے۔ اگر بیٹا عالم نہ ہوا تو پوتا ضرور عالم ہو جائیگا۔ امام شمس الائمہ حلوانی کا قصہ مشہور ہے کہ وہ کسی ضرورت سے کسی گاؤں میں تشریف لے گئے وہاں جتنے شاگرد تھے وہ اُستاد کی خبر سُنکر زیارت کے لئے حاضر ہوئے۔ مگر قاضی ابوبکر حاضر نہ ہوسکے بعد میں جب ملاقات ہوئی تو اُستاد نے دریافت کیا اُنہوں نے والدہ کی کسی ضروری خدمت بجالانے کا عذر کیا۔ شیخ نے فرمایا کہ رزق میں وسعت ہوگی۔ مگر علم سے نفع نہیں ہوگا۔ چنانچہ ایسا ہی ہوا۔ ویسے بھی عام طور سے مشہور ہے کہ والدین کی خدمت رزق میں زیادتی کا سبب ہوتی ہے۔ اور اساتذہ کی خدمت علم میں ترقی کا۔ الغرض یہ بالکل طے شدہ اَمر ہے۔

{ Telegram } >>> https://t.me/pasbanehaq1

لیکن ہمارا جو طرزِ عمل ہے وہ سب کو معلوم ہے۔ کہ جب شاگردوں اور اُستاد کا سیاسی خلاف ہوتا ہے تو اس پر فقرہ بازی، تنقیص، عیب جوئی وغیرہ میں ابتلا ہوتا ہے۔ جو اُن کے لئے حرمان کا سبب بن جاتا ہے۔ میرا تو تجربہ یہاں تک ہے کہ انگریزی طلباء بھی جو لوگ طالب علمی میں اساتذہ کی مار کھاتے ہیں وہ کافی ترقیاں حاصل کرتے ہیں۔ اُونچے اُونچے عہدوں پر پہونچتے ہیں۔ جس غرض سے وہ علم حاصل کیا تھا وہ نفع پورے طور پر حاصل ہوتا ہے اور جو اس زمانہ میں استادوں کے ساتھ نخوت و تکبّر سے رہتے ہیں وہ بعد میں اپنی ڈگریاں لئے ہوتے سفارشیں ہی کراتے پھرتے ہیں۔ کہیں اگر ملازمت مل بھی جاتی ہے تو آئے دن اس پر آفات ہی رہتی ہیں۔ بہرحال جو علم بھی ہو اسکا کمال اس وقت تک ہوتا ہی نہیں اور اسکا نفع حاصل ہی نہیں ہوتا جب تک کہ اس فن کے اساتذہ کا ادب نہ کرے۔ چہ جائیکہ اُن سے مخالفت کرے کتاب ادب الدنیا والدین میں لکھا ہے کہ طالب علم کے لئے استاد کی خوشامد اور اس کے سامنے تذلل (ذلیل بننا) ضروری ہے۔ اگر ان دونوں چیزوں کو اختیار کرے گا نفع کمائیگا اور دونوں کو چھوڑ دیگا تو محروم رہے گا۔ حضور سے نقل کیا ہے کہ طلب علم کے سوا کسی چیز میں خوشامد کرنا مومن کی شان نہیں ہے حضرت ابن عباس فرماتے ہیں کہ میں طالب ہونے کے وقت ذلیل بنا تھا۔ اس لئے مطلوب ہونے کے وقت عزیز بنا۔ بعض حکیموں کا قول نقل کیا ہے کہ جو طلب علم کی تھوڑی سی ذلت کو برداشت نہیں کرتا

{ Telegram } >>> https://t.me/pasbanehaq1

ہمیشہ جہل کی ذلت میں رہتا ہے۔

(ی) اسکے بعد کا حشر اور بھی خراب اور تکلیف دہ ہوتا ہے کہ اب مدرس کی ذات بحث مناظرہ بن جاتی ہے۔ موافقین کے نزدیک وہ فرشتہ ہے اسکی ہر غلطی صواب ہے اس کا ہر فعل حجت ہے۔ مخالفین کے نزدیک وہ مدرسہ میں رکھنے کے قابل نہیں وہ پڑھانے کے قابل نہیں۔ نہ اسکی استعداد کام کی ہے نہ اسکی تقریر سمجھ میں آتی ہے اسکی ہر خوبی قابل نفرت ہے اسکا ہر فعل قابل ملامت ہے۔ اسکے مثالب و معائب تلاش کئے جاتے ہیں اور سچے نہیں ملتے تو جھوٹے افترا کئے جاتے ہیں۔ انکا منظم طریقہ سے پروپگنڈہ کیا جاتا ہے۔ کیا یہ واقعات ایسے ہیں جو کسی واقف سے اوجھل ہوں یا مدارس سے تعلق رکھنے والے ان سے انکار کردیں۔

(ک) میں حال ہی کا ایک واقعہ ایک مدرسہ کا لکھتا ہوں کہ ایک حجرہ کے چند طلبہ میں کھانا کھاتے ہوئے یہ بحث چل پڑی کہ اکثریت کا فیصلہ ہر حال میں قابل حجت ہے یا نہیں۔ اول گفتگو ہوئی پھر مناظرہ ہوا پھر مجادلہ ہوا۔ اسی مجلس میں منتہا یہ ہوا کہ ایک جانب سے لکڑی چلی اور دوسری جانب سے جوتہ چلا۔ مدارس میں کون نگراں ایسا ہے جو انکے ساتھ ہمزاد کی طرح ہر وقت ساتھ رہے۔ کون ہر وقت چوبیس ۲۴ گھنٹہ ان کے پاس بیٹھا ہے کہ انکی ہر گفتگو کو سنتا رہے اور حدود سے تجاوز نہ کرنے دے۔

(ل) اسی طرح ابھی چند روز کا ایک مدرسہ کا واقعہ ہے کہ ایک جلسہ میں

{ Telegram } >>> https://t.me/pasbanehaq1

چند طلبہ کی شرکت ہوئی بعد میں جلسہ کی کارگذاری پر رائے زنی ہوئی پھر مباحثہ ہوا۔ دو فریق بن گئے۔ اوّل اوّل دھمکیاں رہیں آخر ایک دن ایک فریق نے دوسرے فریق کے ایک آدمی کو حجرہ میں بند کر کے اس قدر مارا کہ قریب الموت کر دیا۔ یہ آئے دن کے واقعات ہیں فرضی افسانے اور احتمالات عقلیہ نہیں ہیں۔

(م) اسکے بعد یہ بھی غور طلب ہے کہ طلبا کو جن اولیا نے اہل مدارس کے سپرد کیا ہے اُن کی غرض تعلیم ہے اور صرف تعلیم۔ اُن میں سے اکثر و بیشتر ایسے ہیں جو باوجود یکہ خود تحریکات حاضرہ کے حامی اور ساعی ہیں لیکن اُن سے اگر کہا جائے کہ صاحبزادہ آج اس میں مشغول ہیں تو وہ اس کی شکایت کرتے ہیں اور اس قسم کے خطوط کثرت سے منتظمین کے پاس موصول ہوتے رہتے ہیں۔ اور زبانی بھی وہ کہتے رہتے ہیں کہ سیاست ہمارے گھر کی چیز ہے۔ چند روز ہمارے ساتھ رہ کر اس سے کافی مناسبت پیدا ہو سکتی ہے۔ اس وقت ہم صرف استعداد علوم چاہتے ہیں۔

(ن) اس کے بعد اس روپیہ کے مصرف کا سوال ہے جو علم کے نام سے لیا جاتا ہے اور دینے والے صرف علم کے مشغلہ کی وجہ سے دیتے ہیں اگرچہ بہت سے حضرات ایسے بھی ہیں جو سیاسی مشاغل میں صرف کرنے کے خلاف نہیں لیکن بہت سے ایسے بھی ہیں جن کو اگر یہ معلوم ہو جائے کہ یہ روپیہ فلاں کام میں خرچ ہوگا اور اس وظیفہ کے پانے والے طلبہ کا یہ مشغلہ ہوگا تو ایسی صورت میں وہ ہرگز گوارا نہ کریں۔ بلکہ بعض حضرات

{ Telegram } >>> https://t.me/pasbanehaq1

تو یہ شرط بھی لگا دیتے ہیں کہ ایسے طلبہ کو اس میں سے دینے کی اجازت نہیں ہے تو کیا پھر ایسی صورت میں یہ احتیاط کا مقتضیٰ نہیں ہے کہ روپے کو اسکے مصرف میں نہایت حزم و احتیاط سے خرچ کیا جائے۔ مدرسین اس میں احتیاط کر سکتے ہیں۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ کہ وہ اگر اپنا وقت ایسے کاموں میں خرچ کریں تو شرعی قواعد کے ماتحت دوسرے وقت سے اسکی تلافی کر دیں۔ لیکن کیا طلبہ بھی اس میں احتیاط کر سکتے ہیں یا اگر کر سکتے ہیں تو کرتے بھی ہیں۔

یہ چند امور میں نے مثال کے طور پر لکھے ہیں غور کرو گے تو اور زیادہ کلام کی گنجائش پاؤ گے۔ امام غزالی نے احیاء العلوم میں لکھا ہے کہ طلب علم کے لئے بہت سے آداب اور شرائط ہیں ان میں سے اہم اور اصل اصول دس ہیں ان کے منجملہ ایک یہ بھی ہے کہ اپنے آپ کو کسی دوسری چیز میں مشغول نہ کرے۔ اہل و عیال اور وطن سے دور جا کر علم حاصل کرے تاکہ خانگی ضروریات مشغول نہ بنائیں کہ تعلقات ہمیشہ علم سے پھیرنے والے ہوتے ہیں اور اللہ جل شانہٗ کا ارشاد ہے مَاجَعَلَ اللّٰهُ لِرَجُلٍ مِّنْ قَلْبَيْنِ فِيْ جَوْفِهٖ حق تعالیٰ شانہٗ نے کسی آدمی کے دو دل نہیں پیدا فرمائے ہیں۔ اسی وجہ سے مشہور ہے کہ علم اس وقت تک تجھ کو اپنا تھوڑا سا حصہ بھی نہ دیگا جب تک کہ تو اپنے آپ کو ہمہ تن اس کے حوالہ نہ کر دے۔ وہ فرماتے ہیں کہ جو دل مختلف چیزوں میں مشغول رہے وہ کھیت کی اس نالی کی طرح ہے جسکی ڈول بنی ہوئی نہ ہو کہ کچھ حصہ اس میں سے اِدھر اُدھر چلا جائیگا اور کچھ حصہ پانی کا ہوا بن کر اُڑ جائیگا صرف تھوڑا سا پانی رہے گا جو کھیت کے لئے کار آمد ہو سکے گا۔

{ Telegram } >>> https://t.me/pasbanehaq1

اس سب کے بعد مجھے اس چیز کے اعتراف سے بھی انکار نہیں ہے کہ طلبا کی بے فکر جماعت مقاصد کی کامیابی کے لئے بہترین جماعت ہے لیکن موجودہ ماحول میں مضار غالب ہیں اور جلب منفعت سے دفع مضرت ہمیشہ مقدم ہوتا ہے۔ اس لئے ماحول کی تبدیلی تک یہ چیز میرے نزدیک خطرناک ہے البتہ اگر ان کے حدود میں رہنے کی کوئی صورت پیدا ہو سکے تو امر آخر ہے۔

تیسرا جزو غیر طلبہ کے متعلق ہے۔ جو لوگ دین کے کسی خاص کام میں منہمک نہیں ہیں ان کو یقیناً انہماک کے ساتھ شریک ہونا چاہیئے۔ لیکن دیانت کے ساتھ اور اس دیانت کے ساتھ جس کو وہ کل اللہ کے سامنے پیش کر سکیں۔ وہ ان کے اعمال نامے میں جلی قلم سے لکھی جا سکے۔ جہاد دین کا اہم ترین شعبہ ہے۔ اس لئے ہر وہ چیز جو اعلاء کلمۃ اللہ کی معین و مددگار ہو یقیناً مفید ہے اور ضروری ہے۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ ایک دن کسی اسلامی سرحد کی حفاظت میں لگے رہنا ساری دنیا سے اور دنیا میں جو کچھ ہے سب سے افضل ہے اور اللہ کے راستے میں صبح کو چلنا یا شام کو چلنا دنیا اور دُنیا کی تمام چیزوں سے افضل ہے۔ دوسری حدیث میں وارد ہے کہ ایک دن رات کا رباط (یعنی اسلامی سرحد کی حفاظت میں مشغول) ایک ماہ کے (نفلی) روزوں سے افضل ہے اور تمام مہینہ کی شب بیداری سے افضل ہے۔ اور اس حالت میں کسی کی موت آجائے، تو صدقہ جاریہ کے طور پر ہمیشہ کے لئے اس کے اعمال میں اضافہ ہوتا رہے گا۔ دوسری حدیث میں ہے کہ جو شخص اسی حالت میں مر جائے قیامت تک

{ Telegram } >>> https://t.me/pasbanehaq1

اس کے نیک عمل کا ثواب ملتا رہے گا۔ اور اس کو رزق عطا ہوتا رہے گا۔ اور قبر کے فتنوں سے محفوظ رہے گا۔ اور قیامت کے دن (جو نہایت ہی گھبراہٹ کا دن ہوگا) یہ شخص نہایت مطمئن ہوگا۔

ایک مرتبہ حضرت ابوہریرہ کسی ایسی ہی جگہ کھڑے تھے کسی نے پوچھا کہ آپ کیوں کھڑے ہیں آپ نے فرمایا کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے کہ اللہ کے راستے میں تھوڑی دیر کھڑے رہنا حجرِ اسود کے پاس شبِ قدر میں جاگتے رہنے (اور عبادت کرنے) سے افضل ہے۔ ایک حدیث میں آیا ہے کہ اس شخص کی ایک نماز دوسروں کی پانچ سو نمازوں سے افضل ہے اور اس شخص کا ایک روپیہ دوسروں کے سات سو روپیہ سے افضل ہے۔ ایک حدیث میں آیا ہے کہ بہترین شخص دو آدمی ہیں ایک وہ جس کے پاس کچھ جانور ہوں (کہ وہ ذریعہ معاش ہوں) انکا حق ادا کرتا ہو اور اپنے رب کی عبادت میں مشغول ہو۔ دوسرا وہ شخص جو گھوڑے کی باگ پکڑے ہوئے اللہ کے دشمنوں کو ڈراتا ہو اور وہ اس کو ڈراتے رہتے ہوں (ف) پہلے شخص کے بارے میں جانوروں کا ہونا قید نہیں ہے مقصود یہ ہے کہ معمولی گذر اوقات کا کچھ سبب ہو اور عبادت میں ہر وقت مشغول رہے۔ اسی طرح دوسری جانب گھوڑا قید نہیں ہے۔ چونکہ اس زمانہ میں جہاد گھوڑے ہی پر عموماً ہوتا تھا اس لئے اس کو ارشاد فرمایا مقصود یہ ہے کہ اللہ کے دشمنوں کو مرعوب کرتا ہو، خواہ کسی طریقہ سے ہو۔ بہت سی حدیثوں میں یہ مضمون وارد ہے کہ دو آنکھیں ایسی ہیں جن کو جہنم کی آگ

{ Telegram } >>> https://t.me/pasbanehaq1

نہیں چھو سکتی۔ ایک وہ آنکھ جو اللہ کے راستے میں جاگی ہو۔ دوسری وہ آنکھ جو اللہ کے ڈر سے کسی وقت روئی ہو۔

ایک مرتبہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ میں تمہیں یہ بتاؤں کہ لیلۃ القدر سے افضل کونسی رات ہے۔ وہ رات ہے جس میں (دین کی حفاظت کے لئے) کسی خطرہ کی جگہ کوئی شخص جاگے۔ اس کو یہ بھی امید نہ ہو کہ اپنے اہل وعیال کی طرف صحیح سالم لوٹ سکتا ہے یا نہیں۔ ایک حدیث میں ہے کہ قیامت کے دن ہر آنکھ رونے والی ہوگی مگر وہ آنکھ جو ناجائز چیز (مثلاً نامحرم عورتوں وغیرہ) سے بند رہی ہو اور وہ آنکھ جو اللہ کے راستے میں جاگی ہو اور وہ آنکھ جس سے ایک مکھی کے سر کے برابر بھی آنسو کا قطرہ اللہ کے خوف سے نکلا ہو۔ ایک حدیث میں ارشاد ہے کہ جو شخص اللہ کے راستے میں کچھ خرچ کرتا ہے وہ سات سو درجہ ثواب پاتا ہے۔ ایک حدیث میں ہے جو شخص کسی مجاہد کی اعانت کرے وہ بھی مجاہد ہے۔ اور جو اس کے اہل وعیال کی خبر گیری کرے وہ بھی مجاہد ہے۔ ایک حدیث میں ہے جو کسی مجاہد کی اعانت کرے یا کسی قرضدار کی مدد کرے اللہ جل شانہ اسکو ایسے دن اپنی رحمت کے سایہ میں رکھیں گے جس دن اُن کے سوا کسی کا سایہ نہ ہوگا۔ ایک حدیث میں ہے کیا ہی مبارک ہے وہ شخص جو جہاد میں بھی اللہ کے ذکر کی کثرت رکھے۔ کہ اسکو ہر کلمہ پر ستر ہزار نیکیاں ملتی ہیں اور ہر نیکی دس گنا ثواب رکھتی ہے۔ اور اللہ جل شانہ کے یہاں جو خاص انعام ہوگا وہ مزید براہ۔ ایک حدیث میں آیا ہے کہ جو شخص اللہ کے خوف سے رویا

{ Telegram } >>> https://t.me/pasbanehaq1

ہو وہ اس وقت تک جہنم میں نہیں جا سکتا جب تک کہ دودھ تھنوں میں نہ واپس ہو۔ (مراد یہ ہے کہ اسکا جہنم میں جانا محال ہے) اور جس ناک کے سوراخ میں اللہ کے راستے کا غبار گیا ہو اس میں جہنم کی آگ کا دھواں کبھی نہیں جا سکتا۔ ایک حدیث میں آیا ہے کہ جن قدموں پر اللہ کے راستے کا غبار پڑا ہے ان کو جہنم کی آگ نہیں چھو سکتی۔ ایک حدیث میں آیا ہے کہ جس چہرہ پر اللہ کے راستہ کا غبار پڑا ہے اس تک جہنم کی آگ کا دھواں نہیں پہنچ سکتا۔ ایک حدیث میں آیا ہے کہ جس شخص کے کوئی زخم اللہ کے راستہ میں آیا ہے اس پر قیامت کے دن شہیدوں کی مہر لگی ہوئی ہوگی۔ اور وہ زخم زعفران کے رنگ کی طرح چمکتا ہوا ہوگا اور اس میں سے خوشبو اور مہک مشک کی سی آئے گی جس سے ہر شخص پہچان لیگا کہ یہ زخم اللہ کے راستے میں لگا ہے۔

ایک مرتبہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم ایک قافلہ کے ساتھ تشریف لیجا رہے تھے اس قافلہ میں ایک نوجوان تھا۔ جو راستہ سے بچکر علیحدہ چل رہا تھا۔ حضورؐ نے اس سے دریافت کیا کہ تم علیحدہ کیوں جا رہے ہو۔ اس نے عرض کیا کہ غبار کی وجہ سے۔ حضورؐ نے ارشاد فرمایا کہ اس غبار سے بچنے کی ضرورت نہیں یہ قیامت کے دن مشک کے ریزے بنے گا۔ ایک حدیث میں ہے کہ جو شخص اللہ کے راستہ میں ایک تیر چلائے خواہ وہ نشانہ پر لگے یا نہ لگے اس کو ایک غلام آزاد کرنے کا ثواب ہے۔ ان کے علاوہ سیکڑوں احادیث اسکے ثواب و ترغیب اور چھوڑ دینے کی وعید میں وارد ہوئی ہیں۔ اور جہاد ہر وہ کوشش ہے جو اسلام کے غلبہ اور کفار کی مدافعت

{ Telegram } >>> https://t.me/pasbanehaq1

کے لئے کی جائے۔ اس لئے جو بھی کوشش اس نیت اور ارادے سے ہوگی وہ اس میں داخل ہے۔ چنانچہ ایک حدیث میں ارشاد ہے کہ افضل جہاد ظالم بادشاہ کے سامنے کلمۂ حق کہنا ہے۔ حالانکہ ظالم بادشاہ کے لئے کافر ہونا ضروری نہیں بلکہ مسلمان بادشاہ اگر ظالم ہو تو وہ بھی اس میں داخل ہے۔ البتہ بڑی شرط یہی ہے کہ ساری جدوجہد کا مقصد اسلام کی قوت اسکی رفعت اس کی بلندی ہو۔

ایک شخص نے حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم سے دریافت کیا کہ ایک شخص غنیمت (یعنی دنیوی منفعت) کے ارادے سے جہاد کرتا ہے ایک اس نیت سے کہ اس کی قوت وطاقت کا مظاہرہ ہو ایک اس نیت سے کرتا ہے کہ اسکی شہرت اور چرچا ہو ان میں سے کونسا جہاد معتبر ہے۔ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا جہاد وہی ہے جو صرف اس لئے کیا جائے کہ اللہ کا بول بالا ہو۔ ایک حدیث میں آیا ہے کسی شخص نے حضورؐ سے دریافت کیا۔ ایک شخص جہاد کرتا ہے اور وہ دنیا کے کسی منفع کے ارادہ سے کرتا ہے حضورؐ نے فرمایا اسکا کوئی اجر نہیں صحابہ کو اس پر تعجب ہوا۔ ان پوچھنے والے صحابی سے کہا کہ شاید اچھی طرح واضح نہیں ہوسکا۔ اس لئے دوبارہ دریافت کرو۔ انہوں نے دوبارہ پوچھا حضورؐ نے دوبارہ بھی یہی ارشاد فرمایا۔ پھر تیسری دفعہ دریافت کیا گیا تو حضورؐ نے تیسری دفعہ بھی یہی جواب دیا۔ ایک صحابی نے عرض کیا یا رسول اللہ مجھے جہاد کی حقیقت سمجھا دیجئے۔ حضورؐ نے ارشاد فرمایا کہ اگر تو اللہ کے واسطے ثواب

{ Telegram } >>> https://t.me/pasbanehaq1

کی نیت سے جہاد کرتا ہے تو قیامت میں اسی طرح اُٹھایا جائے گا۔ اگر ریاکاری (یعنی لوگوں کو قوت وطاقت کے دکھانے کی نیت سے) یا کچھ مال ودولت کمانے کی غرض سے جہاد کرتا ہے تو اسی حالت پر اُٹھایا جائیگا۔ بات یہ ہے کہ جس نیت سے تیرا فعل ہوگا اسی حالت پر تیرا حشر ہوگا۔ ایک حدیث میں ارشاد ہے کہ جہاد کرنے والے دو طرح کے ہوتے ہیں ایک تو وہ شخص ہے جو صرف اللہ کی رضا کا طالب ہے۔ امام کی اطاعت کرے۔ اپنی پسندیدہ چیز کو خرچ کردے، ساتھی سے نرمی کا برتاؤ کرے اور فساد سے دور رہے۔ اس شخص کا سونا جاگنا سب کچھ ثواب اور اجر کا باعث ہے۔ دوسرا وہ شخص ہے جو تفاخر اور ریاکاری اور شہرت کے لئے سب کچھ کرتا ہے۔ امام کی نافرمانی کرتا ہے۔ فساد میں شرکت کرتا ہے وہ شخص برابر سرابر بھی نہیں لوٹتا۔ یعنی جتنا ثواب ہوتا اس سے زیادہ گناہ کمالیا۔ اس بارے میں بھی بہت سی احادیث وارد ہوئی ہیں اس لئے یہ تو اوّلین شرط ہے کہ جو کچھ کیا جائے وہ خالص اللہ کی رضا اس کے دین کی حمایت اور حق کا بول بالا ہونے کی غرض سے کیا جائے۔ اس کے بعد اہل الرائے اور تجربہ کار دیندار لوگوں کی رائے سے جو سعی بھی اس ارادہ سے ہوگی وہ اجر سے انشاءاللہ خالی نہ ہوگی۔ اس میں شک نہیں کہ اخلاص اور اللہ کے لئے ہونے کی ہر کام میں ضرورت ہے چنانچہ پہلے یہ حدیث شریف گذر چکی ہے کہ قیامت کے دن سب سے پہلے جو لوگ بلائے جائیں گے ان میں ایک شہید ہوگا۔ اس کو بُلا کر اللہ جل جلالہٗ کی جو نعمتیں دنیا میں اس پر کی گئی تھیں یاد دلائی جائیں گی۔ اور جب وہ ان نعمتوں کا اقرار

{ Telegram } >>> https://t.me/pasbanehaq1

کرے گا اور یاد کرے گا کہ واقعی کس قدر انعامات اللہ جل جلالہٗ کے دنیا میں مجھ پر ہوئے تھے۔ تو اس سے پوچھا جائیگا کہ اللہ کی ان نعمتوں میں کیا کارگذاری کی۔ وہ عرض کرے گا کہ میں نے تیری راہ میں جان دیدی کہ (یہی سب سے زیادہ محبوب چیز تھی) حکم ہوگا کہ جھوٹ ہے یہ اس لئے کیا گیا تھا تاکہ لوگ کہیں بڑا بہادر تھا۔ چنانچہ جو مقصود تھا وہ حاصل ہو چکا۔ اور لوگوں نے کہہ لیا کہ بڑا جری ہے۔ بڑا بہادر ہے اس کے بعد اس کو حکم کیا جائیگا کہ جہنم میں ڈالدیا جائے۔ پھر ایک عالم بلایا جائے گا۔ اسکو بھی اسی طرح اللہ جل شانہ کے انعامات احسانات یاد دلائے جائیں گے۔ اور پوچھا جائے گا کہ ان نعمتوں کا کیا حق ادا کیا۔ وہ کہے گا تیرا علم سیکھا اور لوگوں کو سکھایا۔ تیرے پاک کلام کو پڑھا۔ (اور پڑھایا) ارشاد ہوگا کہ جھوٹ ہے۔ یہ سب اس لئے کیا گیا تھا تاکہ لوگ کہیں بڑا جید عالم ہے۔ بڑا قاری ہے چنانچہ جو مقصود تھا وہ حاصل ہو چکا اور لوگوں نے کہہ لیا۔ اس کے بعد اسکو بھی حکم ہوگا کہ جہنم میں لے جاؤ۔ اسکے بعد ایک مالدار بلایا جائے گا۔ اس سے اسی طرح اللہ کی نعمتوں کو یاد دلاکر پوچھا جائیگا وہ کہے گا کہ میں نے کوئی بھی خیر کی جگہ ایسی نہیں چھوڑی جس میں خرچ کرنا آپ کو پسند ہو اور میں نے آپ کے لئے اس میں خرچ نہ کیا ہو۔ ارشاد ہوگا کہ جھوٹ ہے۔ یہ سب کچھ اس لئے کیا گیا تھا تاکہ لوگ کہیں بڑا سخی ہے، بڑا کریم ہے۔ چنانچہ کہا جا چکا اور مقصود حاصل ہو گیا پھر اس کو بھی جہنم میں ڈالنے کا حکم ہوگا (مشکوٰۃ)

اس قسم کے مضامین احادیث میں بکثرت موجود ہیں اس لئے اللہ کے

{ Telegram } >>> https://t.me/pasbanehaq1

واسطے اور خالص اللہ کے واسطے ہونے کی تو ہر ہی کام میں ضرورت ہے، مگر بعض کام ایسے ہوتے ہیں جن میں شہرت اور فخر و نمود کے اسباب زیادہ پیدا ہو جاتے ہیں۔ اسی طرح سے دنیوی اغراض کے حصول کا داعیہ قوی ہو جاتا ہے اور جس چیز میں جتنی شہرت کے اسباب قوی ہوتے ہیں اتنے ہی اہتمام سے اس میں احتیاط کی ضرورت درپیش ہو جاتی ہے۔ چونکہ یہاں ہر ہر قدم پر تفاخر و پروانۂ تحسین و زندہ باد ایسی چیزیں ہیں جو قلوب کو اِدھر کھینچنے والی ہیں۔ اس لئے اہم اور سب سے اہم چیز یہی ہے کہ اپنی حفاظت کرتے ہوئے جو شخص بھی اس میں شرکت کر سکے حصّہ لے سکے۔ دین کے فروغ کا سبب بن سکے۔ اسلام کی حفاظت کا ذریعہ بن سکے۔ اسلام کو خطرہ سے بچا سکے۔ کفار کے نقصان سے اسلام اور مسلمانوں کو بچا سکے، کفار کے غلبہ کو روک سکے

---

اسکے سراسر خیر ہونے میں کسے انکار ہو سکتا ہے۔ کون ایسا ہو سکتا ہے جو اسکو پسند نہ کرتا ہو یا اسکے دِل میں اس کا ولولہ پیدا نہ ہوتا ہو۔ اور جو لوگ کسی معذوری سے خود شریک نہیں ہو سکتے وہ اخلاص سے کام کرنے والوں کی اعانت سے تو کم از کم دریغ نہ کریں۔ حضورؐ کا ارشاد ہے کہ جو شخص اللہ کے راستہ میں خرچ کرنے کے لئے کچھ بھیجے۔ اور خود اپنے گھر رہے۔ اسکو ایک درہم (روپیہ) کے بدلہ میں سات سو روپیہ کا اَجر ہوگا اور جو خود بھی شریک ہو اسکو فی روپیہ سات ہزار کا اَجر ملے گا (مشکوٰۃ) اس لئے جو لوگ کسی دنیوی مجبوری یا شرعی عذر سے خود شرکت نہ کر سکیں وہ اپنی وسعت کے موافق کام کرنے

{ Telegram } >>> https://t.me/pasbanehaq1

والوں کی اعانت مالی، بدنی، قلمی سے دریغ نہ کریں۔ کس قدر اللہ جل شانہٗ کا لطف و انعام ہے کہ اس نے معذورین، سست، کمزور اور ناز پرورزدہ لوگوں کے لئے بھی خیر کے دروازے بند نہیں کئے ہیں بلکہ ہر عبادت میں شرکت کا دروازہ کھول رکھا ہے۔ ہم لوگ حیلے بہانے کریں اور ہر جاو بیجا بات کو آڑ بنائیں اسکا تو ذکر ہی نہیں وَاللّٰہُ الْمُوَفِّقُ لِمَا یُحِبُّ وَیَرْضٰی

اس سلسلہ میں یہ بھی واضح کر دینا ضروری ہے کہ جہاد صرف قتل و قتال ہی کا نام نہیں ہے گو وہ اس کا اعلیٰ فرد ہے بلکہ ہر وہ سعی جو اعلاء کلمۃ اللہ اور اسلام کی قوت و غلبہ کے لئے ہو وہ سب ہی جہاد میں داخل ہے اسی لئے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ظالم بادشاہ کے سامنے حق بات کہدینے کو افضل جہاد ارشاد فرمایا ہے۔ لہٰذا جو سعی بھی اس سلسلہ میں ہوگی وہ سب ہی جہاد کے تحت میں داخل ہے مگر یہاں ایک چیز پر تنبہ بھی ضروری ہے کہ جو حضرات اس سلسلہ کے اندر منسلک ہیں وہ یقیناً ایک اہم دینی امر میں منہمک ہیں مگر بعض حضرات اس میں اس قدر غلو کرتے ہیں کہ وہ اس شخص کو جو کسی شرعی وجہ سے یا ذاتی عذر سے شریک نہیں ہوتا ایسا سب و شتم کرتے ہیں کہ پھر نہ اسکی کوئی عبادت قابل التفات رہتی ہے نہ کوئی خوبی قابل اعتنا۔ فاسق و فاجر تو معمولی لفظ ہے اسکو جہنمی اور کافر تک کہنے سے باک نہیں کرتے۔ حالانکہ اگر یہ فرض عین ہو تب بھی اسکا بلا عذر چھوڑنے والا ایک کبیرہ گناہ کا مرتکب ہوگا کافر اس وقت بھی نہیں ہو سکتا اور بلا کسی شرعی حجت کے ایک مسلمان کو کافر کہنا جتنا سخت ترین جرم ہے وہ ظاہر ہے۔ نبی اکرم

{ Telegram } >>> https://t.me/pasbanehaq1

صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ ایمان کی جڑ تین چیزیں ہیں جن میں سے ایک یہ کہ کسی کلمہ گو کی کسی گناہ کی وجہ سے تکفیر نہ کرنا (مشکوٰۃ) دوسری حدیث میں آیا ہے کہ جو شخص کسی کو فاسق یا کافر کہے اور وہ شخص ایسا نہ ہو تو وہ کلمہ کہنے والے ہی کی طرف لوٹ جاتا ہے۔ ایک حدیث میں ہے کہ جو شخص کسی کو کافر یا اللہ کا دشمن کہہ کر پکارے اور وہ ایسا نہ ہو تو یہ کلمہ کہنے والے کی طرف لوٹتا ہے (مشکوٰۃ) یعنی اس کا وبال اس پر پڑتا ہے بعض لوگ ایسا ظلم کرتے ہیں کہ بعض لوگوں کے متعلق غصہ میں کہہ جاتے ہیں کہ فلاں شخص کی کبھی معافی نہیں ہو سکتی اسکی کبھی بخشش نہیں ہو سکتی مجھے بے حد رنج ہے کہ یہ کلمہ میں نے بعض اہل علم کی زبان سے بھی سنا ہے۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ ایک شخص نے یہ کہدیا کہ واللہ خدائے تعالیٰ فلاں شخص کی ہرگز مغفرت نہ کریں گے۔ اللہ تعالیٰ شانہٗ نے فرمایا یہ کون شخص ہے جو میرے متعلق قسم کھاتا ہے کہ فلاں کی مغفرت نہ کروں گا میں نے اسکی مغفرت کر دی اور (اس قسم کھانے والے کو ارشاد فرمایا کہ) تیرے عمل کو باطل کر دیا۔

ایک دوسری حدیث میں آیا ہے کہ بنی اسرائیل میں دو آدمی تھے۔ ایک بڑا عابد دوسرا گنہگار۔ وہ عابد اس گنہگار کو ہمیشہ تنبیہ کرتا رہتا۔ ایک دن اسکو کسی گناہ میں مبتلا دیکھا تو قسم کھائی کہ واللہ تیری خدا کے یہاں بالکل مغفرت نہ ہوگی۔ دونوں کو موت آئی اور اللہ جل جلالہٗ کے دربار میں حاضری ہوئی۔ عابد کو ارشاد باری ہوا۔ کیا تو میری عطا کے روکنے پر قادر تھا کہ قسم کھائی۔

{ Telegram } >>> https://t.me/pasbanehaq1

اس کے بعد گنہگار کو ارشاد ہوا کہ تو میری رحمت سے جنت میں داخل ہو جا اور اس عابد کے متعلق ارشاد ہوا کہ اس کو جہنم میں داخل کر دیا جائے، حضرت ابوہریرہ فرماتے ہیں کہ اس نے اپنے ایک کلمہ کی بدولت دین و دنیا دونوں ہی کو ضائع کر دیا (جمع الفوائد) غرض غصہ میں ایسے الفاظ کا استعمال کر جانا بڑی جرأت ہے اور اس سے زیادہ سخت یہ ہے کہ دینیات اور اسلامیات پر بھی اہانت کے الفاظ استعمال کر دیئے جاتے ہیں۔ کہ جنت کے بہت سے دروازے ہیں مولویوں نے جنت کو آسان کر دیا۔ جنت کا راستہ سہل کر دیا نمازیں پڑھو روزے رکھو اور جنت میں چلے جاؤ۔ یہ فقرے اور اس قسم کے طنزیہ فقرے تقریروں میں جوش و خروش سے بیان کئے جاتے ہیں۔ حالانکہ اس سے کس کو انکار ہے کہ جنت کے بہت سے دروازے ہیں۔ آٹھ دروازے ہونا تو بہت سی روایات میں مشہور رہے ہی، بعض احادیث سے اس سے زیادہ کا پتہ بھی چلتا ہے، چنانچہ نماز کا مستقل دروازہ ہے۔ روزہ کے ساتھ خصوصیت رکھنے والوں کے لئے علیحدہ دروازہ ہے۔ اسی طرح صدقہ کا، جہاد کا، غصہ کو پینے والوں اور لوگوں کے لئے معافی دینے والوں کے لئے علیحدہ دروازہ ہے۔ متوکل لوگوں کے لئے مستقل دروازہ ہے۔ چاشت کی نماز کا اہتمام رکھنے والوں کا خصوصی دروازہ علیحدہ ہے، توبہ کا دروازہ علیحدہ ہے اور اللہ کی مرضی پر رہنے والوں کا دروازہ مستقل ہے حتی کہ ایک صحیح حدیث میں آیا ہے کہ ہر عمل کی ساتھ خصوصیت رکھنے والوں کے لئے مستقل دروازہ ہے (فتح) اس لئے اس پر کیا طعن ہے اور یہ کیا طنز کی

{ Telegram } >>> https://t.me/pasbanehaq1

بات ہے۔ جیسے اور دینی احکام ہیں ایسے ہی جہاد ہے۔ بلکہ علامہ شامی نے اسکی تصریح کی ہے کہ فرائض نماز کا اپنے اوقات پر اہتمام کرنا بلا تردد جہاد سے افضل ہے۔ اس لئے کہ جہاد کی فضیلت ایمان اور نماز ہی کے قائم کرنے کے واسطے ہے اور نماز خود مقصود ہے (شامی)

اس لئے اس میں کوتاہی کرنے والوں کا نماز روزہ وغیرہ کو بیکار کہدینا یا اس پر طعن کرنا حد درجے تجاوز ہے۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں ایک صاحب جہاد میں شرکت کی نیت سے حاضر ہوئے۔ حضورؐ نے دریافت فرمایا کہ تمہارے والدین زندہ ہیں انہوں نے عرض کیا کہ زندہ ہیں۔ حضورؐ نے ارشاد فرمایا کہ واپس جاؤ اور انہیں کی اچھی طرح خدمت کرو (مشکوٰۃ)

ایک حدیث میں آیا ہے کہ ایک صحابی نے عرض کیا یا رسول اللہ میرا نام فلاں غزوہ میں لکھا گیا ہے اور میری بیوی حج کو جا رہی ہے۔ حضورؐ نے ارشاد فرمایا کہ جاؤ بیوی کے ساتھ حج کو جاؤ (مشکوٰۃ بروایۃ الشیخین)

ایک حدیث میں آیا ہے۔ ایک صحابی خدمت اقدس میں حاضر ہوئے اور عرض کیا کہ میں جہاد میں جانے کے ارادہ سے حاضر ہوا ہوں اور حضورؐ سے اس میں مشورہ لیتا ہوں حضورؐ نے ارشاد فرمایا تمہاری والدہ زندہ ہیں عرض کیا کہ زندہ ہیں۔ حضور نے فرمایا کہ ان کے ساتھ رہو ان کے قدموں میں جنت ہے (مشکوٰۃ)

ایک بدوی حاضر خدمت ہوئے اور ہجرت کے بارہ میں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم

{ Telegram } >>> https://t.me/pasbanehaq1

سے استفسار کیا۔ حضورؐ نے ارشاد فرمایا کہ ہجرت کا معاملہ سخت ہے تمہارے پاس کچھ اُونٹ ہیں۔ اُنہوں نے عرض کیا جی ہاں ہیں۔ حضورؐ نے دریافت فرمایا کہ ان کی زکوٰۃ ادا کرتے ہو۔ عرض کیا جی ہاں ادا کرتا ہوں۔ حضورؐ نے فرمایا بس تو کہیں سمندر پار اپنے دینی اعمال میں مشغول رہو۔ اللہ جل شانہٗ تمہارے اعمال کے ثواب میں کوئی کمی نہ فرمائیں گے (ابوداؤد)

غرض سیکڑوں واقعات اور احادیث ایسی ہیں کہ جس میں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے حقیقی جہاد کے مقابلہ میں دوسرے نیک اعمال کو ترجیح دی ہے۔ پھر حکمی جہاد کا تو کیا ذکر۔ اگرچہ بعض وقتی ضرورتوں اور خاص خاص مصلحتوں کی وجہ سے ایسا بھی ہوا ہے کہ جہاد کی اہمیت سب سے بڑھ گئی ہے حتیٰ کہ غزوہ خندق میں خود نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی ایک یا ایک سے زیادہ نمازیں قضا ہوئیں ہیں۔ مگر یہ کلیہ نہیں کہ جہاد کے مقابلہ میں کوئی نیک عمل معتبر ہی نہیں۔ بالخصوص جب کہ کسی عذر کی وجہ سے ہو۔

ایک مرتبہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم ایک غزوہ میں تشریف لے جارہے تھے۔ راستہ میں ارشاد فرمایا کہ تم لوگوں نے مدینہ طیبہ میں بہت سے لوگ ایسے چھوڑے ہیں کہ تم جتنا راستہ بھی چلے ہو اور جو کچھ خرچ کیا ہے اور جتنا سفر طے کیا ہے اس سب کے ثواب میں وہ لوگ بھی شریک ہیں جو مدینہ میں رہ گئے ہیں۔ صحابہ نے تعجب سے پوچھا وہ کیسے شریک ہوسکتے ہیں حالانکہ وہ اپنے گھروں میں موجود ہیں۔ حضورؐ نے فرمایا اس لئے کہ وہ عذر اور مجبوری کی وجہ سے شریک نہیں ہوسکے۔ (ابوداؤد)

{ Telegram } >>> https://t.me/pasbanehaq1

اس مضمون کے نظائر بھی کثرت سے حدیث کی کتابوں میں موجود ہیں۔ اسکے علاوہ ایک حدیث میں ارشاد ہے کہ جو شخص بیمار ہو جائے یا سفر میں چلا جائے (اور اس وجہ سے اپنا معمول پورا نہ کر سکے) تو اسکو اتنا ہی ثواب اور اجر ملے گا جتنا کہ وہ صحت کی حالت اور مقیم ہونے کی حالت میں کیا کرتا تھا۔

(مشکوٰۃ بروایۃ البخاری)

ایک حدیث میں ہے جب آدمی بیمار ہو جاتا ہے اور وہ پہلے سے کسی نیک کام میں مشغول رہتا تھا تو اس فرشتہ کو جو اسکے نیک اعمال لکھنے پر متعین تھا یہ حکم ہوتا ہے کہ جو عمل یہ کیا کرتا تھا۔ اس کا ثواب اسکو ملتا رہے (مشکوٰۃ)

ایک حدیث میں ہے جب کوئی ناجائز کام کیا جاتا ہے تو جو شخص کسی مجبوری سے اس میں شریک ہے اور وہ اسکو پسند نہیں کرتا لیکن مجبوراً وہاں موجود ہے وہ حکم کے اعتبار سے ایسا ہے گویا شریک ہی نہیں اور جو شخص اس میں موجود نہیں ہے لیکن اسکو پسند کرتا ہے وہ ایسا ہے گویا اس میں شریک ہے (مشکوٰۃ)

ایک حدیث قریب ہی آرہی ہے جس میں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے کہ اگر اپنے چھوٹے بچوں کی اعانت کے سلسلہ میں نکلا ہے تو وہ بھی اللہ کے راستہ میں ہے اور اگر بوڑھے والدین کی مدد کے لئے نکلا ہے تو وہ بھی اللہ کے راستہ میں ہے۔ ایک مرتبہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم حضرت عبداللہ بن ثابت کی عیادت کے لئے تشریف لے گئے۔ وہاں جاکر دیکھا کہ وہ چپ چاپ پڑے ہیں آواز دی وہ اسپر بھی نہ بولے حضورؐ نے اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ پڑھا اور ارشاد فرمایا کہ ہم تمہارے بارہ میں مغلوب ہو گئے۔ (یعنی تمہاری موت جو

{ Telegram } >>> https://t.me/pasbanehaq1

تقدیری اَمر تھا غالب آگئی) عورتیں یہ کلام سُنکر یہ سمجھ گئیں کہ وفات ہوچکی ہے اس لئے رونے لگیں۔ اُن کی صاحبزادی نے افسوس کے لہجہ میں کہا میں تو یہ اُمید کر رہی تھی کہ تم شہید ہوکر جاؤ گے اس لئے کہ جہاد میں جانے کا سامان تیار رکھا ہوا ہے، حضورؐ نے فرمایا کہ ان کو انکی نیت کا اجر و ثواب ہوگیا۔ اور تم شہادت کس چیز کو سمجھتی ہو۔ اُنہوں نے عرض کیا کہ اللہ کے راستہ میں قتل ہوجانے کو۔ حضورؐ نے فرمایا کہ قتل کے علاوہ سات قسمیں شہادت کی اور بھی ہیں۔ جو طاعون میں مرے وہ بھی شہید ہے۔ جو پانی میں غرق ہوکر مرے وہ بھی شہید ہے۔ جو ذات الجنب (نمونیہ) میں مرے وہ بھی شہید ہے۔ جو مبطون ہو (اسکی مختلف تفسیریں کی گئی ہیں۔ بعض نے اسکی استسقاء سے کی ہے بعض نے اسہال سے، بعض نے قولنج کہا ہے اور بعض نے پیٹ کی ہر بیماری) وہ بھی شہید ہے۔ جو آگ میں جل کر مرجائے وہ بھی شہید ہے جو (چھت یا دیوار وغیرہ کے نیچے) دب کر مرجائے وہ بھی شہید ہے عورت اگر بچّہ پیدا ہونے میں مرجائے وہ بھی شہید ہے۔" (مؤطا امام مالک) ایک حدیث میں آیا ہے کہ جب اُن کی بیٹی نے عرض کیا کہ شہید ہونا اللہ کے راستہ میں قتل ہونے کو سمجھتے ہیں۔ تو حضورؐ نے فرمایا کہ اس طرح تو میری اُمت کے شہید بہت کم رہ جائیں گے اس کے بعد ان انواع کو ذکر فرمایا ان کے علاوہ ساٹھ کے قریب اقسام موت کی ایسی ہیں جن میں شہادت کا درجہ نصیب ہونے کی بشارت احادیث میں آئی ہے اور انکو اوجز المسالک کی دوسری جلد میں اس ناکارہ نے جمع کیا ہے تعجب ہے

{ Telegram } >>> https://t.me/pasbanehaq1

کہ اللہ تعالیٰ اور اسکا سچا رسول تو اُمت محمدیہ کے فضائل اور اُن کی خوبیوں میں ترقیات کے اسباب بہم پہونچائیں اور اُمت اس رحمت کو تنگ کرے۔ ہر شخص جو کسی دینی مشغلہ میں لگا ہوا ہے تعلیم ہو تبلیغ ہو جہاد ہو سلوک ہو وہ اپنے سلسلہ کے علاوہ باقی سب کو لغو بے کار وقت کی اضاعت حتی کہ گمراہی کہنے سے بھی نہ جھجکے۔ دین اسلام جو ہر نوع سے نہایت سہل تھا اس کو مشکل بنایا جاتا ہے اور دینی ترقی کے لاتعداد ابواب کو اسی ایک باب میں منحصر کیا جاتا ہے جس پر وہ خود چل رہے ہیں اور اسکے علاوہ بقیہ سب ابواب کو گویا دین سے خارج کیا جاتا ہے۔ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ دین (نہایت) سہل ہے اور جو اس میں تشدد کرتا ہے مغلوب ہوتا ہے۔ پس سیدھے سیدھے اور قریب قریب چلے چلو اور لوگوں کو (نیک اعمال پر) بشارتیں دو (بخاری شریف)

ایک حدیث میں ارشاد ہے کہ سہولت پیدا کرو مشکلات پیدا نہ کرو۔ لوگوں کو تسکین دو نفرت نہ دلاؤ (در منثور)

صاحب بہجۃ النفوس لکھتے ہیں کہ حضرت ابوبکر صدیقؓ نے ایک مرتبہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم سے سوال کیا کہ آپ کس چیز کے ساتھ مبعوث ہوئے ہیں۔ حضورؐ نے ارشاد فرمایا کہ عقل کے ساتھ یعنی احکام شرعیہ پر عقل کے ساتھ عمل کیا جائے۔ اسی لئے دوسری حدیث میں آیا ہے کہ قیامت میں عقل کے موافق بدلہ دیا جائیگا (مجمع) آپ نے عرض کیا کہ عقل کی ذمہ داری کون کر سکتا ہے (کہ ہر شخص عقل اور سمجھ کے اعتبار سے ایک دوسرے سے کم و بیش ہوتا ہے)

{ Telegram } >>> https://t.me/pasbanehaq1

حضورؐ نے ارشاد فرمایا کہ عقل کی کوئی انتہا نہیں ہے لیکن جو شخص اللہ کی حلال کی ہوئی چیزوں کو حلال سمجھے اور اللہ کی حرام کی ہوئی چیزوں کو حرام جانے وہ عاقل ہے اگر اس کے بعد (دین میں) اور کوشش کرے تو وہ عابد ہے اور اگر اور زیادہ کوشش کرے تو وہ جواد (جوانمرد) ہے۔ پس اگر کوئی شخص عبادت میں کوشش کرنے والا ہو اور نیک کاموں میں جوانمردی کرنیوالا ہو لیکن ایسی عقل اسکو نہ ہو جو اللہ کی حلال فرمائی ہوئی چیزوں کے اتباع پر اور حرام کی ہوئی چیزوں سے رُکنے پر پہونچادے۔ تو ایسے ہی لوگ ہیں جن کی کوششیں دُنیا میں ضائع ہیں اور وہ یہ سمجھتے ہیں کہ ہم اچھا کام کر رہے ہیں۔ اس لئے خوب سمجھ لینا چاہئے کہ جس چیز کو شریعت نے حلال کر رکھا ہے اس کو حرام سمجھنا دینی بے عقلی ہے۔ اسی طرح دین کے ابواب میں تنگی کرنا یا ان میں اپنی طرف سے اصلاح کرنا عقل کی بات نہیں ہے۔

صاحب بہجہ کہتے ہیں۔ اسی طرح اگر کوئی شخص اپنے نفس سے اسکا مطالبہ کرے کہ وہ تمام عبادتوں کو ہر طریقہ سے کمال پر پہونچائے وہ دو طرح سے مغلوب ہوگا۔ ایک اس وجہ سے کہ وہ کمال تک پہونچنے سے عاجز ہوگا۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے۔ اِنَّ الْمُنْبَتَّ لَا اَرْضًا قَطَعَ وَلَا ظَهْرًا اَبْقٰى۔

دوسرے اس وجہ سے کہ بعض اوقات بلکہ اکثر اوقات مختلف انواع عبادات کا بیک وقت اجتماع ہوگا اور اس صورت میں آدمی ایک ہی کو ادا کر سکتا ہے۔ صاحب بہجہ نے جس حدیث کے ٹکڑے کو ذکر کیا ہے یہ

{ Telegram } >>> https://t.me/pasbanehaq1

مختلف صحابہ سے نقل کی گئی ہے علامہ سخاوی نے احادیث مشہورہ میں اسکا ذکر کیا ہے۔ لیکن محدثین نے اس میں کلام بھی کیا ہے پوری حدیث کے الفاظ یہ ہیں کہ اِنَّ ھٰذَا الدِّیْنَ مَتِیْنٌ فَاَرْغِلُوْا فِیْہِ بِالرِّفْقِ فَاِنَّ الْمُنْبَتَّ لَا اَرْضًا قَطَعَ وَلَا ظَھْرًا اَبْقٰی ۵

یہ دین ایک مضبوط چیز ہے اس میں نرمی کے ساتھ تیز چلو اسلئے کہ جس شخص نے سواری کو تھکا ڈالا اس نے نہ تو راستہ ہی قطع کیا نہ سواری ہی کو باقی رکھا کہ دوسرے وقت قطع مسافت کر سکتا۔ اسی لئے حدیث بالا میں ارشاد فرمایا گیا کہ فَسَدِّدُوْا وَقَارِبُوْا سیدھے سیدھے اور قریب قریب چلے چلو یعنی توسط کی رفتار رکھو۔ مندوبات میں اتنا توغل نہ کرو کہ فرائض میں کوتاہی ہونے لگے۔ حضرت عمرؓ نے ایک مرتبہ صبح کی نماز میں سلیمان بن ابی حشمہ کو نہ دیکھا نماز کے بعد بازار تشریف لے جارہے تھے راستہ میں ان کا مکان آگیا وہاں تشریف لے گئے اور ان کی والدہ سے دریافت فرمایا کہ آج صبح کی نماز میں سلیمان کو نہیں دیکھا۔ انہوں نے عرض کیا کہ رات بھر نوافل میں مشغول رہے نیند کے غلبہ سے آنکھ لگ گئی۔ حضرت عمر نے فرمایا کہ میں صبح کی نماز جماعت سے پڑھوں یہ مجھے زیادہ پسند ہے بہ نسبت اسکے کہ تمام رات عبادت میں گذاروں۔

تمام رات کی عبادت کتنی اہم چیز ہے لیکن چونکہ جماعت کی نماز اس سے زیادہ مؤکد ہے اس لئے حضرت عمرؓ نے اس کو ترجیح دی اور بھی بہت سی روایات اس مضمون کی موید ہیں کہ احکام شرعیہ میں بھی ہر چیز

{ Telegram } >>> https://t.me/pasbanehaq1

کا ایک درجہ ہے کہ اس سے نہ گھٹانا چاہیئے نہ بڑھانا۔ محض اس وجہ سے کہ ہم ایک کام میں لگے ہوئے ہیں یا ہمارے نزدیک ایک کام اہم ہے باقی ساری عبادات پر دوسرے سارے دینی کاموں پر پانی پھیر دینا سخت ناانصافی ہے۔ میرا مقصود یہ نہیں کہ اسکی ترغیب نہ دی جائے یا دوسروں کو اس طرف متوجہ نہ کیا جائے۔ میرا مقصود یہ ہے کہ اس میں اتنا غلو نہ کیا جائے جو حدود سے متجاوز ہو جائے کہ نہ اسکے مقابلہ میں کوئی فرض رہے نہ واجب نہ عذر رہے نہ معذرت۔ جو لوگ اسکے سلسلہ میں منسلک نہ ہوں وہ جہنمی بنا دیئے جائیں وہ بے ایمان اور کافروں میں شمار کر دیئے جائیں جیسے کہ بہت سی تقریروں اور تحریروں میں دیکھا جاتا ہے اور بہت زیادہ تعجب کی بات یہ ہے کہ بعض اونچے درجے کے اکابر اور ذمہ دار حضرات کی زبان سے بھی ایسے لفظ نکل جاتے ہیں۔ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ جو شخص کسی کے بارے میں ایسی بات کو شائع کرے جس سے وہ بری ہے تو حق تعالیٰ شانہٗ اس کو قیامت کے دن جہنم میں پگھلائیں گے۔ یہاں تک کہ اپنی بات کو سچا ثابت کرے (در منثور) پگھلانے کا مطلب یہ ہے کہ جہنم کی آگ میں ڈالدینگے کہ اس کا بدن لہو پیپ بنکر پگھلتا رہے گا اور جب تک اپنی بات کو سچا ثابت نہ کرے گا اس وقت تک نکلنے کا حق نہ ہوگا اور ظاہر ہے کہ جب ایسی بات کہی ہے جو دوسرے میں موجود ہی نہیں ہے تو اسکو سچا کیسے ثابت کر سکتا ہے۔ ایسی صورت میں پھر اسی کی مہربانی کی طرف توجہ کرنا پڑے گی جس پر جھوٹا

{ Telegram } >>> https://t.me/pasbanehaq1

الزام لگایا تھا کہ یا وہ معاف کر دے یا اللہ جل جلالہٗ اپنے لطف سے اس کو معاوضہ دے کر راضی فرمائیں ورنہ اپنی نیکیاں اُنکے حوالہ کریں اور نیکیاں اپنے پاس نہ ہوں تو ان کی برائیاں اپنے سر رکھیں۔ جو صورت بھی ہو بہر حال ندامت کتنی سخت ہوگی کہ آج جن کو سب وشتم کیا جا رہا ہے کل اُن کے سامنے ذلیل ہونا پڑے گا۔

**سوال نمبر ۴**۔ مسلمان تباہ ہوتے جا رہے ہیں۔ آخر اُن کو کیا کرنا چاہیئے۔

**جواب نمبر ۴**۔ یہ صحیح ہے کہ مسلمان ہر نوع سے پریشان ہیں۔ انفرادی مشکلات مستقل گھیرے ہوئے ہیں۔ اور اجتماعی تفکرات علیحدہ دامنگیر ہیں۔ لیکن یہ سوال کہ ان کو کیا کرنا چاہیئے ایک عامی سمجھدار مسلمان کے قلم سے بھی موجب تعجب ہے چہ جائیکہ کسی ذی علم کے قلم سے۔ اسلام وہ مذہب ہے جس کے متعلق اللہ جل جلالہٗ نے اپنے پاک کلام میں تکمیل کا اعلان فرمایا ہے اور اس احسان اور نعمت کے پورا کر دینے کا تمغہ عطا فرمایا ہے۔ اور کن پیارے الفاظ سے ارشاد فرمایا ہے اَلْيَوْمَ اَكْمَلْتُ لَكُمْ دِيْنَكُمْ وَ اَتْمَمْتُ عَلَيْكُمْ نِعْمَتِيْ وَرَضِيْتُ لَكُمُ الْاِسْلَامَ دِيْنًا (س مائدہ ع) آج میں نے تمہارے لئے دین کامل کر دیا اور (اس تکمیل سے) تم پر اپنا انعام پورا کر دیا۔ اور میں اس بات سے خوش ہوں (اور اسکو پسند کرتا ہوں) کہ تمہارا دین (اور مذہب) اسلام ہو (یعنی مذہب اسلام تمہارے لئے مجھے پسندیدہ ہے اور یہی تمہارا مذہب ہے) کیا ہی مبارک تمغہ ہے۔ کتنا مسرور بنا دینے والا امتیاز ہے۔ ایسے مکمل دین کے دعویدار ایسے کامل

{ Telegram } >>> https://t.me/pasbanehaq1

مذہب کے پیرو اس میں پریشان ہوں کہ مسلمان کیا کریں۔ اللہ پاک نے اور اسکے سچے رسولؐ نے دین کی یا دُنیا کی کوئی بھی بڑی سے بڑی اور چھوٹ سے چھوٹی ضرورت اور بات ایسی باقی نہیں چھوڑی جس کے متعلق صاف اور کھلے ہوئے الفاظ میں احکام نہ بیان فرما دیئے ہوں ان کے منافع اور نقصانات نہ بتا دیئے ہوں اور پھر سب کچھ صرف زبانی تلقین اور کتابی تعلیم نہیں ہے بلکہ اللہ کے سچے رسول اور رسول کی فریفتہ جماعت نے ان سب کو عملی جامہ پہنا کر ان پر عمل کر کے اسکا تجربہ بھی کرا دیا ہے الغرض دین و دنیا کی بہبود بھی رسول کے اتباع ہی میں مضمر و منحصر ہے۔ مگر جب ہم لوگ رسول کے اتباع کو دقیانوسیت اور اسکی سنتوں پر مرمٹنے کو تنگ نظری سمجھیں تو آخرت کا جو حشر ہونے والا ہے وہ ظاہر ہے اور دنیا کا جو ہو رہا ہے وہ آنکھوں سے دیکھ رہے ہیں۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا ایک ایک حرکت و سکون صحابہ کرام اور محدثین عظام رضی اللہ عنہم اجمعین کے طفیل آج کتابوں میں محفوظ ہے، ایک طرف اسکو سامنے رکھو دوسری طرف امت کے حالات کو سامنے رکھو حضورؐ کی ایک ایک سنت دیدہ و دانستہ دلیری اور جرأت سے چھوڑی جا رہی ہے اور صرف یہی نہیں بلکہ اس کا مقابلہ کیا جا رہا ہے۔ اسکی طرف متوجہ کرنیوالوں کو احمق اور دین کا ناسمجھ بتایا جا رہا ہے۔ کیا اس ظلم عظیم کی کوئی حد ہے اور ایسی صورت میں مسلمانوں کو پریشانی کی شکایت کرنے کا کیا منہ ہے۔ اور تقریروں تحریروں میں اس شور مچانے کا کیا حق ہے کہ مسلمان تباہ

{ Telegram } >>> https://t.me/pasbanehaq1

ہو گئے ؎

آنچہ بر ما است از ما است ؛ خود کردہ را علاجے نیست

اللہ جل جلالہٗ نے صاف اور کھلے ہوئے الفاظ میں ارشاد فرمادیا:۔ وَمَا اَصَابَكُمْ مِّنْ مُّصِيْبَةٍ فَبِمَا كَسَبَتْ اَيْدِيْكُمْ وَيَعْفُوْا عَنْ كَثِيْرٍ وَمَا اَنْتُمْ بِمُعْجِزِيْنَ فِي الْاَرْضِ وَمَا لَكُمْ مِّنْ دُوْنِ اللّٰهِ مِنْ وَّلِيٍّ وَّلَا نَصِيْرٍ (س شوریٰ ع ۴) اور جو کچھ مصیبت تم کو حقیقتاً پہونچتی ہے وہ تمہارے ہی اعمال کی بدولت پہنچتی ہے (اور ہر گناہ پر نہیں پہونچتی بلکہ) بہت سے گناہ تو اللہ تعالیٰ معاف فرمادیتے ہیں (اور اگر وہ ہر گناہ پر دنیا میں پکڑ کرنے لگیں تو تم زمین میں (کسی جگہ بھی پناہ لیکر) اللہ تعالیٰ کو عاجز نہیں کر سکتے اور اللہ کے سوا کوئی حامی اور مددگار نہیں۔ دوسری جگہ ارشاد پاک ہے۔ ظَهَرَ الْفَسَادُ فِي الْبَرِّ وَالْبَحْرِ بِمَا كَسَبَتْ اَيْدِي النَّاسِ لِيُذِيْقَهُمْ بَعْضَ الَّذِيْ عَمِلُوْا لَعَلَّهُمْ يَرْجِعُوْنَ (س روم ع ۵) بر و بحر (یعنی خشکی اور تری غرض ساری دنیا) میں لوگوں کے اعمال کی بدولت فساد پھیل رہا ہے (اور بلائیں قحط زلزلے وغیرہ نازل ہو رہے ہیں) تاکہ اللہ تعالیٰ ان کے بعض اعمال کی سزا کا مزا ان کو چکھادے۔ شاید کہ وہ اپنے ان اعمال سے باز آجائیں۔ اس قسم کے مضامین کلام پاک میں دو چار جگہ نہیں سیکڑوں جگہ وارد ہیں۔ پہلی آیت کے متعلق حضرت علی کرم اللہ وجہہٗ ارشاد فرماتے ہیں کہ مجھ سے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ اس آیت کی تفسیر تجھے بتاتا ہوں۔ اے علی جو کچھ بھی تجھے پہونچے مرض ہو یا کسی قسم کا عذاب ہو یا

{ Telegram } >>> https://t.me/pasbanehaq1

دنیا کی کوئی بھی مصیبت ہو وہ اپنے ہی ہاتھوں کی کمائی ہے حضرت حسن فرماتے ہیں کہ جب یہ آیت نازل ہوئی تو حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ اس ذات کی قسم جس کے قبضہ میں میری جان ہے کسی لکڑی کی خراش یا کسی رگ کا حرکت کرنا یا قدم کی لغزش (ٹھوکر کھا جانا) یا پتھر کہیں سے آکر لگ جانا جو کچھ بھی ہوتا ہے کسی گناہ کی وجہ سے ہوتا ہے۔

حضرت ابو موسیٰؓ فرماتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے کہ کسی بندہ کو کوئی زخم یا اس سے بھی کم درجہ کی کوئی چیز جو پہونچتی ہے وہ کسی اپنی ہی کی ہوئی حرکت سے پہونچتی ہے۔ حضرت عمران بن حصین رضی اللہ عنہ کے بدن میں کوئی تکلیف تھی۔ لوگ عیادت کے لئے آئے۔ اور افسوس کرنے لگے۔ فرمایا افسوس کی کیا بات ہے کسی گناہ کی وجہ سے یہ بات پیش آئی ہے۔

حضرت ضحاک فرماتے ہیں کہ جو شخص قرآن پاک پڑھ کر بھول جاتا ہے وہ کسی گناہ کی بدولت ہوتا ہے۔ پھر یہی آیت تلاوت فرمائی اور فرمانے لگے کہ قرآن شریف کو بھول جانے سے بڑھ کر مصیبت اور کیا ہو سکتی ہے۔ حضرت اسماءؓ حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی صاحبزادی کے سر میں درد ہوا تو سر پر ہاتھ رکھ کر فرمانے لگیں کہ میرے گناہوں کی وجہ سے ہے (درمنثور) (ابن کثیر)

اگرچہ بعض اوقات مصائب اور حوادث کے اسباب کچھ اور بھی

{ Telegram } >>> https://t.me/pasbanehaq1

ہوتے ہیں جن کی وجہ سے انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام اور معصوم بچوں کو بھی ابتلاء ہوتا ہے جو اپنے مواقع پر مذکور ہیں۔ مجھے اس جگہ ان آیات واحادیث کی شرح کرنا مقصود نہیں ہے کہ جملہ احتمالات اور اشکالات کو ذکر کروں۔ میرا مقصود صرف یہ ہے کہ ان آیات اور احادیث میں ایک ضابطہ ارشاد فرمایا گیا ہے۔ اور ان حوادث اور آفات کا ایک خاص سبب بیان کیا گیا ہے اور وہ سبب اس قدر قوی ہے کہ اسکے زہریلے اثرات میں بسا اوقات وہ لوگ بھی گرفتار ہو جاتے ہیں جو ان معاصی میں مبتلا نہیں ہیں۔ چنانچہ ایک حدیث میں ارشاد ہے۔ حضورؐ نے فرمایا اس امت کے آخر زمانہ میں خسف ہوگا (زمین میں آدمیوں اور مکانوں کا دھنس جانا) اور مسخ ہوگا (کہ آدمی کتے اور بندر وغیرہ کی صورتوں میں ہو جائیں گے) اور قذف ہوگا (کہ آسمان سے پتھر برسنے لگیں گے) کسی نے عرض کیا یا رسول اللہ ہم اس حالت میں بھی ہلاک ہو سکتے ہیں کہ ہم میں صلحاء موجود ہوں۔ حضورؐ نے فرمایا ہاں جب خباثت کی کثرت ہو جائے (اشاعۃ بروایۃ ترمذی وغیرہ) خباثت کی کثرت کے وقت صلحا کی موجودگی میں بھی عذاب ہو سکتا ہے۔ اور یہ ارشاد تو متعدد احادیث میں مختلف عنوانات سے وارد ہوا ہے۔ کہ نیک کاموں کا آپس میں ایک دوسرے کو حکم کرتے رہو اور بری باتوں سے روکتے رہو ورنہ حق تعالیٰ شانہٗ تم پر اپنا عذاب مسلط کر دیں گے۔ بعض احادیث میں اس کے بعد ارشاد ہے کہ اس وقت اگر دعائیں بھی کی جائیں گی تو قبول نہ ہونگی۔ ایک

{ Telegram } >>> https://t.me/pasbanehaq1

حدیث میں ہے کہ جس جماعت میں کوئی ناجائز بات جاری ہو اور وہ جماعت اس کے روکنے پر قادر ہو اور نہ روکے تو مرنے سے پہلے پہلے حق تعالیٰ شانہٗ اس جماعت کو کسی عذاب میں مبتلا فرمادیں گے۔ ایک حدیث میں ہے کہ حق تعالیٰ شانہٗ نے حضرت جبرئیل علیہ السلام کو ایک مرتبہ کسی آبادی کے اُلٹ دینے کا حکم فرمایا انہوں نے عرض کیا کہ اس آبادی میں فلاں بندہ ایسا ہے جس نے کسی وقت بھی تیری نافرمانی نہیں کی۔ ارشاد ہوا کہ یہ صحیح ہے مگر میری وجہ سے کبھی بھی اسکی پیشانی پر بل نہیں پڑا مطلب یہ ہے کہ میری نافرمانیاں ہوتے ہوتے دیکھ کر رنج اور غصہ بھی نہیں آیا کہ یہ ادنیٰ درجہ ہے (مشکوٰۃ باب الامر بالمعروف) اس قسم کی اور سیکڑوں احادیث نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے منقول ہیں جن کا اطلاق دشوار ہے کہ ان میں ناجائز کاموں کو دیکھ کر کم از کم غصہ اور رنج نہ ہونے پر وعیدیں وارد ہوئی ہیں۔ یعنی ان کے روکنے پر اگر قدرت نہ ہو تو کم سے کم درجہ اُن کو دیکھ کر رنج ہونا ضروری ہے اب ہم لوگ اپنے حالات کو دونوں قسم کے ارشادات پر جانچ لیں کہ کس قدر معاصی اور گناہوں میں ہر وقت خود مبتلا رہتے ہیں اور سابقہ آیات و احادیث کی بنا پر کتنے حوادث اور عذاب ہم پر مسلط ہونا چاہئیں اور اس کے ساتھ ہی اپنے اعمال کو چھوڑ کر اللہ کی کتنی نافرمانیاں ہوتے ہوئے دیکھتے ہیں اور پھر کتنا اضطراب اور بےچینی ہم کو ان کے دیکھنے سے ہوتی ہے ایسی حالت میں کیا تو ہم لوگوں کی دُعائیں قبول ہوں اور کیا ہماری پریشانیاں

{ Telegram } >>> https://t.me/pasbanehaq1

دور ہوں یہ تو اللہ کی رحمت اور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف نسبت اور انکی مقبول دعاؤں کی برکت ہے کہ سب کے سب ہلاک نہیں ہو جاتے۔ ہمارے حالات یہ ہیں کہ ہر معصیت ہمارے یہاں قابل فخر ہے۔ اور ہر بد دینی ترقی کا راستہ ہے۔ اور ہر کفریات بکنے والا روشن خیال ہے۔ اور اس پر کوئی شخص نکیر کر دے یا کرنا چاہے وہ گردن زدنی ہے کٹ ملا ہے۔ دنیا کے حالات سے اور ضروریات زمانہ سے بے خبر ہے۔ جاہل ہے۔ ترقی کا دشمن ہے۔ ترقی کے راستہ میں روڑے اٹکانے والا ہے۔ ببیں تفاوت رہ از کجا است تا بکجا۔ یہ تو کلی ارشادات تھے اب مثال کے طور پر چند جزئیات کو بھی دیکھتے جاؤ۔ مذہب اسلام میں ایمان کے بعد سب سے اہم درجہ نماز کا ہے۔ بہت سی احادیث میں نماز کے چھوڑنے کو کفر تک پہونچانے والا بتایا ہے۔ اسلام اور کفر کا امتیاز ہی نماز کو بتایا گیا ہے۔ نماز کے چھوڑنے میں کتنے کتنے دینی اور دنیوی نقصانات ہیں اُن کو مختصر طور پر میں اپنے رسالہ فضائل نماز میں ذکر کر چکا ہوں یہاں اعادہ کی ضرورت نہیں۔ لیکن کتنے مسلمان ہیں جو اس اہم فریضہ کا اہتمام کرتے ہیں اور اس سے بڑھ کر یہ کہ نہ پڑھنے والوں کو ٹوکنے کی بھی کسی کی مجال نہیں ہے۔ کسی غریب مسلمان کو ٹوکا جا سکتا ہے لیکن کسی اعلیٰ طبقہ کے مسلمان کو بھی کہا جا سکتا ہے؟ جن لوگوں کی جیب میں چار پیسے ہیں یا کوئی معمولی سی حکومت یا ریاست اُن کو ملی ہوئی ہے کسی کی مجال ہے کہ اُن کو تنبیہ کر سکے۔ کیا ممکن ہے

{ Telegram } >>> https://t.me/pasbanehaq1

کہ انکی عالی بارگاہ تک اس اہم فریضہ کے چھوڑنے پر کوئی نکیر پہونچ سکے کوئی بھی کلمہ اس بارہ میں ان سے کہا جاسکے۔ اور اب تو اس سے بھی بڑھ کر ایک شخص ڈنکے کی چوٹ علی الاعلان کہتا ہے کہ نماز کوئی عبادت ہی نہیں۔ اسکو ٹوکنا درکنار اسکی مدح سرائی کی جاتی ہے وہ علامہ ہے۔ مسلمانوں کے درد کا درمان ہے۔ وقت کی ضرورت کو سمجھنے والا ہے۔ اسکے خلاف جو آواز اُٹھائے وہ جاہل ہے۔ دو رکعت کا امام ہے جو نہ مصلحت وقت کو سمجھتا ہے نہ مسلمانوں کی ضرورت سے واقف ہے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی آنکھوں کی ٹھنڈک نماز میں ہے مگر انکے اتباع کا دعویٰ کرنے والا شخص کہتا ہے کہ یہ ایک فالتو چیز ہے اسپر اس کو دقیق نظری باریک بینی کا تمغہ ملتا ہے۔ یہ واقعات ہوں اور پھر مسلمان اپنے اوپر مصائب اور حوادث کی شکایت کریں۔ ایسے حالات میں ہم پر جو جو بلائیں نازل ہوں وہ سب اس سے کم ہیں جس کے ہم اپنے اعمال سے مستحق ہیں اور صرف اللہ کا رحم ہے کرم ہے اسکی رحمت وعلم کی وسعت ہے کہ ہم صفحہ ہستی پر موجود ہیں۔

یہ تو ایک رُکن ہوا اب اسلام کے باقی ارکان روزہ، زکوٰۃ، حج میں سے کسی ایک کو لیلو اور عالم پر ایک نگاہ ڈال کر اسکا حشر دیکھ لو کہ ان ارکان پر عمل کرنے والے کتنے ہیں۔ اب دوسری جانب محرمات میں ایک نہایت معمولی سی چیز شراب ہے کو دیکھ لو کہ کتنے اسلام کی حمایت کے دعویدار اور ترقی اسلام پر مرمٹنے والے ایسے ہیں جو کس جرأت اور

{ Telegram } >>> https://t.me/pasbanehaq1

بیحیائی سے کھلم کھلا علے الاعلان پیتے ہیں۔ قرآن شریف میں بار بار اس پر تنبیہ فرمائی گئی ہے اور صاف لفظوں میں اس کے چھوڑنے کا حکم فرمایا ہے۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے شراب کے پینے والے پر لعنت کی ہے، اس کے بنانے والے پر لعنت کی ہے اس کے بنوانے والے پر لعنت کی ہے اسکے بیچنے والے پر لعنت کی ہے خریدنے والے پر لعنت کی ہے۔ لادکر لے جانے والے پر لعنت کی ہے اور جس کے پاس لے جائی جائے اس پر لعنت کی ہے اسکو بیچکر اسکی قیمت کھانیوالے پر لعنت کی ہے۔ دوسری حدیث میں ہے۔ حضورؐ نے ارشاد فرمایا کہ میرے پاس حضرت جبرئیل علیہ السلام آئے اور فرمایا کہ اے محمدؐ (صلی اللہ علیہ وسلم) بیشک اللہ نے شراب پر لعنت فرمائی ہے۔ اور اس کے بنانے والے پر اور بنوانے والے پر اور اسکے پینے والے پر اُٹھا کر لیجانے والے پر اور جس کے پاس لے جائی جائے اس پر اور اسکے بیچنے والے پر اور اسکے پلانے والے پر اور پلوانے والے پر (یعنی کوئی اپنے ملازم وغیرہ کے ذریعہ سے دوسرے کو پلوائے تو آقا پلوانے والا ہوا اور ملازم پلانے والا) حاکم نے ان دونوں حدیثوں کو صحیح بتایا ہے اب غور کرنے کی چیز ہے کہ اس ایک شراب کی بدولت کتنے آدمی ہیں جو اللہ کی لعنت میں داخل ہوتے ہیں اس کے رسول کی لعنت میں داخل ہوتے ہیں۔ اب غور کرو جن لوگوں پر اللہ پاک اور اس کا وہ رسول جو امت پر سب سے زیادہ شفقت اور مہربانی کرنے والا تھا جو ہر وقت اُمت کی فلاح و کامیابی میں منہمک رہتا تھا۔ دونوں لعنت

{ Telegram } >>> https://t.me/pasbanehaq1

کرتے ہوں ان لوگوں کا کیا حشر ہوگا۔ اور جو باوجود قدرت کے اس پر سکوت کریں نکیر نہ کریں وہی کون سے کچھ دور ہیں۔ اسکے بعد اپنی حالت کو دیکھو کہ نکیر درکنار کوئی نکیر کرنے والا اس فعل کو بُرا کہنے والا ہو تو وہ تنگ نظر ہے خشک مُلا ہے۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ شراب سے بچو۔ وہ ہر بُرائی کی کنجی ہے۔ جب ہم لوگ برائیوں کا مقفل دروازہ اپنے ہاتھ سے کھولیں۔ پھر بُرائیوں کی شکایت کیوں کریں۔ جب ایک بچے اور بچے خبر دینے والے نے فرمادیا کہ اس دروازہ کو کھولوگے تو فلاں چیز نکلے گی۔ ہم خود دروازہ کھولتے ہیں اور وہ چیز نکلتی ہے تو واویلا کرتے ہیں اس بے وقوفی کی حد بھی ہے۔

اسی طرح سود ہی کے مسئلہ کو دیکھ لو۔ اللہ تعالیٰ اور اسکے سچے رسول کے ارشادات کو اول غور کرو کہ اللہ جل جلالہٗ نے کس زور سے اسکے متعلق قرآن پاک میں تنبیہ اور ممانعت فرمائی۔ حتیٰ کہ اپنی طرف سے اور اپنے رسولؐ کی طرف سے ان لوگوں کو اعلانِ جنگ فرمادیا ہے۔ جو سود کو نہ چھوڑیں چنانچہ ارشاد ہے فَاِنْ لَّمْ تَفْعَلُوْا فَاْذَنُوْا بِحَرْبٍ مِّنَ اللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ (س بقرہ ع ۳۸) پس اگر تم ایسا کرو (یعنی سود کا بقایا روپیہ جو لوگوں کے ذمہ ہے نہ چھوڑدو) تو اشتہار سُن لو جنگ کا اللہ کی طرف سے اور اس کے رسول کی طرف سے۔ چونکہ زمانۂ جاہلیت میں سود کے معاملات ہوتے تھے اس لئے یہ حکم نازل ہوا کہ جن کا سود کا روپیہ لوگوں کے ذمہ باقی ہے وہ بھی اَب ہرگز وصول نہ کریں چہ جائیکہ از سرِ نو سود لیں

{ Telegram } >>> https://t.me/pasbanehaq1

احادیث میں نہایت کثرت سے اس پر وعیدیں آئی ہیں۔ کئی حدیثوں میں اس قسم کے ارشادات بھی وارد ہوئے ہیں کہ سود کے تہتر باب (گناہ کے) ہیں جن میں سے کم درجہ ایسا ہے جیسا کہ اپنی ماں سے کوئی زنا کرے اور بدترین سود (کے حکم میں ہے) مسلمان کی آبروریزی کرنا۔ ایک حدیث میں ہے ایسے گناہوں سے اپنے کو بچاؤ جن کی مغفرت نہیں ہے ان میں سے سود بھی ہے جو شخص سود کھاتا ہے وہ قیامت کے دن میدانِ حشر میں پاگلوں کی طرح ہوگا۔ متعدد حدیثوں میں آیا ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے سود لینے والے پر سود دینے والے پر سودی روپے کی گواہی دینے والوں پر سود کا معاملہ لکھنے والے پر لعنت کی ہے جس پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لعنت کریں اس کا کیا حشر ہوگا۔

ایک حدیث میں ہے کہ جس قوم میں زنا کاری اور سود خواری شائع ہو جائے اس قوم نے اللہ کے عذاب کے واسطے اپنے کو تیار کر لیا ہے۔

اِن ارشادات کو ذہن نشین کرنے کے بعد اب آجکل کے معاملات کو شرعی قواعد سے جانچو۔ کتنے معاملات ایسے ہیں جن میں سودی لین دین کھلم کھلا ہوتا ہے اور اس سے بڑھ کر یہ کہ سود کو جائز بتایا جاتا ہے اس کے جواز پر رسالے لکھے جاتے ہیں کوئی غریب اس کے خلاف آواز اُٹھائے تو اس پر جھوٹے سچے الزامات لگائے جاتے ہیں اس کا مقابلہ کیا جاتا ہے اور اسکی کوشش کی جاتی ہے کہ اسکی بات نہ سُنی جائے۔ یہ دو ایک مثالیں اجمالی طور پر میں نے ذکر کی ہیں۔ ان کے علاوہ بقیہ احکام

{ Telegram } >>> https://t.me/pasbanehaq1

شرعیہ کو تم خود دیکھ لو غور کرلو۔ جتنے احکام کرنے کے ہیں گے ان میں تغافل، تساہل بلکہ انکار ملے گا اور جتنے امور نہ کرنے کے ہونگے ناجائز یا جائز ہونگے حرام ہوں گے ان پر جرأت و بے باکی اور اُن میں نہایت کثرت سے کُھلم کُھلا اِبتلاء ملیگا اوّل تو ان پر ٹوکنے والا روکنے والا کوئی ملیگا نہیں اور اگر کسی جگہ کوئی ایک آدھ پُرانے خیال والا ملیگا تو اس کا جو حشر ہو رہا ہوگا وہ اظہر من الشمس ہے۔ ان خصوصی مثالوں کے بعد اجمالی طور پر اب میں چند حدیثیں صرف نمونہ کے طور پر لکھتا ہوں جن سے اندازہ ہوجائیگا کہ ہم لوگوں کی پریشانیاں حوادث مصائب ہمارے خود اِکٹھے کئے ہوئے ہیں اس میں کسی کا کیا قصور ہے۔

اگر نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو مسلمان سچا سمجھتے ہیں تو ان کو یہ بات اچھی طرح سمجھ لینا چاہیئے کہ حضورؐ نے جس قسم کے اعمال پر جس قسم کے عذاب اور پریشانیوں کا مرتب ہونا ارشاد فرمایا ہے وہ ہو کر رہیں گے اگر ہم اُن سے بچنا چاہتے ہیں تو اُن اعمال کو چھوڑ دیں ہم لوگ آگ میں کود جائیں اور شور مچائیں کہ جل گئے جل گئے اس سے کیا فائدہ۔ ان احادیث کو غور سے مطالعہ کرو اور کثرت سے دیکھا کرو۔

| | |
|---|---|
| عَنْ عَلِیٍّ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اِذَا فَعَلَتْ اُمَّتِیْ خَمْسَ عَشْرَۃَ خَصْلَۃً حَلَّ بِھَا الْبَلَاءُ قِیْلَ وَمَا ھِیَ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ | نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ جب میری اُمت یہ پندرہ کام کرنے لگے گی تو اس پر بلائیں نازل ہونے لگیں گی۔ غنیمت کا مال ذاتی دولت |

{ Telegram } >>> https://t.me/pasbanehaq1

قَالَ إِذَا كَانَ الْمَغْنَمُ دُوَلًا وَالْأَمَانَةُ
مَغْنَمًا وَالزَّكٰوةُ مَغْرَمًا وَأَطَاعَ
الرَّجُلُ زَوْجَتَهٗ وَعَقَّ أُمَّهٗ وَبَرَّ
صَدِيْقَهٗ وَجَفَا أَبَاهُ وَارْتَفَعَتِ
الْأَصْوَاتُ فِي الْمَسَاجِدِ وَكَانَ
زَعِيْمُ الْقَوْمِ أَرْذَلَهُمْ وَأُكْرِمَ
الرَّجُلُ مَخَافَةَ شَرِّهٖ وَشُرِبَتِ
الْخُمُوْرُ وَلُبِسَ الْحَرِيْرُ
وَاتُّخِذَتِ الْقِيْنَاتُ وَالْمَعَازِفُ
وَلَعَنَ آخِرُ هٰذِهِ الْأُمَّةِ
أَوَّلَهَا فَلْيَرْتَقِبُوْا عِنْدَ ذٰلِكَ
رِيْحًا حَمْرَاءَ أَوْ خَسْفًا أَوْ مَسْخًا.
وَعَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ
رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
إِذَا اتُّخِذَ الْفَيْءُ دُوَلًا وَالْأَمَانَةُ
مَغْنَمًا وَالزَّكٰوةُ مَغْرَمًا
وَتُعُلِّمَ لِغَيْرِ الدِّيْنِ وَأَطَاعَ
الرَّجُلُ امْرَأَتَهٗ وَعَقَّ أُمَّهٗ
وَأَدْنٰى صَدِيْقَهٗ وَأَقْصٰى أَبَاهُ

بن جائے ۱۲ امانت ایسی ہو جائے جیسا
غنیمت کا مال ۱۳ زکوٰۃ کا ادا کرنا تاوان
سمجھا جائے اکر جیسے تاوان ادا کرنا
مصیبت ہوتا ہے ایسے ہی زکوٰۃ ادا
کرنا تاوان مصیبت بن جائے ۱۴،۱۵
بیویوں کی فرمانبرداری کی جائے اور
ماں کی نافرمانی کی جائے ۱۶،۱۷ دوستوں
اور یاروں سے نیکی کا برتاؤ کیا جائے
اور باپ کے ساتھ ظلم کا برتاؤ کیا جائے
۱۸ مسجدوں میں شور و شغب ہونے
لگے ۱۹ رذیل لوگ قوم کے ذمہ دار
سمجھے جائیں ۲۰ آدمی کا اکرام اس وجہ
سے کیا جائے کہ اسکے شر سے محفوظ رہیں
(یعنی وہ اکرام کے قابل نہیں مگر اس
وجہ سے اسکا اعزاز کیا جائے کہ وہ
کسی مصیبت میں نہ مبتلا کر دے)
۲۱ شراب (علی الاعلان) پی جائے ۲۲ (مرد)
ریشمیں لباس پہنیں ۲۳ گانے والیاں
(ڈومنیاں کنچنیاں وغیرہ) مہیا کی جائیں

{ Telegram } >>> https://t.me/pasbanehaq1

وَظَهَرَتِ الْاَصْوَاتُ فِی الْمَسَاجِدِ
وَسَادَ الْقَبِیْلَةَ فَاسِقُهُمْ وَکَانَ
زَعِیْمُ الْقَوْمِ اَرْذَلَهُمْ وَاُکْرِمَ
الرَّجُلُ مَخَافَةَ شَرِّہٖ وَظَهَرَتِ
الْقَیْنَاتُ وَالْمَعَازِفُ وَشُرِبَتِ
الْخُمُوْرُ وَلَعَنَ اٰخِرُ هٰذِہِ
الْاُمَّةِ اَوَّلَهَا فَلْیَرْتَقِبُوْا
عِنْدَ ذٰلِكَ رِیْحًا حَمْرَاءَ
وَزَلْزَلَةً وَخَسْفًا وَمَسْخًا
وَقَذْفًا وَاٰیَاتٍ تَتَابَعُ کَنِظَامٍ
بَالٍ قُطِعَ سِلْكُہٗ فَتَتَابَعَ
رَوَاهُمَا التِّرْمِذِیُّ۔
وَذَکَرَهُمَا فِی الْمِشْکٰوةِ بِرِوَایَتِہٖ
وَذَکَرَ صَاحِبُ الْاِشَاعَةِ
حَدِیْثَ عَلِیٍّ بِاَطْوَلَ مِنْهُمَا
وَفِیْ مَجْمَعِ الزَّوَائِدِ مِنْ
حَدِیْثِ عَوْفٍ بِنَحْوِہٖ وَفِیْہِ
وَقَعَدَتِ الْحُمْلَانُ عَلَی الْمَنَابِرِ
وَاتُّخِذَ الْقُرْاٰنُ مَزَامِیْرَ۔

۱۴ باجے بنائیں جائیں (کہ عام طور سے استعمال کئے جائیں) ۱۵ امت کے پہلے لوگوں کو (صحابہ تابعین اور ائمہ مجتہدین کو) برا کہا جائے تو اُمت کے لوگ اس وقت سُرخ آندھی اور زمین میں دھنس جانے اور صورتیں مسخ ہوجانے (اس قسم کے عذابوں) کا انتظار کریں۔

دوسری حدیث میں ہے کہ جب بیت المال کا مال ذاتی دولت بن جائے اور امانت کو مال غنیمت سمجھا جائے اور زکوٰۃ تاوان بن جائے اور علم کو دین کے واسطے نہ سیکھا جائے (بلکہ دنیوی اغراض مال و دولت وجاہت وغیرہ کے لئے سیکھا جائے) بیوی کی اطاعت ہو اور ماں کی نافرمانی۔ یاروں سے قرب ہو اور باپ سے دوری ہو۔ مسجدوں میں شور وشغب ہونے لگے فاسق لوگ سردار بن جائیں۔ رذیل لوگ قوم کے ذمہ دار

{ Telegram } >>> https://t.me/pasbanehaq1

بن جائیں۔ برائی کے ڈر سے آدمی کا اعزاز کیا جائے۔ گانے والیاں اور باجے کھلم کھلا استعمال کئے جائیں۔ شرابیں پی جائیں۔ اور اُمت کے پہلے لوگوں کو بُرا بھلا کہا جائے تو اس وقت سرخ آندھی اور زلزلہ اور زمین میں دھنس جانے اور صورت مسخ ہو جانے اور آسمان سے پتھر برسنے کا انتظار کریں۔ تیسری حدیث میں ان دونوں کے قریب قریب مضمون ہے اور یہ بھی ہے کہ کم عمر بچے ممبروں پر وعظ کہنے لگیں۔

## فائدہ

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے جن امور کو شمار کیا ہے ان میں سے کوئی بھی ایسا ہے جو اس زمانہ میں نہایت شد و مد سے شائع نہیں ہے۔ ایک ایک جز کو ان اجزاء میں سے لو اور دنیا کے حالات پر نظر کرو تو یہ معلوم ہوگا کہ ساری دنیا اسی میں مبتلا ہے۔

حضرت عبداللہ بن عباس فرماتے ہیں کہ جس قوم میں خیانت کا غلبہ ہوگا اللہ تعالیٰ اس قوم کے دلوں میں دشمنوں کا خوف ڈالدیں گے اور جس قوم میں زنا کی کثرت ہوگی اس قوم میں اموات کی کثرت ہوگی اور جو جماعت ناپ تول میں کمی کرے گی اس کی روزی میں کمی ہوگی اور جو جماعت حق کے خلاف فیصلے کریگی اس میں قتل کی کثرت ہوگی۔ اور جو لوگ بدعہدی میں مبتلا ہونگے ان پر اللہ جل شانہٗ کسی دشمن کو مسلط فرما دیں گے (مشکوٰۃ) حضرت ابن عمرؓ فرماتے ہیں کہ حضور اقدس صلی اللہ

{ Telegram } >>> https://t.me/pasbanehaq1

علیہ وسلم ایک مرتبہ (خاص طور سے) متوجہ ہوئے اور ارشاد فرمایا اے مہاجرین کی جماعت پانچ چیزیں ایسی ہیں کہ جب تم ان میں مبتلا ہو جاؤ گے اور خدانہ کرے کہ تم ان میں مبتلا ہو (تو ان کے عذاب مسلط ہو جائیں گے) ایک یہ کہ جس قوم میں فاحشہ (زنا وغیرہ) کھلم کھلا ہونے لگے اس میں طاعون اور ایسی نئی نئی بیماریاں ہونگی جو پہلے کبھی نہ سنی ہونگی اور جو جماعت ناپ تول میں کمی کرے گی وہ قحط اور مشقت اور بادشاہ کے ظلم میں مبتلا ہوگی اور جو لوگ زکوٰۃ روکیں گے اُن سے بارش بھی روک لی جائے گی اگر (بے زبان) جانور نہ ہوں تو ذرا بھی ان پر بارش نہ برسائی جائے (مگر جانوروں کی ضرورت سے تھوڑی بہت ہوگی) اور جو لوگ اللہ اور اس کے رسول کے عہد کو توڑیں گے وہ دشمنوں میں گھر جائیں گے اور جو لوگ ناحق کے احکام جاری کریں گے وہ خانہ جنگی میں مبتلا ہوں گے (ترغیب) اور یہ مضمون تو متعدد روایات میں آیا ہے کہ زنا کی کثرت فقر کو پیدا کرتی ہے۔ ایک حدیث میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے جو قوم بدعہدی کرتی ہے اس میں آپس میں خونریزی ہوتی ہے اور جس قوم میں فحش (زنا وغیرہ) کی کثرت ہوتی ہے اس میں اموات کی کثرت ہوتی ہے اور جو جماعت زکوٰۃ کو روک لیتی ہے ادا نہیں کرتی اس سے بارش روک لی جاتی ہے۔ ایک حدیث میں ہے کہ جن لوگوں میں رشوت کی کثرت ہوتی ہے ان کے دلوں پر رعب کا غلبہ ہوتا ہے وہ (ہر شخص سے مرعوب رہتے ہیں) حضرت کعبؓ کہتے ہیں کہ اس اُمت کی ہلاکت

{ Telegram } >>> https://t.me/pasbanehaq1

بدعہدی سے ہوگی (درمنثور)

ایک حدیث میں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد نقل کیا گیا ہے کہ اس اُمت میں ایک جماعت رات کو کھانے پینے اور لہو لعب میں مشغول ہوگی اور صبح کو بندر اور سور کی صورتوں میں تبدیل ہو جائے گی۔ اور بعض لوگوں کو زمین میں دھنس جانے کا عذاب ہوگا۔ لوگ کہیں گے کہ آج رات فلاں خاندان دھنس گیا اور فلاں گھر دھنس گیا اور بعض لوگوں پر آسمان سے پتھر برسائے جائیں گے جیسے کہ قوم لوط پر برسائے گئے تھے اور بعض لوگ آندھی سے تباہ ہونگے۔ اور یہ سب کچھ کیوں ہوگا ان حرکتوں کی وجہ سے، شراب پینے کی وجہ سے ریشمیں لباس پہننے کی وجہ سے، گانے والیاں رکھنے کی وجہ سے، سود کھانے کی وجہ سے اور قطع رحمی کی وجہ سے (حاکم نے اس حدیث کو صحیح لکھا ہے)

(درمنثور) ایک حدیث میں ہے کہ جس طاعت کا ثواب سب سے زیادہ جلدی ملتا ہے وہ صلہ رحمی ہے۔ حتیٰ کہ بعض گھرانے والے گنہگار ہوتے ہیں لیکن صلہ رحمی کی وجہ سے ان کے مال بھی بڑھ جاتے ہیں اور اولاد کی بھی کثرت ہو جاتی ہے اور سب سے زیادہ جلد عذاب لانے والے گناہ ظلم ہے اور جھوٹی قسم ہے کہ یہ مال کو بھی ضائع کرتے ہیں اور عورتوں کو بانجھ کر دیتے ہیں (کہ اولاد پیدا نہیں ہوتی) اور آبادیوں کو خالی کر دیتے ہیں (درمنثور) یعنی اموات کی کثرت ہوتی ہے۔ ایک حدیث میں آیا ہے کہ ہر گناہ کا عذاب حق تعالیٰ شانہٗ جب تک چاہتے ہیں مؤخر فرما دیتے ہیں لیکن والدین

{ Telegram } >>> https://t.me/pasbanehaq1

کی نافرمانی کا وبال بہت جلد ہوتا ہے۔ زندگی ہی میں مرنے سے پہلے پہلے اسکا وبال بھگتنا پڑتا ہے (درمنثور) حضورؐ کا ارشاد ہے کہ تم عفیف رہو تو تمہاری عورتیں بھی عفیف رہیں گی۔ تم اپنے والدین کی ساتھ نیکی کا برتاؤ کرو تو تمہاری اولاد بھی تمہارے ساتھ نیکی کا برتاؤ کریگی (در)

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے اور کتنے اہتمام سے فرمایا ہے۔ فرماتے ہیں اس ذات کی قسم جس کے قبضہ میں میری جان ہے کہ تم لوگ نیک کاموں کا حکم کرتے رہو (لوگوں کو تبلیغ کرتے رہو) اور بُری باتوں سے روکتے رہو ورنہ حق تعالیٰ شانہٗ تم پر عذاب نازل فرمائیں گے اور تم لوگ اس وقت دعاء بھی کرو گے تو قبول نہ ہوگی۔ دوسری حدیث میں ہے کہ تم لوگ اَمر بالمعروف اور نہی عن المنکر (نیک کاموں کے کرنے کا حکم اور بری باتوں سے روکنا) کرتے رہو اس سے قبل کہ ایسا وقت آجائے کہ جس میں تم دعا کرو تو وہ بھی قبول نہ ہو، ایک حدیث میں ہے کہ حق تعالیٰ شانہٗ چند آدمیوں کے کسی (ناجائز) کام کے کرنے سے عام عذاب نازل نہیں فرماتے جب تک کہ ان لوگوں کے سامنے وہ کام کیا جائے اور وہ اسکے روکنے پر قادر ہوں اور نہ روکیں اور جب یہ نوبت آجائے تو پھر عام وخاص سب ہی کو عذاب ہوتا ہے (در) یہی اسباب ہیں جن کی وجہ سے آجکل نئی نئی آفات، زلزلے، طوفان، قحط، ریلوں کا ٹکرانا وغیرہ وغیرہ ایسے ایسے حوادث روزمرّہ کے ہوگئے ہیں جن کی حد نہیں۔ نئے نئے امراض، نئے نئے مصائب ایسے روزافزوں ہیں جو پہلے کبھی برسوں

{ Telegram } >>> https://t.me/pasbanehaq1

میں بھی نہیں پیش آتے تھے۔ اخبار بین حضرات اس سے بہت زیادہ واقف ہیں اور چونکہ امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کا دروازہ بھی تقریباً بند ہے اس لئے دعاؤں کے قبول ہونے کی اُمید بھی مشکل ہے۔ نمازوں کے بعد دعاؤں کے اعلان کر دینے سے کیا کفایت ہو جبکہ دعا قبول نہ ہونے کے ہم اسباب خود اختیار کریں۔ بہت سی احادیث میں وارد ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے رشوت لینے والے اور رشوت دینے والے پر لعنت فرمائی ہے اور بعض روایات میں تیسرا شخص رائش یعنی جو درمیانی واسطہ رشوت دینے میں ہو اس پر بھی لعنت وارد ہوئی ہے۔ اب دیکھو کہ کتنے آدمی اس بلا میں مبتلا ہیں اور جن پر اللہ کا سچا اور مقبول رسول لعنت کرے ان کا کیا حشر ہوگا۔ ایک حدیث میں ہے کہ ظلم نہ کرو کہ تمہاری دعائیں قبول نہ ہونگی۔ دوسری حدیث میں ہے کہ اللہ جل شانہٗ ظالم کو مہلت دیتے ہیں۔ (شاید باز آجائے) لیکن جب پکڑتے ہیں پھر وہ چھوٹ نہیں سکتا۔ حق تعالیٰ شانہٗ کا ارشاد ہے۔ وَكَذٰلِكَ اَخْذُ رَبِّكَ اِذَا اَخَذَ الْقُرٰى وَهِيَ ظَالِمَةٌ ۭ اِنَّ اَخْذَهٗٓ اَلِيْمٌ شَدِيْدٌ ۝ اور آپ کے رب کی دارگیر ایسی ہی سخت ہے۔ جب وہ کسی بستی والوں پر جو ظالم ہوں دارگیر کرتا ہے بیشک اسکی پکڑ بڑی تکلیف دہ اور سخت ہے۔ اب دنیا کے مظالم کو دیکھو اور پھر سوچو کہ جب اللہ کی پکڑ سختی سے ہو تو مصائب اور پریشانیوں کی کیا انتہا ہو سکتی ہے۔ حدیث میں آیا ہے کہ مظلوم کی بددُعا قبول ہوتی ہے خواہ وہ فاجر ہی کیوں نہ ہو۔ ایک حدیث میں آیا ہے خواہ

{ Telegram } >>> https://t.me/pasbanehaq1

وہ کافر ہی کیوں نہ ہو (ترغیب۔ حصن حصین)

ایک حدیث میں آیا ہے اللہ جل جلالہٗ ارشاد فرماتے ہیں میرا غصہ اس شخص پر نہایت سخت ہوتا ہے جو کسی ایسے شخص پر ظلم کرے جو میرے سوا کوئی مددگار نہیں رکھتا۔ (معجم صغیر)

بترس از آہ مظلوماں کہ ہنگام دعا کردن ؎ اجابت از درِ حق بہر استقبال مے آید

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے جو زمین والوں پر رحم نہیں کرتا آسمان والے اس پر رحم نہیں کرتے (ترغیب) ایسی حالت میں جب مظلوموں کی بددعائیں روز افزوں ہوں اور آسمان والے رحم نہ کریں تو بجلیاں، اولے، طوفان جتنے بھی آئیں قرین قیاس ہے۔ حدیث میں وارد ہے کہ مظلوم کی بددعا سے بچتے رہو کہ اس کے قبول ہونے میں کوئی چیز حائل نہیں۔ ایک حدیث میں آیا ہے کہ مظلوم کی بددعا قبول ہوتی ہے چاہے وہ فاسق و فاجر ہی کیوں نہ ہو۔ ایک حدیث میں حق تعالیٰ شانہ کا ارشاد وارد ہوا ہے کہ میں مظلوم کی دعا کو رد نہیں کرتا خواہ وہ کافر ہی کیوں نہ ہو (حصن)

ایک حدیث میں وارد ہے میری امت خیر اور بھلائی پر رہے گی جب تک کہ ان میں حرامی بچوں (زنا کی اولاد) کی کثرت نہ ہو اور جب انکی کثرت ہوگی تو حق تعالیٰ شانہٗ اس امت کو ایک عام عذاب میں مبتلا فرمائیں گے (ترغیب) مخفی حرامکاریوں کا تو کیا ذکر کوئی بڑے سے بڑا شہر یا چھوٹے سے چھوٹا قصبہ بھی ایسا ہے جہاں کھلم کھلا علی الاعلان زنا کی کثرت اور حرامی بچوں کی پیداوار نہ ہوتی ہو اور میونسپلٹی کے مسلم ممبران اس پر

{ Telegram } >>> https://t.me/pasbanehaq1

مجبور نہ ہوں کہ اس بے پدری اولاد کی روز افزوں پیداوار کے لئے مستقل جگہوں کا انتظام کریں اور ان کے مکانات کے لئے وسیع جگہ مہیا کریں۔
حضورؐ کا ارشاد ہے کہ جس آبادی میں سود خواری اور زنا کاری علے الاعلان ہونے لگے تو سمجھ لو کہ وہاں کے لوگ اپنے اوپر اللہ کے عذاب کو اتار رہے ہیں (ترغیب) ذرا غور تو کرو کتنے آدمی ہیں جو اس بدکاری میں مبتلا ہیں اور کتنے مہذب اور شریف آدمی ہیں جو اس سیہ کاری کے لئے مکانات کرایہ پر دیتے ہیں اور کتنے دیندار میونسپل کمشنر ایسے ہیں جو اس ذلیل کام کے لئے جگہوں کا انتظام کرنے پر مجبور ہیں۔

بہت سی صحیح حدیثوں میں وارد ہے کہ جس گھر میں کتا ہو یا تصویر ہو (رحمت کے) فرشتے اس میں داخل نہیں ہوتے ابو وائلؒ کہتے ہیں کہ میں حضرت عمرؓ کے ساتھ ملک شام کے ایک غزوہ میں شریک تھا ایک جگہ ٹھیرنا ہوا وہاں کا رئیس حضرت عمرؓ کو تلاش کرتا ہوا (زیارت کے شوق میں) آیا۔ جب حضرت عمرؓ کے پاس پہونچا تو ان کو سجدہ کیا۔ حضرت عمرؓ نے فرمایا یہ سجدہ کیسا۔ اس نے عرض کیا کہ ہمارا اپنے بادشاہوں کے ساتھ یہی معمول ہے۔ حضرت عمرؓ نے فرمایا سجدہ اسی معبود کو کر جس نے تجھے پیدا کیا ہے۔ اس کے بعد اس نے درخواست کی کہ میں نے آپ کے لئے کھانا تیار کیا ہے۔ غریب خانہ پر تشریف لے چلیں۔ حضرت عمرؓ نے فرمایا۔ تیرے مکان میں تصویریں تو نہیں ہیں۔ اس نے عرض کیا تصویریں تو ہیں آپ نے فرمایا کہ ہم اس میں نہیں جاتے تو ایک قسم کا کھانا بھیجدینا اس نے بھیجدیا اور حضرت عمرؓ نے تناول فرمالیا

{ Telegram } >>> https://t.me/pasbanehaq1

(حاکم) اب دنیا کے مہذب مکانوں پر بھی ایک نگاہ ڈالو۔ کیا بغیر تصویر کے مکان کی آرائش ہو سکتی ہے اور مجال ہے کہ کوئی تنگ نظر مولوی ٹوک سکے۔ تم ہی بتاؤ کہ جب ہم رحمت کے دروازوں کو اپنے اوپر بند کرلیں اور عذابِ الٰہی کے نازل ہونے کے اسباب جتنے ممکن ہو سکیں اختیار کرتے رہیں۔ پھر ہماری پریشانیاں اور مصائب کیوں نہ روز افزوں ہوں۔ ہمارے اسلاف کا عمل یہ ہے کہ وہ کفار کے ان مکانوں میں بھی جانا گوارا نہ کریں جہاں تصاویر ہوں اور ہم ناخلفوں کا عمل یہ کہ مسلمان ہو کر اس ناجائز چیز سے مکان کو زینت دیتے ہیں۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ایک ایک ارشاد کو غور سے دیکھتے جاؤ اور اپنا اور دنیا کا جائزہ لیتے جاؤ اور اسلامی تعلیم کے کمال اور مسلمانوں کی دینی تعلیم سے حیرت انگیز اعراض پر تعجب میں بڑھتے جاؤ۔ حضورؐ کا ارشاد ہے کہ جب آفتاب نکلتا ہے تو دو فرشتے اسکے قریب کھڑے ہو کر اعلان کرتے ہیں۔ لوگو! اپنے رب کی طرف متوجہ ہو جاؤ۔ تھوڑا سا مال جو ضروریات کو کفایت کر جائے بہتر ہے اس کثیر مال سے جو لہو میں مشغول کرے اور جب آفتاب غروب ہوتا ہے تو اسکے قریب دو فرشتے کھڑے ہو کر دُعا کرتے ہیں اے اللہ (خیر میں) خرچ کرنے والے کو بدل عطا فرما اور روک کر رکھنے والے کے مال کو تلف کر (ترغیب) اب غور کرو جو لوگ بخل اور کنجوسی سے مصائب اور مشقتیں اُٹھا کر جمع کر کے رکھتے ہیں (اور اللہ کے راستہ میں خرچ نہیں کرتے) کس طرح اس مال کی بربادی کے لئے اپنے اُوپر پریشانیاں اور مصائب جمع کرتے ہیں

{ Telegram } >>> https://t.me/pasbanehaq1

کہ کبھی تو اس کے تلف ہونے کے واسطے کسی بیماری میں مبتلا ہو گئے تو حکیم ڈاکٹر دوا علاج میں سیکڑوں پر پانی پھر جاتا ہے اور اگر جھوٹی سچی مقدمہ بازی شروع ہو گئی تو سارا ہی اندوختہ نبٹ جاتا ہے۔ اور اگر کسی کے اپنے اعمال حسنہ کی وجہ سے اپنی حفاظت بھی رہی تو اولاد ایسی آوارہ ہوتی ہے کہ وہ باپ کی برسوں کی کمائی کو مہینوں کی عیاشی میں اڑا دیتی ہے۔ یہ فرضی قصے نہیں ہیں آئے دن کے واقعات ہیں کہ بڑوں نے محنت اور مشقت اٹھا کر لہو پسینہ ایک کر کے بہت سا مال جمع کیا اور اُنکے مرتے ہی ناخلف ورثہ نے برسوں کی کمائی مہینوں میں بلکہ ہفتوں میں اڑا دی۔ اسی لئے متعدد احادیث میں وارد ہوا ہے کہ آدمی کہتا ہے میرا مال میرا مال۔ حالانکہ اسکا مال صرف وہ ہے جو کھا لیا یا پہن لیا یا (اللہ کے راستہ میں خرچ کر کے) جمع کر لیا اس کے علاوہ جو کچھ ہے وہ دوسروں کا مال ہے (ترغیب)

حضرت علی کرم اللہ وجہہٗ کا ارشاد ہے کہ تو جو مال اپنی روزی سے زیادہ جمع کرے وہ دوسروں کا ہے اور تو خزانچی ہے (کتاب المخلات) سینکڑوں روایات کتب حدیث میں اس قسم کے مضامین کی وارد ہوئی ہیں کہ اپنی ضرورت سے زیادہ جو کچھ ہے وہ سب دوسروں پر خرچ کرنے کے واسطے ہے، جمع کرنے کے واسطے نہیں۔ کلام اللہ شریف میں ارشاد ہے۔ یَسْئَلُوْنَکَ مَاذَا یُنْفِقُوْنَ قُلِ الْعَفْوَ (سورۃ بقر رکوع ۲۷) آپ سے یہ لوگ پوچھتے ہیں کہ کیا خرچ کریں آپ کہدیں کہ جو بچے (یا جو سہل ہو) حضرت

{ Telegram } >>> https://t.me/pasbanehaq1

ابنِ عباس فرماتے ہیں کہ عفو وہ ہے جو اہل و عیال سے بچ جائے۔ یہاں ایک چیز پر اور بھی غور کرتے چلو کہ غریب کی مدد اور غربت کے ازالہ کا علاج جس کو آج کل بہت ہی اہمیت دی جا رہی ہے کیا اسلامی تعلیم سے بہتر کہیں ملتا ہے۔ ایک شخص کو مجبور کرنا کہ اس کو اپنی ضرورت سے زیادہ کچھ نہ رکھے اور برضا و رغبت سب کچھ غریبوں پر خرچ کر دے۔ دونوں نظریوں میں کتنا فرق ہے کہ پہلا ظلم محض ہے۔ دوسرا خیر محض۔ پہلے میں حوصلوں کو پست کرنا ہے مستعد لوگوں کو بے کار بنانا ہے اور دوسرے میں ہمتوں کو بلند کرنا ہے اور جو شخص جتنا بھی کما سکتا ہے اس سے زیادہ پیدا کرنے اور اپنی خوشی سے خرچ کرنے پر آمادہ کرنا ہے اور اس سے بڑھ کر یہ ہے کہ خرچ کرنے کی ترغیب میں اپنی ضرورت سے زیادہ ہی کی تخصیص نہیں ہے بلکہ اپنی ضرورتوں کو فنا کر کے دوسروں پر خرچ کرنا بھی اسلامی تعلیم ہے۔ چنانچہ قرآن پاک میں انصار کی مدح میں ارشاد ہے۔

يُؤْثِرُونَ عَلَىٰ أَنفُسِهِمْ وَلَوْ كَانَ بِهِمْ خَصَاصَةٌ (پ حشر ع ۱)

کہ اپنے اوپر ان کو (یعنی مہاجرین کو) ترجیح دیتے ہیں اگرچہ خود پر فاقہ ہی ہو۔ اور پھر یہ سب کچھ زبانی جمع خرچ نہیں ہے بلکہ حضورؐ نے خود بھی عمل کر کے دکھا دیا اور دوسروں سے عمل کرا دیا۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی پوری زندگی اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے عام حالات اسکے شاہد عدل ہیں۔ کتب حدیث کی کتاب الزہد اور کتاب الرقاق ان مضامین سے پُر ہیں اور کچھ نمونہ دیکھنا ہو تو حکایاتِ صحابہ میں چند واقعات لکھ چکا ہوں اس

{ Telegram } >>> https://t.me/pasbanehaq1

جگہ نہ تو یہ مضمون مقصود ہے اور نہ گنجائش۔ تبعًا ذکر آ گیا تھا۔ مجھے اس جگہ تو صرف یہ بتانا ہے کہ جس نوع کی پریشانیوں میں ہم مبتلا ہیں وہ ہماری اپنی ہی جمع کی ہوئی ہیں اور ایسے سچے پکے معتبر حاذق حکیم نے جس کا نسخہ نہ کبھی خطا کرتا ہے نہ کر سکتا ہے۔ صاف صاف امراض کے اسباب بھی بتا دیئے اور ان کے علاج بھی بتا دیئے اب اسباب مرض سے بچنا اور علاج کرنا طبیب کا کام نہیں ہے کوئی التفات نہ کرے تو اپنا نقصان کرتا ہے۔

حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے لَقَدْ جِئْتُكُمْ بِهَا بَيْضَاءَ نَقِيَّةً (مشکوٰۃ صـ۲۲) بالتحقیق میں تمہارے پاس ایسی شریعت لایا ہوں جو روشن اور صاف ہے دوسری جگہ ارشاد ہے۔ وَايْمُ اللّٰهِ لَقَدْ تَرَكْتُكُمْ عَلٰى مِثْلِ الْبَيْضَاءِ لَيْلُهَا وَنَهَارُهَا سَوَاءٌ (جمع الفوائد) اللہ کی قسم میں نے تمہیں ایسے (طریقہ پر) چھوڑا ہے (جو بالکل روشن) سفید ہے جس کا رات دن برابر ہے۔ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک ایک چیز پر تنبیہ فرما دی اور دین و دنیا کا کوئی جز ایسا نہیں چھوڑا ہے جس پر اس مختصر چند سالہ زندگی میں تبصرہ نہ فرما دیا ہو۔ حضورؐ کا ارشاد ہے کہ (نیک) اعمال کرنے میں جلدی کرو اور ایسے فتنوں کے پیدا ہونے سے (پہلے پہلے کر لو) جو اندھیری رات کے ٹکڑوں کی طرح ہونگے (کہ حق ناحق کا امتیاز مشکل ہو جائیگا) ان میں صبح کو آدمی مومن ہوگا شام کو کافر شام کو مومن ہوگا صبح کو کافر۔ اپنے دین کو تھوڑے سے دنیا کے سامان کے بدلے بیچ دیگا (ترغیب)

حضورؐ کا ارشاد ہے کہ مرنے سے پہلے پہلے اللہ کی طرف رجوع (اور توبہ)

{ Telegram } >>> https://t.me/pasbanehaq1

کرلو اور مشاغل کی کثرت سے پہلے پہلے اعمالِ صالحہ کرلو اور اللہ جل شانہٗ کو کثرت سے یاد کرکے اور مخفی اور علانیہ صدقہ کرکے اللہ کے ساتھ رابطہ جوڑ لو کہ ان چیزوں کی وجہ سے تم کو رزق بھی عطا کیا جائیگا۔ تمہاری مدد بھی کی جائیگی اور تمہارے نقصان کی بھی تلافی کردی جائیگی (ترغیب)

ایک حدیث میں آیا ہے کہ صدقہ کرنے سے مال کم نہیں ہوتا اور جو شخص ظالم کو معاف کردے حق تعالیٰ شانہٗ اسکی عزت بڑھاتے ہیں لہٰذا مظالم کو معاف کیا کرو۔ اللہ تعالیٰ تمہیں عزت عطا فرمائیگا اور جو شخص سوال کا دروازہ کھولتا ہے اس پر فقر کا دروازہ کھل جاتا ہے (معجم صغیر)

ایک حدیث میں آیا ہے کہ جب میری امت اپنے علماء سے بغض رکھنے لگے اور بازاروں کی تعمیر کو نمایاں کرنے لگے اور دراہم (روپیہ) جمع کرنے پر نکاح کرنے لگے (یعنی نکاح کرنے کے لئے بجائے دیانت تقویٰ اور دینداری کے مالدار ہونے کی رعایت ملحوظ ہو) تو حق تعالیٰ شانہٗ ان پر چار چیزیں مسلط فرمادیں گے۔ زمانہ کا قحط اور بادشاہ کا ظلم اور حکام کی خیانت اور دشمنوں کا حملہ (حاکم) حضرت علی کرم اللہ وجہہٗ کا ارشاد ہے کہ گناہ کا بدلہ عبادت میں سستی، روزی میں تنگی اور لذت میں کمی ہے (تاریخ الخلفاء)

حضرت انسؓ کہتے ہیں کہ میں نے دس سال حضور کی خدمت کی کبھی ترش روئی سے آپ مجھ سے پیش نہیں آئے۔ مجھے ارشاد فرمایا کہ وضو اچھی طرح کیا کر اس سے عمر میں اضافہ ہوگا اور تیرے محافظ فرشتے تجھ سے محبت کرنے لگے گے (طبرانی صغیر) اور نماز کا کچھ حصہ گھر میں مقرر کر اس سے گھر کی خیر میں اضافہ

{ Telegram } >>> https://t.me/pasbanehaq1

ہوگا اور جب گھر میں جایا کرے تو گھر کے لوگوں کو سلام کیا کرا سکی برکت تجھ پر بھی ہوگی اور گھر کے لوگوں پر بھی۔ نماز کے اہتمام میں جو دینی اور دنیوی برکات حضورؐ نے ارشاد فرمائی ہیں ان کا نمونہ دیکھنا ہو تو میرا رسالہ فضائل نماز دیکھیں یہاں اختصار کی وجہ سے ان کو ذکر نہیں کرتا۔ ان سب روایات سے یہ بات واضح ہے کہ جیسے معاصی اور گناہوں کی کثرت پریشانیوں اور حوادث کی کثرت کا سبب ہے۔ ایسے ہی طاعات اور عبادات دارین کی فلاح کا سبب ہے۔ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے

إِنَّ اللّٰهَ تَعَالٰى يَقُوْلُ يَا ابْنَ اٰدَمَ تَفَرَّغْ لِعِبَادَتِيْ اَمْلَاْ صَدْرَكَ غِنًى وَّاَسُدَّ فَقْرَكَ وَاِنْ لَّا تَفْعَلْ مَلَاْتُ يَدَيْكَ شُغْلًا وَّلَمْ اَسُدَّ فَقْرَكَ كَذَا فِي الْجَامِعِ الصَّغِيْرِ بِرِوَايَةِ اَحْمَدَ وَالتِّرْمِذِيِّ وَابْنِ مَاجَةَ وَالْحَاكِمِ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ وَرَقَمَ لَهٗ بِالْحُسْنِ

حق تعالیٰ شانہٗ کا ارشاد ہے اے آدم کی اولاد تو میری عبادت کیلئے فراغت (کے اوقات نکال لے) میں تیرے سینے کو غنا (اور بیفکری) سے پُر کردوں گا اور تیرے فقر (و فاقہ) کو دور کردوں گا اور اگر تو ایسا نہ کریگا (کہ میری عبادت کے لئے فارغ بنے) تو تجھے مشاغل میں پھنسادوں گا اور تیرا فقر زائل نہ کرونگا۔

یہ ارشاد خداوند (ہے اور اس مالک الملک اور قادر مطلق کا ارشاد ہے جس کے قبضہ و قدرت میں دنیا کی ہر چیز ہے۔ نیز اس کے ہم معنے اور بھی روایات ہیں جن میں دنیا کی فلاح و کامیابی کا مدار اللہ کی عبادت پر رکھا ہے۔ لیکن ہم لوگ دنیا کمانے کے واسطے عبادت ہی کے اوقات

{ Telegram } >>> https://t.me/pasbanehaq1

پر سب سے پہلے صفایا کرتے ہیں۔ جب اس طرح اللہ کی نافرمانیوں میں ہماری ترقیات ہوں تو پھر ہماری پریشانیوں اور تنگدستیوں میں کیوں نہ اضافہ ہو۔ دین سے بے پرواہ ہو کر مسلمان روٹی کا سوال حل کرنا چاہیں تو کیسے ممکن ہے جب روٹی دینے والا یہ کہے کہ میں نہ فقر کو دور کروں گا نہ دل کو مشاغل سے خالی کروں گا صحیح حدیث میں اللہ جل شانہٗ کا ارشاد وارد ہوا ہے کہ اگر بندے میری اطاعت (پوری پوری) کریں تو رات کو سوتے ہوئے ان پر بارش برساؤں اور دن میں آفتاب نکلا رہے (کہ کاروبار میں حرج نہ ہو) اور بجلی کی آواز بھی ان کے کان میں نہ پڑے (تاکہ ان کو ذرا سا بھی خوف وہراس نہ ہو) (جامع الصغیر) لیکن ہم لوگوں کی شامت اعمال کہ دن اور رات کا یہ نظم درکنار جگہ جگہ بارشوں کی قلت بڑھتی رہتی ہیں اور جہاں ہوتی ہیں سیلاب کی صورتوں میں بسا اوقات ہوتی ہیں۔

احیاء میں لکھا ہے کہ حضرت موسیٰ علیٰ نبینا وعلیہ الصلوٰۃ کے زمانہ میں ایک مرتبہ نہایت سخت قحط پڑا۔ حضرت موسیٰ بنی اسرائیل کے ساتھ تین دن تک استسقاء کی نماز کے لئے باہر تشریف لے جاتے رہے مگر بارش نہ ہوئی۔ تیسرے دن وحی آئی کہ اس جماعت میں ایک شخص چغلخور ہے اس کی وجہ سے تم لوگوں کی دعا قبول نہیں ہوتی۔ حضرت موسیٰ نے درخواست کی کہ اس کا علم ہو جائے تاکہ اس کو مجمع سے علیحدہ کر دیا جائے۔ ارشاد خداوندی ہوا کہ میں تمہیں چغلی سے منع کروں اور خود اس شخص کی چغلی

{ Telegram } >>> https://t.me/pasbanehaq1

کھاؤں۔ اس لئے تعیین نہیں کرتا۔ حضرت موسیٰ نے قوم سے خطاب فرما کر توبہ واستغفار کی تلقین فرمائی اور خصوصیت کے ساتھ چغلخوری سے سب سے توبہ کرائی۔ فوراً بارش شروع ہوگئی۔ حضرت سفیان ثوری سے نقل کیا گیا ہے کہ ایک مرتبہ بنی اسرائیل میں سات سال تک ایسا سخت قحط پڑا کہ کوڑیوں (گھوروں) پر سے مردار اٹھا کر لوگوں نے کھائے اور آدمیوں کے کھانے کی نوبت پہنچ گئی۔ لوگ پریشان حال جنگلوں اور پہاڑوں پر روزانہ دعاؤں اور استسقاء کی نمازوں کیلئے نکلتے تھے۔ حق تعالیٰ شانہٗ نے اس زمانہ کے انبیاء کی طرف وحی نازل فرمائی کہ تمہاری زبانیں دُعائیں کرتے کرتے کتنے ہی خشک ہوجائیں اور آسمانوں تک ہاتھ دُعاؤں کے لئے اُٹھ جائیں اس وقت تک میں کسی رونے والے پر بھی رحم نہیں کرونگا جب تک کہ آپس کے مظالم دور نہ کئے جائیں کتب تواریخ واحادیث میں اس قسم کے واقعات بکثرت موجود ہیں۔ الغرض سیکڑوں ---- روایات ہیں جن میں صاف طور سے اعمالِ حسنہ پر دارین کی فلاح اور اعمال سیئہ پر دارین کے نقصانات تفصیل سے بتا دیئے گئے ہیں ان روایات کا نہ احصا مجھ سے ممکن ہے نہ مقصود ہے غرض ان مثالوں کے ذکر کرنے سے یہ ہے کہ اگر مسلمانوں کے نزدیک نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشادات سچے ہیں تو پھر ہم لوگوں کا اپنے اُوپر کتنا صریح ظلم ہے کہ ہم خود اپنے افعال سے مہلکات میں پڑتے رہیں۔ نقصان دِہ امور اختیار کرتے رہیں اور زبان سے مسلمانوں کی تباہی کا گیت گاتے رہیں۔ ہماری مثال اس

{ Telegram } >>> https://t.me/pasbanehaq1

بیمار کی سی ہے جس کو اسہال کا مرض ہو وہ دمادم مسہل، دواؤں کا استعمال کرتا رہے اور شور مچاتا رہے کہ دست نہیں تھمتے۔ کوئی اس بے وقوف سے پوچھے کہ تو خود مسہلات کا استعمال کر رہا ہے تو یہ اطوار تھمنے کے ہیں یا بڑھنے کے۔ ہم انگریزوں کے مظالم کا رونا ہر وقت روتے ہیں اور آنے والی حکومت کے خطرات سے اور بھی زیادہ خائف ہیں لیکن کیا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کے متعلق ہم کو متنبہ نہیں فرمایا کیا حکومتوں کے اسباب اور اعمال کو واضح الفاظ میں نہیں بتا دیا۔ کیا حضور (رُوْحِیْ فِدَاہُ اَبِیْ وَاُمِّیْ) کی شفقت یا تعلیم و تنبیہ میں کسی قسم کی کمی ہے۔ حاشا وکلا حضور کا ارشاد ہے فرماتے ہیں۔ کَمَا تَکُوْنُوْنَ کَذٰلِکَ یُؤَمَّرُ عَلَیْکُمْ (مشکوٰۃ) وَلَہٗ طُرُقٌ فِی الْمَقَاصِدِ الْحَسَنَۃِ جیسے تم لوگ (اپنے اعمال کے اعتبار سے) ہوگے ویسے ہی تم پر حاکم بنائے جائیں گے۔ اس لئے اگر ہم اپنے اوپر بہترین افراد کی حکومت چاہتے ہیں تو اس کا واحد علاج بہترین اعمال ہیں اور کچھ نہیں۔ دوسری حدیث میں ارشاد ہے۔

عَنْ اَبِی الدَّرْدَاءِ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اِنَّ اللّٰہَ تَعَالٰی یَقُوْلُ اَنَا اللّٰہُ لَا اِلٰہَ اِلَّا اَنَا مَالِکُ الْمُلُوْکِ وَمَلِکُ الْمُلُوْکِ قُلُوْبُ الْمُلُوْکِ فِیْ یَدِیْ وَاِنَّ الْعِبَادَ اِذَا اَطَاعُوْنِیْ حَوَّلْتُ

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم ارشاد فرماتے ہیں کہ اللہ جل جلالہٗ عم نوالہٗ کا ارشاد ہے۔ میں اللہ ہوں میرے سوا کوئی معبود نہیں بادشاہوں کا مالک ہوں اور بادشاہوں کا بادشاہ ہوں بادشاہوں کے دل میرے ہاتھ میں ہیں بندے جب میری اطاعت

{ Telegram } >>> https://t.me/pasbanehaq1

قُلُوْبَ مُلُوْكِهِمْ عَلَيْهِمْ بِالرَّحْمَةِ وَالرَّافَةِ وَاِنَّ الْعِبَادَ اِذَا عَصَوْنِيْ حَوَّلْتُ قُلُوْبَهُمْ بِالسَّخَطَةِ وَالنَّقْمَةِ فَسَامُوْهُمْ سُوْءَ الْعَذَابِ فَلَا تَشْغَلُوْا اَنْفُسَكُمْ بِالدُّعَاءِ عَلَى الْمُلُوْكِ وَلٰكِنِ اشْغَلُوْا اَنْفُسَكُمْ بِالذِّكْرِ وَالتَّضَرُّعِ كَيْ اَكْفِيَكُمْ مُلُوْكَكُمْ رَوَاهُ اَبُوْ نُعَيْمٍ فِي الْحِلْيَةِ كَذَا فِي الْمِشْكٰوةِ۔ وَفِيْ مَجْمَعِ الزَّوَائِدِ بِرِوَايَةِ الطَّبْرَانِيِّ وَفِي الدُّرِّ الْمَنْثُوْرِ ص۱۸۹ اَخْرَجَ ابْنُ اَبِيْ شَيْبَةَ عَنْ مَالِكِ بْنِ مِغْوَلٍ قَالَ فِيْ زَبُوْرِ دَاوٗدَ مَكْتُوْبٌ اَنَا اللّٰهُ لَا اِلٰهَ اِلَّا اَنَا فَذَكَرَ مَعْنَاهُ

کرتے ہیں تو بادشاہوں کے دل ان پر رحمت اور مہربانی کے لئے پھیر دیتا ہوں اور جب میری نافرمانی کرتے ہیں تو بادشاہوں کے دل ان پر غصہ اور انتقام کے لئے پھیر دیتا ہوں جس سے وہ اُن کو سخت عذاب (اور تکالیف) پہونچانے لگتے ہیں اس لئے تم بجائے بادشاہوں پر بددعائیں کرنے کے میرے ذکر کی طرف متوجہ ہو اور (میری طرف) عاجزی (اور زاری) کرو تاکہ میں اُنکی تکالیف سے تمہیں محفوظ رکھوں۔ مالک ابن مغول کہتے ہیں کہ میں نے حضرت داؤدؑ کی زبور میں یہی مضمون پڑھا ہے۔

اس قسم کے مضامین بھی متعدد روایات میں وارد ہوئے۔ دعا ماثورہ میں ہے اَللّٰهُمَّ لَا تُسَلِّطْ عَلَيْنَا بِذُنُوْبِنَا مَنْ لَا يَرْحَمُنَا اے اللہ ہمارے اوپر ہمارے گناہوں کی وجہ سے ایسے لوگوں کو مسلط نہ فرما جو ہم پر رحم نہ کریں۔ حق جل وعلا کا ارشاد ہے۔ وَكَذٰلِكَ نُوَلِّيْ بَعْضَ الظّٰلِمِيْنَ بَعْضًا بِمَا كَانُوْا يَكْسِبُوْنَ (س انعام ع ۱۵) اسی طرح

{ Telegram } >>> https://t.me/pasbanehaq1

ہم بعض ظالموں کو بعض ظالموں پر ان کے اعمال کی وجہ سے حاکم بنا دیتے ہیں۔ اسکی تفسیر میں مختلف اقوال ہیں۔ صاحب جلالین وغیرہ نے یہی تفسیر اختیار کی ہے۔ حضرت قتادہ فرماتے ہیں کہ ظالم جنوں کو ظالم انسانوں پر مسلط کر دیتے ہیں اور اعمش فرماتے ہیں کہ جب لوگوں کے اعمال خراب ہو جاتے ہیں تو ان پر بدترین لوگوں کو حاکم بنایا جاتا ہے۔

حضرت عمرؓ فرماتے مجھ سے یہ بیان کیا گیا ہے کہ حضرت عیسیٰ یا حضرت موسیٰ علیہما السلام نے اللہ جل شانہ سے دریافت کیا کہ لوگوں سے آپ کے راضی ہونے کی علامت کیا ہے ارشاد ہوا کہ کھیتی بونے کے وقت ان پر بارش نازل کرتا ہوں اور کاٹنے کے وقت روک لیتا ہوں۔ ان کے انتظامی امور حلیم لوگوں کے سپرد کرتا ہوں اور ان کے اموال عامہ کو کریم لوگوں کے سپرد کرتا ہوں۔ انہوں نے پوچھا کہ آپ کے ان سے ناراض ہونے کی کیا علامت ہے۔ ارشاد ہوا کہ کھیتی بونے کے وقت بارش کو روک لیتا ہوں اور کاٹنے کے وقت برساتا ہوں اور اُن کے انتظامی امور کو بے وقوفوں کے سپرد کرتا ہوں اور اموال عامہ کو بخیلوں کے حوالہ کر دیتا ہوں۔ (در)

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ تم لوگ نیک کاموں کا حکم کرتے رہو اور بری باتوں سے روکتے رہو ورنہ اللہ جل جلالہٗ بدترین لوگوں کو تمہارا حاکم بنا دیں گے۔ پھر تمہارے بہترین لوگ بھی دُعائیں کریں گے تو قبول نہ ہونگی (جامع) جن لوگوں کو یہ اشکال دامنگیر رہتا ہے کہ یہ بزرگ

{ Telegram } >>> https://t.me/pasbanehaq1

دعا کیوں نہیں کرتے یا انکی دُعا قبول کیوں نہیں ہوتی وہ اس پر بھی غور کر لیا کریں کہ وہ خود نیک کاموں کا کتنا حکم کرتے ہیں اور بری باتوں سے کتنا روکتے ہیں اور یہ چیز جب چھوٹ گئی تو دُعاؤں کے قبول ہونے کی اُمید بے محل ہے ایک حدیث میں وارد ہے۔

وَ اِذَا اَرَادَ اللّٰہُ بِقَوْمٍ خَیْرًا وَلّٰی عَلَیْھِمْ حُلَمَائَھُمْ وَقَضٰی بَیْنَھُمْ عُلَمَائُھُمْ وَجَعَلَ الْمَالَ فِیْ سُمَحَائِھِمْ وَ اِذَا اَرَادَ بِقَوْمٍ شَرًّا وَلّٰی عَلَیْھِمْ سُفَھَائَھُمْ وَقَضٰی بَیْنَھُمْ جُھَّالُھُمْ وَجَعَلَ الْمَالَ فِیْ بُخَلَائِھِمْ کَذَا فِی الْجَامِعِ بِرِوَایَۃِ الدَّیْلَمِیِّ وَرَقَمَ لَہٗ بِالضُّعْفِ وَفِیْ رِوَایَۃٍ اِنَّ اللّٰہَ تَعَالٰی اِذَا غَضِبَ عَلٰی اُمَّۃٍ لَمْ یُنْزِلْ بِھَا عَذَابَ خَسْفٍ وَلَا مَسْخٍ غَلَتْ اَسْعَارُھَا وَیُحْبَسُ عَنْھَا اَمْطَارُھَا وَیَلِیْ عَلَیْھَا اَشْرَارُھَا کَذَا فِی الْجَامِعِ بِرِوَایَۃِ ابْنِ عَسَاکِرَ عَنْ عَلِیٍّ وَرَقَمَ لَہٗ بِالضُّعْفِ لٰکِنْ

جب اللہ جل شانہ کسی قوم کی بہبود کا ارادہ فرماتے ہیں تو حلیم لوگوں کو حاکم بناتے ہیں (کہ غصہ میں بے قابو نہ ہو جائیں) اور علماء ان کے درمیان فیصلے کرتے ہیں (کہ علم کی روشنی میں حق کے موافق فیصلہ کریں) اور مال سخی لوگوں کے قبضہ میں کر دیتے ہیں (کہ ہر شخص کو اسکی سخاوت سے نفع حاصل ہو) اور جب کسی قوم کی (بداعمالیوں کی وجہ سے) برائی مدِنظر ہوتی ہے تو بیوقوفوں کو حاکم بنا دیا جاتا ہے اور جاہلوں کے ہاتھ میں انکے فیصلے ہو جاتے ہیں اور مال بخیلوں کو دیدیا جاتا ہے۔ دوسری حدیث میں ہے جب کسی جماعت پر اللہ جل شانہٗ کا غصہ

{ Telegram } >>> https://t.me/pasbanehaq1

رَأَيْتُ اَنَّ الْحَدِيْثَ لَهُ طُرُقًا عَدِيْدَةً بِاَسَانِيْدَ شَتّٰى وَتَاَيَّدَ بِقَوْلِهٖ تَعَالٰى وَكَذٰلِكَ نُوَلِّيْ بَعْضَ الظّٰلِمِيْنَ الْاٰيَةَ عَلٰى مَا وَرَدَ تَفْسِيْرُهٗ فِيْ عِدَّةِ اٰثَارٍ فِي الدُّرِّ الْمَنْثُوْرِ وَغَيْرِهٖ وَفِيْ مَجْمَعِ الزَّوَائِدِ عَنْ جَابِرٍ رَفَعَهٗ اِنَّ اللّٰهَ عَزَّوَجَلَّ يَقُوْلُ اَنْتَقِمُ مِمَّنْ اَغْضَبُ بِمَنْ اَغْضَبُ ثُمَّ اَصِيْرُ كُلًّا اِلَى النَّارِ رَوَاهُ الطَّبْرَانِيُّ فِي الْاَوْسَطِ وَفِيْهِ اَحْمَدُ بْنُ بَكْرٍ الْبَاسِيُّ ضَعِيْفٌ۔

ہوتا ہے اور آخری عذاب مثلاً دھنس جانا یا صورتوں کا مسخ ہوجانا نازل نہیں ہوتا تو نرخ میں گرانی کردیتے ہیں اور بارش کو روک لیتے ہیں اور بدترین لوگوں کو حاکم بنا دیتے ہیں۔ ایک حدیث میں اللہ جل جلالہٗ کا ارشاد نقل کیا گیا ہے کہ میں ایسے لوگوں کے ذریعہ جو مغضوب ہیں (یعنی ان پر میرا غضب ہے) دوسرے مغضوبوں سے انتقام لیتا ہوں پھر سب کو جہنم میں ڈالدیتا ہوں۔

اسی لئے ایک حدیث میں وارد ہے۔ لَا تَسُبُّوا الْاَئِمَّةَ وَادْعُوا اللّٰهَ لَهُمْ بِالصَّلَاحِ فَاِنَّ صَلَاحَهُمْ لَكُمْ صَلَاحٌ (كَذَا فِي الْمَجْمَعِ ——— وَفِي الْجَامِعِ بِرِوَايَةِ الطَّبْرَانِيِّ عَنْ اَبِيْ اُمَامَةَ ارشاد ہے کہ حکام کو گالیاں نہ دو بلکہ اُن کے لئے صلاحیت کی دعا کرو کہ ان کی صلاحیت میں تمہاری صلاح بھی مضمر ہے۔ (یعنی گالیاں دینے سے تو انکی درستی ہونے سے رہی) دوسری حدیث میں وارد ہے۔ لَا تَشْغَلُوْا قُلُوْبَكُمْ بِسَبِّ الْمُلُوْكِ وَلٰكِنْ تَقَرَّبُوْا اِلَى اللّٰهِ بِالدُّعَاءِ لَهُمْ

{ Telegram } >>> https://t.me/pasbanehaq1

يَعْطِفُ اللّٰهُ قُلُوْبَهُمْ عَلَيْكُمْ كَذَا فِي الْجَامِعِ بِرِوَايَةِ اِبْنِ النَّجَّارِ عَنْ عَائِشَةَ اپنے قلوب کو سلاطین اور بادشاہوں کو گالیاں دینے میں مشغول نہ کرو بلکہ اللہ کی طرف تقرب حاصل کرو اور متوجہ ہو کر ان کے لئے دعاءِ خیر کرو کہ حق تعالیٰ شانہٗ ان کے دلوں کو تمہارے اوپر مہربان کر دیں۔

مکی ابن ابراہیم کہتے ہیں کہ ہم ابن عون کے پاس بیٹھے تھے لوگوں نے بلال بن ابی بردہ کا ذکر شروع کر دیا اور اُس کو بُرا بھلا کہنے لگے۔ ابن عون چپ بیٹھے رہے۔ لوگوں نے کہا کہ تمہاری ہی وجہ ہے ہم اس کو بُرا بھلا کہتے ہیں کہ اس نے تم پر زیادتی کی۔ ابن عون کہنے لگے کہ میرے اعمالنامہ میں ہر کلمہ لکھا جاتا ہے اور قیامت کے دن وہ پڑھا جائیگا۔ مجھے یہ زیادہ پسند ہے کہ اس میں کسی کو بُرا بھلا کہنے کے بجائے لا الٰہ الا اللہ (کثرت سے) نکلے (احیاء)

ایک بزرگ کے سامنے کوئی شخص حجاج ظالم کو بد دُعا دینے لگا۔ انہوں نے فرمایا ایسا نہ کرو۔ یہ جو کچھ ہو رہا ہے تمہارے ہی اعمال کا نتیجہ ہے، مجھے یہ خوف ہے کہ اگر حجاج معزول ہو جائے یا مر جائے تو تم پر بندر اور سور نہ حاکم بنا دیئے جائیں (مقاصد حسنہ) اور اعمالکم عمالکم تو ضرب المثل ہے۔ بعض لوگوں نے اس کو حدیث بھی بتایا ہے۔ مطلب یہ ہے کہ تمہارے اعمال تمہارے حاکم ہیں جیسے اعمال ہونگے ویسے ہی حکام مسلط کئے جائیں گے[۹۰]۔ الغرض مجھے ان چیزوں کا

---

[۹۰] نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ جو شخص اللہ سے ڈرتا ہے (تقویٰ اختیار کرتا ہے) حق تعالیٰ شانہٗ ہر چیز کے اندر اسکا خوف پیدا کر دیتے ہیں اور جو اللہ سے نہیں ڈرتا اس کے دل میں ہر چیز کا خوف پیدا کر دیتے ہیں (در منثور) صـ۹۹۔

{ Telegram } >>> https://t.me/pasbanehaq1

احاطہ مقصود نہیں ہے مجھے مثال کے طور پر یہ بتانا ہے کہ جس قسم کی پریشانیاں حوادث، مصائب ہم پر نازل ہو رہے ہیں اور مسلمان ان میں مبتلا ہیں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشادات میں ان سب پر تنبیہ ہے احادیث کی کتب ان مضامین سے پُر ہیں۔ حضورؐ نے صاف صاف فرمادیا ہے کہ اللہ کی نافرمانیاں دنیا میں مصائب کا سبب ہیں اور نیک اعمال دُنیا میں بھی فلاح کا ذریعہ ہیں اور پھر خاص خاص گناہوں پر خاص خاص حوادث اور مصائب بھی بتا دیئے ہیں اور مخصوص طاعات پر مخصوص انعامات کا ترتب بھی ارشاد فرمادیا ہے ہم لوگ حوادث کی شکایات کا طومار باندھ دیں اور انعامات کی ہر وقت اُمید لگائے بیٹھے رہیں لیکن جن امور پر یہ چیزیں مرتب ہیں اُن سے یکسر غافل رہیں بلکہ ان کا مقابلہ کریں اُن کو دیدہ و دانستہ چھوڑیں اور کوئی تنبیہ کرے تو اسکی جان کو آجائیں تو ہماری مثال بالکل اسی شخص کی سی ہے جو اسہال کا مریض ہو اور ہر دو گھنٹہ بعد ایک تولہ سقمونیا کھالے اور شور مچائے کہ اسہال تھمتے نہیں اور کوئی سقمونیا کھانے کو منع کرے تو اس کو بے وقوف بتائے۔ حیرت ہے کہ ایک معمولی طبیب کسی چیز کے متعلق کہدے کہ یہ نقصان کرتی ہے ایک کافر ڈاکٹر اعلان کردے کہ آج کل امرود کھانے سے ہیضہ ہوجائیگا تو اچھے اچھے سورماؤں کی ہمت امرود کھانے کی نہ ہو۔ ایک بھنگی یہ کہدے کہ اس گلی میں بہت بڑا کالا سانپ ہے تو اچھے اچھے بہادروں کی جرأت نہ ہو کہ اس گلی میں چلے جائیں۔ ایک جاہل گاؤدی کہدے کہ اس سڑک پر ایک شیر بیٹھا ہے تو اس طرف کا راستہ چلنے کی ہمت نہ ہو۔ بڑی

{ Telegram } >>> https://t.me/pasbanehaq1

بہادری یہ ہوگی کہ دو چار ساتھیوں کے ساتھ دو تین بندوقیں لیکر ادھر کا رخ کیا جائے لیکن اللہ جل جلالہٗ کا پاک اور سچا رسول وہ شفیق اور حکیم مربی جس کو ہر وقت اُمت کی بہبود کی فکر ہے اور اس کا اہتمام ہے وہ امت کو نفع دینے والی چیزوں کا حکم کرے نقصان رساں امور سے روکے۔ لیکن امّت اپنی نیاز مندی اور جاں نثاری کے لمبے چوڑے دعوؤں کے باوجود ان ارشادات کی پرواہ نہ کرے کتنا صریح ظلم ہے آج گورنمنٹ کی طرف سے ایک اعلان جاری ہوجائے کہ فلاں نوع کی تقریر جرم ہے دس سال کی قید ہوگی۔ اچھے اچھے بہادر کامیاب لیڈر اور اڈیٹر سوچ سوچ کر مضمون لکھیں گے اور تقریریں بچا بچا کر الفاظ لائیں گے۔ لیکن ساری دنیا کا مالک بادشاہوں کا بادشاہ جس کے قبضۂ قدرت میں ساری حکومتیں اور سارے بادشاہ ہیں سختی سے ایک حکم فرماتا ہے۔ قرآن پاک میں سود کے لینے والے کو اپنی طرف سے اعلانِ جنگ کرتا ہے اور حدیث قدسی میں اللہ والوں کی مخالفت اور دشمنی کو اپنے ساتھ جنگ بتاتا ہے۔ سودی معاملات کرنے والوں پر لعنت کرتا ہے شراب کے بارے میں دس آدمیوں کو اپنی لعنت کا مستحق قرار دیتا ہے کتنے آدمی ہیں جن کے دِل پر کچھ بھی چوٹ اس چیز کی لگتی ہے کہ ہم کیا کر رہے ہیں اور ہم پر کیا کیا مصائب ان امور کے بدلے میں آنے والے ہیں۔ ہر شخص خود ہی غور کرلے کسی دوسرے کے بتانے کی چیز نہیں۔ اور اگر ان چیزوں کو چھوڑنے کے بجائے ان میں ترقیات ہیں

{ Telegram } >>> https://t.me/pasbanehaq1

تو اللہ سے لڑنے کے لئے اسکی اور اس کے رسول کی لعنت برداشت کرنے کے لئے مصیبتیں، ذلتیں، نکبتیں، آفتیں جھیلنے کے لئے تیار رہنا چاہیئے ع اے باد صبا ایں ہمہ آوردۂ تست

**تنبیہ :** ایک اشکال اس جگہ عوام کو پیش آتا ہے بلکہ بعض خواص بھی اس میں مبتلا ہو جاتے ہیں وہ یہ کہ یہ حسنات اور سیئات (خوبیاں اور برائیاں) جن کا اُوپر ذکر کیا گیا ہے جیسا کہ مسلمانوں کے لئے نافع اور نقصان رساں ہیں ایسی ہی کافروں کے لئے بھی ہیں اور ہونا چاہئیں کہ نقصان دہ چیز بہر حال نقصان دہ ہے پھر اسکی کیا وجہ ہے کہ کفار باوجود ان بداعمالیوں میں مبتلا ہونے کے خوشحال ہیں دنیا میں فلاح یافتہ ہیں ترقی یافتہ ہیں اور مسلمان بدحال ہیں خستہ حال ہیں اور ان کی پریشانیاں بڑھتی جارہی ہیں اور بعض جاہل تو اس اشکال میں ایسے پھنسے ہیں کہ اُنہوں نے اس منظر کو دیکھ کر ساری ہی شریعات اور احادیث کا انکار کر دیا۔ اُنہوں نے دنیوی فلاح کفار میں دیکھ کر انہیں چیزوں کو باعث فلاح قرار دیدیا جو کفار میں پائی جاتی ہیں لیکن درحقیقت اس اشکال کا منشا بھی اسلامی تعلیم سے ناواقفیت یا ذہول ہے۔ اسلامی تعلیم اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاک ارشادات میں کوئی چیز بھی ایسی نہیں چھوڑی گئی جو پوری وضاحت سے ارشاد نہ فرمادی گئی ہو، مگر اس کے معلوم کرنے کی فرصت کس کو ہے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ ایک نبی علیہ السلام نے اللہ جل جلالہٗ سے یہی اشکال عرض کیا تھا کہ اے اللہ تیرے

{ Telegram } >>> https://t.me/pasbanehaq1

ایک بندہ مسلمان ہوتا ہے۔ نیک اعمال بھی کرتا ہے تو اس سے دنیا تو ہٹا لیتا ہے اور بلائیں اس پر مسلط کر دیتا ہے اور ایک بندہ تیرا کافر ہوتا ہے وہ تیری نافرمانی بھی کرتا ہے تو اس سے بلائیں ہٹا لیتا ہے اور دنیا اسکو عطا فرما دیتا ہے۔ حق تعالیٰ شانہٗ نے وحی بھیجی کہ میرے مومن بندہ کے لئے کچھ سیئات ہوتی ہیں ان کی وجہ سے میں یہ معاملہ کرتا ہوں تاکہ جب وہ میرے پاس پہونچے تو اسکی خوبیوں کا بدلہ دوں اور کافر کے لئے بھی کچھ خوبیاں ہوتی ہیں اس لئے یہ معاملہ اسکے ساتھ کرتا ہوں تاکہ جب وہ میرے پاس آئے تو اس کی بُرائیوں کا بدلہ دوں (مجمع الزوائد)

دوسری حدیث میں وارد ہے :-

| | |
|---|---|
| اِنَّ اللّٰہَ لَا یَظْلِمُ الْمُؤْمِنَ حَسَنَۃً یُعْطٰی عَلَیْھَا فِی الدُّنْیَا وَیُثَابُ عَلَیْھَا فِی الْاٰخِرَۃِ وَاَمَّا الْکَافِرُ فَیُطْعَمُ بِحَسَنَاتِہٖ فِی الدُّنْیَا حَتّٰی اِذَا اَفْضٰی اِلَی الْاٰخِرَۃِ لَمْ تَکُنْ لَہٗ حَسَنَۃٌ یُعْطٰی بِھَا خَیْرًا کَذَا فِی الْجَامِعِ الصَّغِیْرِ بِرِوَایَۃِ مُسْلِمٍ وَاَحْمَدَ عَنْ اَنَسٍ وَرَقَمَ لَہٗ بِالصِّحَّۃِ وَالْمِشْکٰوۃِ۔ | حق تعالیٰ شانہٗ مومن کی کسی نیکی میں کمی نہیں فرماتے مومن اس نیکی کے طفیل دنیا میں بھی (فلاح اور کامیابی) دیا جاتا ہے اور آخرت میں اسکا ثواب علیحدہ دیا جائیگا اور کافر اپنی اچھی عادتوں کی وجہ سے دنیا میں روزی عطا کیا جاتا ہے لیکن جب آخرت میں پہونچیگا تو ایمان نہ ہونیکی وجہ سے جو آخرت کے ثواب کی شرط ہے) کوئی بھی نیکی نہیں ہوگی جسکی وجہ سے ثواب دیا جا سکے۔ |

{ Telegram } >>> https://t.me/pasbanehaq1

دوسری حدیث میں ارشاد ہے:-

وَفِیْ رِوَایَۃٍ اِذَا اَرَادَ اللّٰہُ بِعَبْدِہِ الْخَیْرَ عَجَّلَ لَہُ الْعُقُوْبَۃَ فِی الدُّنْیَا وَاِذَا اَرَادَ بِعَبْدِہِ الشَّرَّ اَمْسَکَ عَنْہُ ذَنْبَہٗ حَتّٰی یُوَافِیَ بِہٖ یَوْمَ الْقِیٰمَۃِ کَذَا فِی الْجَامِعِ بِرِوَایَۃِ اَنَسٍ وَعَبْدِ اللّٰہِ بْنِ مُغَفَّلٍ وَعَمَّارِ بْنِ یَاسِرٍ وَاَبِیْ ھُرَیْرَۃَ وَعَزَاھُمْ اِلَی الْمُخَرِّجِیْنَ وَرَقَمَ لَہٗ بِالصِّحَّۃِ

جب حق تعالیٰ شانہٗ کسی بندہ پر نیکی اور بھلائی کا ارادہ فرماتے ہیں تو اس کے گناہوں کا بدلہ دنیا ہی میں لے لیتے ہیں (کہ دنیا کا عذاب ہر حال میں آخرت کے مقابلہ میں بہت ہلکا ہے) اور جب کسی پر عتاب فرماتے ہیں تو اس کے گناہوں کا بدلہ روک دیا جاتا ہے اور قیامت میں اسکو بدلہ دیا جائیگا۔

اور بھی مختلف عنوانات سے یہ مضمون کثرت سے ارشاد فرمایا گیا ہے کہ کافر کے لئے چونکہ نیکیوں کا کوئی معاوضہ آخرت میں نہیں ہے اس لئے جو بھی کسی قسم کی خوبی بھلائی اور نیک عمل وہ دنیا میں کرتا ہے اسکا معاوضہ اسکو دنیا ہی میں مل جاتا ہے کیونکہ وہ اپنے اعمالِ حسنہ کا معاوضہ صرف دنیا ہی میں حاصل کرسکتا ہے اور اسی لئے سیکڑوں برائیوں کے ساتھ ساتھ وہ جس قدر بھی خوبیاں کرتا رہتا ہے وہ دنیا میں فلاح و کامیابی کو پاتا رہتا ہے اور مسلمان کے لئے اعمالِ حسنہ کا مستقل بدلہ تو آخرت میں ہے اور برائیوں کا اکثر و بیشتر معاوضہ دنیا میں ملتا رہتا ہے اس لئے وہ جس قدر بھی کوتاہیاں معاصی اور گناہ کرتا رہتا ہے بدحالی اور پریشانی کا شکار ہوتا ہے۔

{ Telegram } >>> https://t.me/pasbanehaq1

حضور کا ارشاد ہے۔ اُمَّتِیْ هٰذِهٖ اُمَّةٌ مَّرْحُوْمَةٌ لَیْسَ عَلَیْهَا عَذَابٌ فِی الْاٰخِرَةِ عَذَابُهَا فِی الدُّنْیَا الْفِتَنُ وَالزَّلَازِلُ وَالْقَتْلُ رَوَاهُ اَبُوْدَاؤد مشکوٰۃ میری یہ امت مرحومہ ہے (کہ اللہ کی خاص رحمت حضورؐ کے طفیل میں اسپر ہے) اس کے لئے آخرت میں (دائمی) عذاب نہیں ہے اسکا عذاب (اور گناہوں کا بدلہ اکثر و بیشتر دنیا میں مل جاتا ہے جو) فتنوں اور زلزلوں اور قتل کی صورت میں ہے یہاں پر ایک اشکال تاریخ بینوں کو پیش آتا ہے کہ بعض قومیں جب تک بد دینی میں بڑھتی رہیں، ان پر کوئی آسمانی عذاب مسلط نہیں ہوا ـــــ لیکن جب انکی دینی حالت کچھ درست ہوئی تو آسمانی عذاب بھی مسلط ہو گیا۔ اس کا جواب بھی ان مضامین سے معلوم ہو گیا کہ کچھ بعید نہیں ہے کہ انکی پہلی حالت کفر کے قریب تک پہنچ جانے کی وجہ سے اس سے بالاتر ہو گئی ہو کہ ان پر دنیا میں عذاب ہو اور بعد میں جب کچھ صلاح اور اصلاح شروع ہوئی تو دنیا میں عذاب ہو سکنے کے مستحق بنے۔ مرض جب جراحی حدود سے بڑھ جاتا ہے تو پھر عمل جراحی نہیں کیا جاتا وہ بھی جب ہی کیا جاتا ہے جب جراحی سے نفع کی اُمید ہو۔

بخاری اور مسلم وغیرہ میں حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے اپنی بیبیوں سے ناراضی کے قصے میں حضرت عمرؓ کا ارشاد نقل کیا گیا ہے۔ فرماتے ہیں کہ میں گھر میں حاضر ہوا اور دیکھا کہ تین چار چیزیں گھر کی کل کائنات ہیں کہ ایک

{ Telegram } >>> https://t.me/pasbanehaq1

کونہ میں چند مٹھی جو اور ایک دو چمڑے کچے (بغیر دباغت دیئے ہوئے) پڑے ہیں اور ایسے ہی ایک آدھ چیز اور بھی پڑی ہے۔ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم ایک بوریے پر لیٹے ہوئے ہیں کہ نہ بدن پر چادر ہے (جو عام طور پر اوڑھنے کا معمول تھا) نہ بوریے پر کوئی چیز بچھی ہوئی ہے جس سے بوریے کے نشانات بدن اطہر پر اُبر آئے ہیں یہ منظر دیکھ کر رونے لگا۔ حضورؐ نے رونے کا سبب پوچھا تو میں نے عرض کیا یارسول اللہ کیوں نہ روؤں کہ بدنِ اطہر پر بوریے کے نشانات پڑے ہوئے اور گھر کی کل کائنات یہ ہے جو میرے سامنے ہے۔ یہ فارس و روم خدا کی پرستش بھی نہیں کرتے اور ان پر یہ وسعت ہے اور آپ کی یہ حالت۔ حضورؐ تکیہ لگائے ہوئے لیٹے تھے اُٹھ کر بیٹھ گئے اور ارشاد فرمایا۔ اَوَفِیْ شَکٍّ اَنْتَ یَا ابْنَ الْخَطَّابِ اُولٰٓئِکَ قَوْمٌ عُجِّلَتْ لَھُمْ طَیِّبَاتُھُمْ فِی الْحَیٰوۃِ الدُّنْیَا ۔ اے خطاب کے بیٹے عمر کیا تم اب تک شک میں پڑے ہوئے ہو ان قوموں کی بھلائیاں ان کو دنیا ہی میں مل گئیں ہیں خود قرآن پاک میں ارشاد ہے۔ وَلَوْلَآ اَنْ یَّکُوْنَ النَّاسُ اُمَّۃً وَّاحِدَۃً لَّجَعَلْنَا لِمَنْ یَّکْفُرُ بِالرَّحْمٰنِ لِبُیُوْتِھِمْ سُقُفًا مِّنْ فِضَّۃٍ وَّمَعَارِجَ عَلَیْھَا یَظْھَرُوْنَ وَلِبُیُوْتِھِمْ اَبْوَابًا وَّسُرُرًا عَلَیْھَا یَتَّکِئُوْنَ وَزُخْرُفًا وَاِنْ کُلُّ ذٰلِکَ لَمَّا مَتَاعُ الْحَیٰوۃِ الدُّنْیَا وَالْاٰخِرَۃُ عِنْدَ رَبِّکَ لِلْمُتَّقِیْنَ (س زخرف ع ۳)

اور اگر یہ (احتمال) نہ ہوتا کہ سارے آدمی ایک ہی طریقے پر ہو جائیں گے (یعنی تقریباً سب ہی کافر بن جائیں گے) تو جو لوگ کفر کرتے ہیں ہم ضرور چاندی کی

{ Telegram } >>> https://t.me/pasbanehaq1

بنادیتے ان کے گھروں کی چھتوں کو اور ان سیڑھیوں کو جن پر وہ چڑھتے ہیں اور ان کے گھروں کے کواڑوں کو بھی اور ان کے لئے تخت بھی (چاندی کے کر دیتے) جن پر وہ تکیہ لگا کر بیٹھتے اور (یہ سب چیزیں) سونے کی (بھی بنا دیتے کہ کچھ حصہ چاندی کا ہوتا اور کچھ سونے کا) اور یہ سب کچھ ساز و سامان کچھ بھی نہیں۔ مگر دنیوی زندگی کا چند روزہ اور آخرت آپ کے رب کے یہاں پرہیزگاروں کے لئے ہے۔

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی دُعا ہے:۔ "اے اللہ جو شخص تجھ پر ایمان لائے اور میری رسالت کا اقرار کرے، اسکو اپنی ملاقات کی محبت نصیب کر۔ تقدیر کو اس پر سہل فرما، اور دنیا کم عطا کر، اور جو تجھ پر ایمان نہ لائے۔ میری رسالت کا اقرار نہ کرے۔ اسکو اپنی لقاء کی محبت نہ دے۔ اور دنیا کی کثرت عطا کر۔ (مجمع الزوائد ص ۲۸۶)

ایک حدیث شریف میں آیا ہے۔ اللہ جل جلالہٗ ارشاد فرماتے ہیں کہ اگر یہ بات نہ ہوتی کہ مومن گھبرا جائیں گے (اور اپنی تکالیف کے مقابلہ میں دوسرے کی اتنی راحت دیکھ کر تکلیف زیادہ محسوس کریں گے) تو میں کفار پر لوہے کی پٹیاں باندھ دیتا (یعنی لوہے کا خول ان پر چڑھا دیتا) کہ وہ کبھی کسی قسم کی تکلیف نہ اٹھاتے۔ اور ان پر دنیا کو بہا دیتا۔ (درمنثور) اور یہ سب کچھ اس لئے ہے کہ دنیا اللہ کے نزدیک نہایت ہی ذلیل چیز ہے) ایک حدیث میں حضورؐ کا ارشاد نقل کیا گیا ہے کہ اگر اللہ جل شانہٗ کے نزدیک دنیا کی قدر مچھر کے پَر کے برابر بھی ہوتی تو کافر کو ایک گھونٹ پانی بھی نہ ملتا۔

{ Telegram } >>> https://t.me/pasbanehaq1

(در۔ برادیۃ الترمذی وصحہٗ)

ایک مرتبہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کسی جگہ تشریف لے جارہے تھے۔ راستہ میں ایک بکری کا بچہ مرا ہوا پڑا تھا جس کے کان بھی ندار (تھے حضورؐ نے ارشاد فرمایا۔ کون شخص ہے جو اس کو ایک درم (تقریباً ۴ر میں) خرید لے۔ صحابہؓ نے عرض کیا کہ مفت بھی کوئی لینا گوارا نہ کرے گا۔ (کہ کسی قسم کا نفع بھی اس سے حاصل نہیں ہو سکتا۔ حضورؐ نے ارشاد فرمایا کہ اللہ کے نزدیک دنیا اس سے بھی زیادہ ذلیل چیز ہے۔ (مشکوٰۃ بروایۃ مسلم)

ان احادیث سے معلوم ہوا کہ چونکہ اللہ جل شانہٗ کے یہاں دنیا کی ذرا بھی قدر و قیمت نہیں ہے اور کفار کا مطمع نظر صرف دنیا ہی ہے اس لئے ان کو ان کی خواہش کے موافق انکی حسنات کا بدلہ دنیا ہی میں دیدیا جاتا ہے۔ مسلمان کے لئے اسلام لانے کے بعد آخرت کی فلاح و بہبود کا مستقل استحقاق ہو جاتا ہے۔ اور خواہ وہ کتنے ہی معاصی میں مبتلا ہو۔ کسی نہ کسی وقت اس کا معاصی کی سزا یا معافی کے بعد جنت کی نعمتوں سے متمتع ہونا ضروری ہے۔ اس لئے وہ اپنی بداعمالیوں کی وجہ سے اس دنیا میں فتنوں اور مصائب میں گرفتار رہتا ہے اور نہ ہو تو خطرناک ہے۔

حضورؐ کا ارشاد ہے کہ جب تو کسی کو دیکھے کہ باوجود معاصی اور گناہوں میں مبتلا ہونے کے دنیا کی (نعمتیں) پا رہا ہے تو یہ استدراج ہے (یعنی اللہ کی طرف سے ڈھیل ہے) پھر حضورؐ نے قرآن پاک کی یہ آیت تلاوت فرمائی۔ فَلَمَّا نَسُوْا مَا ذُكِّرُوْا بِهٖ فَتَحْنَا عَلَيْهِمْ اَبْوَابَ كُلِّ شَيْءٍ حَتّٰٓى اِذَا فَرِحُوْا

{ Telegram } >>> https://t.me/pasbanehaq1

بِمَا اُوْتُوْا اَخَذْنَاهُمْ بَغْتَةً فَاِذَا هُمْ مُّبْلِسُوْنَ (س انعام ع ۵ مشکوٰۃ)
پس جب وہ بھول بیٹھیں اس نصیحت کو جو ان کو کی گئی تھی تو ہم نے ان پر ہر چیز کے دروازے کھول دیئے (یعنی خوب نعمت اور ثروت عطا کی) یہاں تک کہ جب وہ ان چیزوں میں جو ان کو دی گئی تھیں خوب اترا گئے (اور مستی میں ان کا کفر بڑھ گیا) تو ہم نے اُن کو دفعۃً پکڑ لیا پھر تو وہ بالکل حیرت زدہ رہ گئے۔

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ مومن کی مثال کھیتی کی سی ہے کہ ہوائیں اسکو ہمیشہ اِدھر اُدھر جھکاتی رہتی ہیں۔ اسی طرح مومن کو ہمیشہ تکالیف اور مشقتیں پہونچتی رہتی ہیں۔ اور منافق کی مثال صنوبر کے درخت کی سی ہے کہ ہواؤں سے حرکت نہیں کرتا حتّٰی کہ ایک دم جڑ سے اُکھاڑ دیا جاتا ہے (مشکوٰۃ بروایۃ بخاری مسلم) اور بھی بہت سی نصوص ہیں جن سے یہ صاف ظاہر ہے کہ دنیا میں کفار کی فلاح کا سبب ڈھیل بھی ہے اور نیک اعمال کا کرنا بھی ہے۔ پس کفار کا جو فرد یا جماعت نیک عمل کرے گی وہ فلاح میں ترقی کرتی رہے گی اور ان کی معمولی سئیات پر یہاں گرفت نہیں ہوگی اور مسلمان کی معمولی سئیات پر یہاں گرفت ہے اس لئے جتنے بھی سئیات مسلمانوں کے افراد اور ان کی اقوام میں ہونگی اتنی ہی پریشانیاں، تفکرات، نکبتیں، ذلتیں بڑھیں گی۔ ان کے بچنے کی واحد صورت یہی ہے کہ معاصی سے خود بھی بچیں اور دوسروں کو بچانے کی کوشش کریں۔ حدیث میں آیا ہے کہ بلائیں مومن کے ساتھ وابستہ رہتی ہیں۔ اس کے نفس میں۔

{ Telegram } >>> https://t.me/pasbanehaq1

مال میں، اولاد میں حتیٰ کہ وہ ایسی حالت میں مرتا ہے کہ اس پر کوئی بھی گناہ باقی نہیں رہتا (مشکوٰۃ بروایۃ الترمذی وقال حسن صحیح)

دوسری حدیث میں وارد ہے کہ جب اللہ تعالیٰ شانہٗ کسی کے ساتھ خیر کا ارادہ فرماتے ہیں تو دنیا میں اس کی سزا کو نمٹا دیتے ہیں اور جب کسی کے ساتھ (اس کے بُرے اعمال کی کثرت کی وجہ سے) برائی کا ارادہ فرماتے ہیں تو اس سے دنیا میں برائی کو روک لیتے ہیں تاکہ قیامت میں اسکو پورا فرمائیں (مشکوٰۃ بروایۃ ترمذی) البتہ کفار پر دنیا میں ادبار مظالم کی کثرت سے ہوتا ہے یا فسق و فجور جب انتہاء کو پہنچ جائے یا انبیاء کے ساتھ استہزاء اور مذاق میں تعدی کی گئی ہو کہ ان امور کے پائے جانے پر ڈھیل نہیں ہوتی بلکہ عذاب عامہ نازل ہو جاتا ہے۔ چنانچہ جتنی قوموں کے ہلاکت کے قصے قرآن پاک میں مذکور ہیں وہ سب اسکے شاہد عدل ہیں اور جتنے واقعات تاریخ کے اوراق میں سلطنتوں کے زوال کے ہیں وہ سب اس کی کھلی شہادت دے رہے ہیں کہ جہاں اور جس قوم میں مظالم کی کثرت ہوئی مظلوم کی حمایت کا جوش ملاء اعلیٰ میں پیدا ہوا۔ اسی لئے حق تعالیٰ شانہ کا ارشاد ہے کہ میں مظلوم کی بد دعا سنتا ہوں خواہ کافر ہی کیوں نہ ہو۔ اس لئے سمجھ لینا چاہیئے کہ امراء، وزراء، حکام اور رؤساء غرض جو بھی اپنے ماتحتوں پر اپنے محکوموں پر مظالم کرتے ہیں وہ حقیقت میں ان پر ظلم نہیں کرتے بلکہ اپنی جانوں پر ظلم کرتے ہیں اپنی بربادی اور ہلاکت کے سامان اپنے ہاتھوں سے فراہم کرتے ہیں خواہ وہ قومی مظالم ہوں یا انفرادی ہوں رنگ لائے بغیر ہرگز

{ Telegram } >>> https://t.me/pasbanehaq1

نہیں رہتے۔ اور پھر جب خدائی انتقام کے دلدل میں پھنس جاتے ہیں تو روتے پھرتے ہیں۔ اس جگہ اسکی تفصیل کا موقع نہیں ہے نہ گنجائش اور بات بھی تفصیل کی محتاج نہیں کہ سلطنتوں اور بڑی بڑی قوموں کا زوال و ہلاک سب اسی کی تفصیل ہے۔ اور تاریخ کے اوراق اس سے پُر ہیں۔ مجھے اس جگہ صرف اس چیز پر متنبہ کرنا ہے کہ مسلمانوں اور کفار کی ترقی کے اسباب خالق اسباب نے علیحدہ علیحدہ پیدا فرمائے ہیں۔ ہر بات میں یہ خیال کر لینا کہ جو چیز کفار کے لئے ترقی کا سبب ہے وہی مسلمانوں کے لئے ہے اور جو چیز ان کو ترقی میں نقصان نہیں دیتی وہ مسلمان کو بھی مضر نہیں ہے دین سے بے خبری ہے۔ کلام خدا اور کلام رسول سے ناواقفیت ہے۔ خوب سمجھ لو کہ کفار کے لئے معاصی کی سزا کا اصل محل آخرت ہے۔ اور کبھی کبھی بمصالح اس عالم میں بھی ہو جاتی ہے۔ اور ان کی جتنی خوبیاں ہیں وہ جو نیک اعمال کرتے ہیں ان کا بدلہ رب العالمین اور عادل بادشاہ کے یہاں سے ضرور ملتا ہے۔ مگر اسی عالم میں ملتا ہے آخرت میں کچھ نہیں ملے گا۔ اور یہ بات قرین قیاس بھی ہے کیونکہ جب وہ آخرت کے قائل ہی نہیں ہیں تو پھر آخرت کے نیک ثمرات وہاں کیوں ملیں۔ اور آخرت سے انکار کی سزا آخرت میں ملنا بھی چاہیئے۔ اسی لئے ارشاد ہے۔ وَقِيلَ لَهُمْ ذُوقُوا عَذَابَ النَّارِ الَّذِي كُنْتُمْ بِهِ تُكَذِّبُونَ (س سجدہ ع ۲) اور ان سے کہا جائے گا کہ آگ کے اس عذاب کو چکھو جس کو جھٹلایا کرتے تھے۔ قرآن شریف میں کثرت سے اسکا ذکر ہے۔ قرآن پاک میں ارشاد ہے: وَيَوْمَ يُعْرَضُ الَّذِينَ

{ Telegram } >>> https://t.me/pasbanehaq1

كَفَرُوا عَلَى النَّارِ اَذْهَبْتُمْ طَيِّبٰتِكُمْ فِيْ حَيٰوتِكُمُ الدُّنْيَا وَاسْتَمْتَعْتُمْ بِهَا فَالْيَوْمَ تُجْزَوْنَ عَذَابَ الْهُوْنِ بِمَا كُنْتُمْ تَسْتَكْبِرُوْنَ فِي الْاَرْضِ بِغَيْرِ الْحَقِّ وَبِمَا كُنْتُمْ تَفْسُقُوْنَ ۝ (سورہ احقاف رکوع ۲) اور جس روز کفار جہنم کے قریب لائے جائیں گے (اور ان سے کہا جائے گا) کہ تم اپنی لذت کی چیزیں دنیا میں حاصل کر چکے اور اس سے نفع اُٹھا چکے۔ پس آج ذلت کے عذاب کی سزا دی جائے گی۔ اس لئے کہ تم دنیا میں بے وجہ تکبر کرتے تھے اور اس لئے کہ تم فسق کیا کرتے تھے (اور جو کچھ خوبیاں تھیں بھی ان کا بدلہ مل ہی چکا ہے)

میں اجمالی طور پر چند آیات کی طرف متوجہ کرتا ہوں ان کی تفاسیر دیکھو۔

(۱) اُولٰٓئِكَ الَّذِيْنَ اشْتَرَوُا الْحَيٰوةَ الدُّنْيَا بِالْاٰخِرَةِ (سورہ بقرہ رکوع ۱۰) (۱) یہی ہیں وہ لوگ جنہوں نے دنیاوی زندگی (کے منافع) کو آخرت کے بدلہ میں خرید لیا۔

(۲) فَمِنَ النَّاسِ مَنْ يَّقُوْلُ رَبَّنَآ اٰتِنَا فِي الدُّنْيَا وَمَا لَهٗ فِي الْاٰخِرَةِ مِنْ خَلَاقٍ۔ (سورۃ بقرہ رکوع ۲۵) (۲) بعضے آدمی ایسے ہیں جو یہ کہتے ہیں کہ اے ہمارے رب (ہمیں جو کچھ دینا ہے) دنیا ہی میں دیدے (پس ان لوگوں کو جو ملنا ہوگا دنیا ہی میں مل جائے گا) اور آخرت میں انکا کوئی حصہ نہیں ہے

(۳) زُيِّنَ لِلَّذِيْنَ كَفَرُوا الْحَيٰوةُ الدُّنْيَا وَيَسْخَرُوْنَ مِنَ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَالَّذِيْنَ اتَّقَوْا فَوْقَهُمْ (۳) کفار کے لئے دنیا کی زندگی آراستہ کر دی گئی (اور اسی وجہ سے) وہ مسلمانوں سے مذاق کرتے ہیں حالانکہ یہ مسلمان قیامت کے دن ان سے اعلیٰ درجہ (یعنی جنت) میں ہونگے (اور محض فراغ

{ Telegram } >>> https://t.me/pasbanehaq1

يَوْمَ الْقِيٰمَةِ وَاللّٰهُ يَرْزُقُ مَنْ يَّشَآءُ بِغَيْرِ حِسَابٍ۔
(سورۃ بقرہ رکوع ۲۶)

معاش پر مغرور نہ ہونا چاہئے کہ روزی تو اللہ تعالیٰ جس کو چاہتے ہیں بغیر حساب مرحمت کرتے ہیں (یہ کمال اور مقبولیت کی دلیل نہیں)

ایک حدیث میں آیا ہے کہ اللہ جل شانہٗ دنیا اس شخص کو بھی عطا فرماتے ہیں جس کو محبوب رکھتے ہیں اور اس کو بھی عطا کر دیتے ہیں جس کو محبوب نہیں رکھتے لیکن دین اسی کو عطا فرماتے ہیں جس کو محبوب رکھتے ہیں پس جس شخص کو دین عطا کیا جاتا ہے وہ اللہ کو محبوب ہے (حاکم و صححہ و اقرہ علیہ الذہبی)

(۴) قُلْ مَتَاعُ الدُّنْيَا قَلِيْلٌ وَالْاٰخِرَةُ خَيْرٌ لِّمَنِ اتَّقٰى وَلَا تُظْلَمُوْنَ فَتِيْلًا۔
(سورۃ نساء رکوع ۱۱)

(۴) آپ کہدیجئے کہ دنیا کا نفع بہت تھوڑا سا ہے۔ اور آخرت ہی بہتر ہے اس شخص کے لئے جو متقی ہو اور تم پر ذرا سا بھی ظلم نہ کیا جائے گا۔

(۵) وَمَا الْحَيٰوةُ الدُّنْيَآ اِلَّا لَعِبٌ وَّلَهْوٌ وَلَلدَّارُ الْاٰخِرَةُ خَيْرٌ لِّلَّذِيْنَ يَتَّقُوْنَ اَفَلَا تَعْقِلُوْنَ (س انعام ع ۴)

(۵) اور دنیوی زندگی تو بجز لہو لعب کے کچھ بھی نہیں اور پچھلے آنے والا گھر بہتر چیز ہے متقیوں کے لئے کیا تم (ایسی کھلی بات بھی) سمجھتے نہیں۔

(۶) وَذَرِ الَّذِيْنَ اتَّخَذُوْا دِيْنَهُمْ لَعِبًا وَّلَهْوًا وَّغَرَّتْهُمُ الْحَيٰوةُ الدُّنْيَا
(س انعام ع ۸)

(۶) اور ایسے لوگوں سے بالکل علیحدہ رہیں جنہوں نے اپنے دین کو لہو و لعب بنا رکھا ہے اور دنیوی زندگی نے ان کو دھوکہ میں ڈال رکھا ہے۔

{ Telegram } >>> https://t.me/pasbanehaq1

(۷) تُرِيْدُوْنَ عَرَضَ الدُّنْيَا وَاللّٰهُ يُرِيْدُ الْاٰخِرَةَ (انفال ۹)

(۷) تم تو دنیا کا مال و اسباب چاہتے ہو اور اللہ جل شانہ آخرت کو چاہتے ہیں۔

(۸) اَرَضِيْتُمْ بِالْحَيٰوةِ الدُّنْيَا مِنَ الْاٰخِرَةِ فَمَا مَتَاعُ الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا فِي الْاٰخِرَةِ اِلَّا قَلِيْلٌ (س توبہ ع ۶)

(۸) کیا تم آخرت کے بدلہ میں دنیاوی زندگی پر راضی ہو گئے سو (سمجھ لو کہ) دنیاوی زندگی کے منافع تو آخرت (کے مقابلہ) میں کچھ بھی نہیں بہت تھوڑے ہیں۔

(۹) مَنْ كَانَ يُرِيْدُ الْحَيٰوةَ الدُّنْيَا وَزِيْنَتَهَا نُوَفِّ اِلَيْهِمْ اَعْمَالَهُمْ فِيْهَا وَهُمْ فِيْهَا لَا يُبْخَسُوْنَ اُولٰٓئِكَ الَّذِيْنَ لَيْسَ لَهُمْ فِي الْاٰخِرَةِ اِلَّا النَّارُ وَحَبِطَ مَا صَنَعُوْا فِيْهَا وَبٰطِلٌ مَّا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ ۝ (س ہود ع ۲)

(۹) جو شخص (اعمال خیر سے) محض دنیاوی زندگی (کی منفعت) اور اسکی رونق چاہتا ہے تو ہم ایسے لوگوں کے اعمال کا بدلہ دنیا ہی میں پورا کر دیتے ہیں اور ان کیلئے دنیا میں کچھ کمی نہیں کی جاتی (بشرطیکہ کوئی مانع نہ ہو) اور ایسے لوگوں کے لئے آخرت میں بجز جہنم کے کچھ نہیں ہے۔ اور انہوں نے جو کچھ اعمال کئے تھے وہ آخرت میں سب بیکار ثابت ہونگے اور بے اثر ہونگے وہ سب عمل جو وہ کرتے تھے

(۱۰) اَللّٰهُ يَبْسُطُ الرِّزْقَ لِمَنْ يَّشَآءُ وَيَقْدِرُ وَفَرِحُوْا بِالْحَيٰوةِ الدُّنْيَا وَمَا الْحَيٰوةُ الدُّنْيَا فِي الْاٰخِرَةِ اِلَّا مَتَاعٌ۔

(۱۰) ظاہری دولت و ثروت کو دیکھ کر دھوکہ نہ کھانا چاہیئے اس لئے کہ اللہ تعالیٰ جسکو چاہتا ہے رزق زیادہ دیتا ہے اور جس پر چاہتا ہے تنگی فرماتا ہے۔ یہ لوگ دنیاوی زندگی پر خوش ہوتے پھرتے ہیں اور دنیا کی زندگی اور اسکے

{ Telegram } >>> https://t.me/pasbanehaq1

(سورۃ رعد رکوع ۳)

(۱۱) مَنْ كَانَ يُرِيْدُ الْعَاجِلَةَ عَجَّلْنَا لَهٗ فِيْهَا مَا نَشَآءُ لِمَنْ نُّرِيْدُ ثُمَّ جَعَلْنَا لَهٗ جَهَنَّمَ يَصْلٰهَا مَذْمُوْمًا مَّدْحُوْرًا وَمَنْ اَرَادَ الْاٰخِرَةَ وَسَعٰى لَهَا سَعْيَهَا وَهُوَ مُؤْمِنٌ فَاُولٰٓئِكَ كَانَ سَعْيُهُمْ مَّشْكُوْرًا كُلًّا نُّمِدُّ هٰٓؤُلَآءِ وَهٰٓؤُلَآءِ مِنْ عَطَآءِ رَبِّكَ وَمَا كَانَ عَطَآءُ رَبِّكَ مَحْظُوْرًا

عیش و عشرت) بجز معمولی انتفاع کے اور کچھ بھی نہیں ہیں

(۱۱) جو شخص (اپنے نیک اعمال کے بدلہ میں) دنیا کی نیت رکھتا ہے ہم ایسے شخص کو دنیا میں جتنا چاہیں گے اور (سب کو نہیں بلکہ) جس کو چاہیں گے عطا کریں گے پھر آخرت میں اس کے لئے جہنم تجویز کریں گے جس میں وہ بدحال اور راندھ ہو کر داخل ہوگا اور جو شخص آخرت کا ارادہ کرتا ہے اور اس کے لئے جیسی کوشش کرنا چاہئے ویسی ہی کرتا ہے بشرطیکہ وہ مومن بھی ہو تو ان کی یہ سعی اور کوشش مقبول ہوگی (یعنی سعی کے مقبول ہونے کے لئے تین شرطیں ہیں نیت، عمل، عقیدہ) آپ کے رب کی (دنیوی) عطا سے ہم ان کی بھی مدد کرتے ہیں اور ان کی بھی آپ کے رب کی (دنیوی) عطا کسی سے بھی بند نہیں۔

(سورۃ بنی اسرائیل رکوع ۲)

(۱۲) وَلَا تَمُدَّنَّ عَيْنَيْكَ اِلٰى مَا مَتَّعْنَا بِهٖٓ اَزْوَاجًا مِّنْهُمْ زَهْرَةَ الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا لِنَفْتِنَهُمْ فِيْهِ

(۱۲) ہرگز ان چیزوں کی طرف آپ آنکھ اٹھا کر بھی نہ دیکھیں جن سے ہم نے کفار کی مختلف جماعتوں کو ان کی آزمائش کے لئے منتفع کر رکھا ہے کہ وہ دنیوی زندگی کی رونق ہے اور آپ

{ Telegram } >>> https://t.me/pasbanehaq1

وَرِزْقُ رَبِّكَ خَيْرٌ وَّاَبْقٰى (سورہ طٰہٰ رکوع ۸)

کے رب کا (اخروی) عطیہ اس سے بہت بہتر اور ہمیشہ باقی رہنے والا ہے۔

(۱۳) اَفَمَنْ وَّعَدْنٰهُ وَعْدًا حَسَنًا فَهُوَ لَاقِيْهِ كَمَنْ مَّتَّعْنٰهُ مَتَاعَ الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا ثُمَّ هُوَ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ مِنَ الْمُحْضَرِيْنَ ۝ (سورۃ قصص رکوع ۷)

(۱۳) کیا وہ شخص جس سے ہم نے ایک بہترین وعدہ کر رکھا ہے پھر وہ اسکو ضرور پانے والا ہے اس شخص جیسا ہو سکتا ہے جس کو ہم نے دنیوی زندگی کا چند روزہ نفع دے رکھا ہے پھر وہ قیامت کے دن ان لوگوں میں سے ہوگا جو گرفتار کر لئے جاویں گے۔

(۱۴) قَالَ الَّذِيْنَ يُرِيْدُوْنَ الْحَيٰوةَ الدُّنْيَا يٰلَيْتَ لَنَا مِثْلَ مَآ اُوْتِيَ قَارُوْنُ اِنَّهٗ لَذُوْ حَظٍّ عَظِيْمٍ وَقَالَ الَّذِيْنَ اُوْتُوا الْعِلْمَ وَيْلَكُمْ ثَوَابُ اللّٰهِ خَيْرٌ لِّمَنْ اٰمَنَ وَعَمِلَ صَالِحًا وَلَا يُلَقّٰىهَآ اِلَّا الصّٰبِرُوْنَ (سورۃ قصص)

(۱۴) جو لوگ دنیا کے طالب تھے کہنے لگے کاش ہم کو بھی وہ سامان ملتا جو قارون کو ملا ہے واقعی وہ بڑا صاحب نصیب ہے اور جن لوگوں کو علم (دین) دیا گیا تھا وہ کہنے لگے ارے تمہارا ناس ہو اللہ کے گھر کا ثواب بہت بہتر ہے اس شخص کے لئے جو ایمان لائے اور نیک عمل کرے اور وہ پورا پورا انہیں لوگوں کو ملتا ہے جو صبر کرنے والے ہیں۔

(۱۵) اِنَّ وَعْدَ اللّٰهِ حَقٌّ

(۱۵) بیشک اللہ کا وعدہ سچا ہے پس تم کو

{ Telegram } >>> https://t.me/pasbanehaq1

فَلَا تَغُرَّنَّكُمُ الْحَيٰوةُ الدُّنْيَا وَلَا يَغُرَّنَّكُمْ بِاللّٰهِ الْغَرُوْرُ (سورۃ لقمان رکوع ۴ سورۃ فاطر رکوع ۱)

دنیاوی زندگی دھوکہ میں نہ ڈالدے اور نہ کوئی دھوکہ باز تم کو اللہ کے ساتھ دھوکہ میں ڈالے۔

(۱۶) مَنْ كَانَ يُرِيْدُ حَرْثَ الْاٰخِرَةِ نَزِدْ لَهٗ فِيْ حَرْثِهٖ وَمَنْ كَانَ يُرِيْدُ حَرْثَ الدُّنْيَا نُؤْتِهٖ مِنْهَا وَمَا لَهٗ فِي الْاٰخِرَةِ مِنْ نَّصِيْبٍ (سورۃ شوریٰ رکوع ۳)

(۱۶) جو شخص آخرت کی کھیتی کا طالب ہو ہم اس کی کھیتی میں ترقی دیں گے اور جو دنیا کی کھیتی کا طالب ہو ہم اس کو دنیا میں سے کچھ دیں گے اور آخرت میں اس کا کچھ بھی حصہ نہیں۔

یہ سب اور ان کے علاوہ قرآن پاک کی پچاسوں آیتیں اس مضمون میں مشترک ہیں کہ کفار کا منتہائے مقصد صرف دنیوی زندگی ہے اسی دنیا کے منافع ان کی نگاہ میں منافع ہیں وہ آخرت پر ایمان ہی نہیں رکھتے اور اگر بعض فرقے ان میں سے ایمان رکھتے بھی ہیں تو ایمان بالآخرت کے معتبر ہونے کی شرائط پوری نہیں کرتے۔ اس لئے حق تعالیٰ شانہٗ کے یہاں سے بھی ان کو جو کچھ ملتا ہے وہ اسی دنیا میں ملتا ہے۔ جو نیک اعمال وہ کرتے ہیں ان کا ثمرہ اسی دنیا میں پاتے ہیں۔ حبر الامۃ حضرت ابن عباسؓ سے کسی نے سورۃ ہود والی آیت مَنْ كَانَ يُرِيْدُ الْحَيٰوةَ الدُّنْيَا کا مطلب پوچھا تو انہوں نے فرمایا کہ ان کے اعمال کا بدلہ صحت جسمانی سے اور آل اولاد اور مال میں مسرتوں سے پورا کر دیا جاتا ہے اور اس کا عموم بھی سورۂ بنی اسرائیل والی آیت مَنْ كَانَ يُرِيْدُ الْعَاجِلَةَ کے ساتھ مقید

{ Telegram } >>> https://t.me/pasbanehaq1

ہے۔ یہ دونوں آیتیں اوپر گذر چکی ہیں۔ بنی اسرائیل والی آیت کے ساتھ مقید ہونے کا مطلب یہ ہے کہ جس کو اللہ جل شانہٗ چاہتے ہیں عطا کرتے ہیں کسی کا کوئی جبر نہیں ہے۔ حضرت سعید بن جبیرؓ سے بھی سورۂ ہود کی آیت کی یہی تفسیر منقول ہے کہ ان کے اعمال کا بدلہ دنیا میں دیدیا جاتا ہے۔ حضرت قتادہؒ سے بھی اس آیت کی تفسیر میں یہی منقول ہے کہ اللہ جل شانہٗ ان کے نیک اعمال کا بدلہ دنیا میں پورا فرما دیتے ہیں اور آخرت میں پہونچنے تک کوئی بھی نیکی باقی نہیں رہتی اور مومن کے لئے اسکی نیکیوں کا بدلہ دنیا میں بھی ملتا ہے اور (ایمان کی وجہ سے) اس کا ثواب آخرت میں بھی ملے گا حضرت مجاہد سے بھی یہی منقول ہے کہ کفار کے اعمال کا پورا پورا بدلہ دنیا میں دیدیا جاتا ہے حضرت میمون بن مہرانؒ فرماتے ہیں کہ جو شخص اپنا مرتبہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک معلوم کرنا چاہے اپنے اعمال کو دیکھ لے اس لئے کہ وہ اپنے اعمال ہی پر پہونچنے والا ہے (یعنی جس درجہ کا عمل ہوتا ہے ویسا ہی معاملہ اسکی ساتھ کیا جاتا ہے)۔ کوئی مومن ہو یا کافر جو بھی عمل صالح کرتا ہے اس کا بدلہ ضرور ملتا ہے۔ لیکن مومن کے لئے دنیا اور آخرت میں دونوں جگہ ملتا ہے اور کافر کے لئے صرف دنیا ہی میں ملتا ہے (درمنثور)

حضرت محمد بن کعب سے سورۂ زلزال کی آیت فَمَنْ يَّعْمَلْ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ خَيْرًا يَّرَهٗ وَمَنْ يَّعْمَلْ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ شَرًّا يَّرَهٗ (پس جو شخص ایک ذرہ کے برابر نیکی کرے گا اسکو دیکھ لیگا اور جو شخص ایک ذرہ کے برابر برائی کریگا اسکو دیکھ لیگا) کی تفسیر میں وارد ہوا ہے کہ کافر ایک

{ Telegram } >>> https://t.me/pasbanehaq1

ذرّہ کے بقدر بھی کوئی چیز کرتا ہے تو اس کا بدلہ دنیا میں ضرور پاتا ہے، اپنی جان میں، مال میں، آل میں، اولاد میں یہاں تک کہ وہ جب دنیا سے جاتا ہے تو کوئی بھی نیکی ایسی باقی نہیں رہتی جسکا بدلہ نہ مل گیا ہو۔ اور مومن ایک ذرّہ کے بقدر بھی کوئی بُرائی کرتا ہے تو اسکا عذاب دُنیا میں (بسا اوقات) پالیتا ہے۔ اپنی جان میں، آل میں، اولاد میں حتّٰی کہ وہ دنیا سے (بسا اوقات) ایسی حالت میں جاتا ہے کہ کوئی بھی بُرائی باقی نہیں رہتی (درمنثور)

اسی بناء پر نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے۔ اُمَّتِیْ هٰذِهٖ مَرْحُوْمَةٌ لَیْسَ عَلَیْهَا عَذَابٌ فِی الْاٰخِرَةِ اِنَّمَا عَذَابُهَا فِی الدُّنْیَا الْفِتَنُ وَالزَّلَازِلُ وَالْقَتْلُ وَالْبَلَایَا كَذَا فِی الْجَامِعِ الصَّغِیْرِ وَرَقَمَ لَهٗ بِالصِّحَّةِ میری اس مرحوم اُمت پر آخرت میں (زیادہ) عذاب نہیں ہے اس پر عذاب دنیا میں فتنے ہیں زلزلے ہیں قتل ہونا ہے اور مصائب۔ دوسری حدیث میں ہے میری اس مرحوم اُمت سے آخرت کا (مستقل) عذاب اُٹھا لیا گیا۔ اس پر آپس کا عذاب ہے جو ایک دوسرے کے ہاتھ سے پہونچے۔ ایک اور حدیث میں ہے کہ میری اُمت کا عذاب دنیا میں ہے۔ ایک اور حدیث میں ہے کہ اللہ نے اس امت کا عذاب دنیا میں کر رکھا ہے (مجمع الزوائد)

ان سب احادیث سے معلوم ہوا کہ اس امت پر اسکے گناہوں کا بہت سا بدلہ دنیا میں ہے اور یہ رحمت ہے اگر ایسا نہ ہو یعنی باوجود گناہوں کی

{ Telegram } >>> https://t.me/pasbanehaq1

کثرت کے مصائب میں ابتلا نہ ہو تو زیادہ اندیشہ ناک ہے۔ لہذا اس اُمت کے یعنی محمدی اُمت کے مرحوم امت کے مصائب اور حوادث سے بچنے اور پریشانیوں اور ذلتوں سے نپٹنے کا واحد علاج گناہوں سے نہایت اہتمام سے بچنا ہے اور جو اتفاقاً صادر ہو جائیں ان پر رونا ہے استغفار کرنا ہے، توبہ کرنا ہے اسکے سوا کوئی علاج نہیں قطعاً نہیں۔ یہ نہیں ہو سکتا کہ مسلمان مسلمان رہ کر گناہوں کی کثرت کے ساتھ ترقی کرتا رہے ہاں کافر بن کر جتنے گناہوں کے ساتھ ترقی کرے ممکن ہے کہ کفر کی حالت میں سینکڑوں برائیوں کے ساتھ جتنی بھی معمولی بھلائیاں کریگا دنیا میں فلاح و ترقی پائے گا۔

حضرت سلیمان بن عامر نے حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم سے دریافت کیا کہ میرے والد صلہ رحمی کرتے تھے۔ عہد کو پورا کرتے تھے بھی اہتمام تھا مہمان کا اعزاز و اکرام بھی بہت کرتے تھے (کیا ان امور سے ان کو کوئی نفع پہونچیگا) حضورؐ نے دریافت فرمایا کیا وہ اسلام سے پہلے مر گئے تھے انہوں نے عرض کیا جی ہاں۔ حضورؐ نے ارشاد فرمایا کہ ان کو تو نفع نہیں دیگا البتہ انکی اولاد کو نافع ہوگا تم لوگ نہ رسوا ہوگے نہ ذلیل ہوگے نہ فقیر (درمنثور)

اس سے یہ اشکال بھی رفع ہو گیا کہ ہم بعض کافروں کو خوشحال اور دنیا میں ترقی یافتہ دیکھتے ہیں لیکن ان کے اعمالِ حسنہ اس قابل نہیں پاتے تو حدیث بالا کی بنا پر غالباً ان کے والدین کے اعمال حسنہ کا یہ ثمرہ ہے جس کو وہ پا رہے ہیں غرض نصوص بہت کثرت سے اس پر دلالت کرتی ہیں کہ کفار اور مسلمانوں کے اصول ترقی صحیح نہیں ہیں بلکہ بعض مشترک ہیں اور بعض جُدا جُدا ہیں۔

{ Telegram } >>> https://t.me/pasbanehaq1

مسلمانوں کی ترقی کا معیار صرف دین پر عمل ہے بالخصوص معاصی سے بچنا کہ جس قدر بھی معاصی میں ابتلا ہوگا اتنا ہی دنیا میں مصائب کا سامنا ہوگا یہ دیکھکر کہ اس قسم کے معاصی کفار بھی سرزد ہوتے ہیں اور وہ ترقی کرتے جاتے ہیں ان کے لئے یہ معاصی مصائب کا سبب نہیں بنتے۔ اس وجہ سے ان سے بے خطر ہوجانا اپنے کو اور زیادہ مصائب میں پھنسانا اور مبتلا کرنا ہے اور اگر مصائب نہ ہوں تو اور بھی زیادہ خطرناک ہے وہ استدراج ہے جس کا انتقام فوری اور دفعی ہوتا ہے جیسا کہ پہلے گذر چکا ہے۔

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ جو شخص معصیت اور گناہ کے ساتھ کسی چیز کے حاصل کرنے کا ارادہ کرتا ہے وہ جس چیز کی اُمید رکھتا ہے اس سے دور ہوجاتا ہے۔ اور جس چیز سے ڈرتا ہے اس کے قریب ہوجاتا ہے (جامع الصغیر بروایۃ انس ورقم لہ بالصحۃ) اس لئے مسلمانوں کا گناہوں کے ساتھ ترقی اور فلاح کی امید رکھنا اپنے کو اس سے دور کرنا ہے۔ اور کفار کی حرص کرنا ان کے قدم بقدم چلنا علاوہ بے غیرتی کے ناکامی کا بھی ذریعہ ہے۔

فارس اور روم کا فوجی دستور یہ تھا کہ جو لشکر غالب ہوجاتا وہ مغلوب جماعت کے سرداروں کا سر کاٹ کر تفاخر شہرت پسندی اور مسرت کے طور پر اپنے امیر کے پاس بھیجا کرتا۔

خلافت صدیقیہ میں جب روم سے لڑائی ہوئی تو مسلمانوں نے اس خیال سے کہ ان لوگوں کے ساتھ یہی معاملہ کرنا چاہیئے جو یہ دوسروں کے

{ Telegram } >>> https://t.me/pasbanehaq1

ساتھ کرتے ہیں۔ ایک شامی سردار کا سر کاٹ کر حضرت عقبہ بن عامر کے ساتھ حضرت ابوبکر صدیق کی خدمت میں بھیجا۔ جب وہ آپ کی خدمت میں پہونچا تو آپ نے ناگواری کا اظہار فرمایا۔ حضرت عقبہ نے عرض کیا کہ اے رسول اللہ کے جانشین وہ لوگ بھی یہی معاملہ ہم لوگوں کے ساتھ کرتے ہیں۔ حضرت ابوبکر صدیقؓ نے ارشاد فرمایا کیا فارس و روم کی سنتوں اور طریقوں کا اتباع کیا جائے گا میرے پاس کبھی بھی کسی کا سر نہ لایا جائے۔ ہم لوگوں کو (اتباع کے لئے) اللہ کی کتاب اور رسول کی حدیث کافی ہے۔ (شرح السیر اوّل) اگرچہ فقہا نے بعض نصوص کی بنا پر اسکی اجازت دی ہے۔ مگر حضرت صدیق اکبرؓ کی رائے اسکے موافق نہ تھی اس لئے منع فرمادیا اور عقبہ کو اس پر تنبیہ فرمائی کہ فارس و روم کے فعل سے استدلال کیوں کیا۔

حضرت عمرؓ جس وقت شام تشریف لے جارہے تھے راستہ میں ایک جگہ کچھ گارا پانی آگیا۔ آپ اونٹ پر سے اُتر گئے، موزے نکال کر شانہ پر رکھ لئے اور اس میں گھس کر اُونٹ کی نکیل ہاتھ میں پکڑ لی وہ ساتھ ساتھ تھا حضرت ابوعبیدہ بن جراح رضی اللہ عنہ نے عرض کیا آپ نے یہ ایک ایسی بات کی کہ شام والے تو اس کو بڑی (ذلت کی) چیز سمجھتے ہیں میرا دل نہیں چاہتا کہ اہل شہر آپ کو اس حالت پر دیکھیں۔ آپ نے ان کے سینہ پر ہاتھ مارا اور ارشاد فرمایا کہ ابوعبیدہ تمہارے علاوہ کوئی دوسرا شخص ایسی بات کہتا تو میں عبرت انگیز سزا دیتا۔ ہم لوگ ذلیل تھے حقیر تھے اللہ جل شانہٗ نے اسلام کی بدولت عزت عطا فرمائی۔ پس اب جس چیز سے اللہ نے عزت

{ Telegram } >>> https://t.me/pasbanehaq1

دی اسکے سوا کسی چیز کے ساتھ عزت ڈھونڈیں گے تو اللہ جل شانہٗ ہم کو ذلیل کر دیں گے (مستدرک للحاکم) حقیقۃً مسلمان کے لئے اصل عزت اللہ کے یہاں کی عزت ہے دنیا اور دنیا والوں کے نزدیک اگر ذلت ہوئی بھی تو کیا اور کے دن کی ؎

لوگ سمجھیں مجھے محروم وقار و تمکین ٭ وہ نہ سمجھے کہ میری بزم کے قابل نہ رہا

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ جو لوگ اللہ کی نافرمانیوں کے ساتھ لوگوں میں عزت تلاش کرتا ہے اسکے تعریف کرنے والے اسکی مذمت کرنے والے بن جاتے ہیں۔ مقاصد حسنہ میں یہ مضمون مختلف عنوانات سے نقل کیا گیا ہے۔ اس لئے مسلمانوں کے لئے ترقی کی راہ، عزت کی راہ، زندگی اور دنیا میں آنے کی غرض صرف اللہ کی رضا اسکی مرضیات پر عمل ہے، اسکے سوا کچھ نہیں۔ اگر عزت ہے تو یہی ہے منفعت ہے تو یہی ہے حیرت ہے کہ مسلمانوں کے لئے اللہ کے پاک کلام اور اس کے رسول کے سچے ارشادات میں علوم و حکمت دارین کی فلاح و ترقی کے اسباب اور خزانے بھرے ہوتے ہیں لیکن وہ ہر بات میں دوسروں پر نگاہ رکھتے ہیں۔ دوسروں کا پس خوردہ کھانے کے درپے رہتے ہیں۔ کیا یہ چیز انتہائی بے غیرتی اور اللہ اور اس کے پاک رسول کے ساتھ اجنبیت اور مغائرت کی نہیں ہے۔ کیا اس کی مثال اس بیمار کی سی نہیں جس کے گھر میں ایک مرجع الخلائق حکیم ایک حاذق ڈاکٹر موجود ہو اور وہ کسی اناڑی طبیب سے علاج کرائے۔

{ Telegram } >>> https://t.me/pasbanehaq1

حضرت جابر فرماتے ہیں کہ ایک مرتبہ حضرت عمرؓ تورات کا ایک نسخہ کہیں سے لائے اور حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا کہ یا رسول اللہ یہ تورات لایا ہوں اور یہ کہہ کر اسکو پڑھنا شروع کر دیا۔ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کو ناگواری ہوئی اور چہرۂ انور متغیر ہو گیا۔ حضرت ابوبکر صدیقؓ نے چہرۂ انور کو دیکھ کر حضرت عمرؓ سے ارشاد فرمایا تجھے موت آجائے دیکھتا نہیں ہے کہ چہرۂ انور پر غصہ کے آثار ہیں۔ حضرت عمرؓ اس کے پڑھنے میں مشغول تھے۔ دفعۃً حضورؐ کے چہرہ کو دیکھا تو ڈر گئے۔ اور بار بار کہنا شروع کیا۔ اَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنْ غَضَبِ اللّٰہِ وَغَضَبِ رَسُوْلِہٖ رَضِیْنَا بِاللّٰہِ رَبًّا وَّبِالْاِسْلَامِ دِیْنًا وَّبِمُحَمَّدٍ (صلی اللہ علیہ وسلم) نَبِیًّا (میں اللہ سے پناہ مانگتا ہوں اللہ کے غصہ سے اور اس کے رسول کے غصہ سے۔ ہم لوگ اللہ کو رب ماننے پر راضی اور خوش ہیں نیز اسلام کو اپنا مذہب بنانے پر اور حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو رسول ماننے پر) حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا۔ اس ذات کی قسم جس کے قبضہ میں محمد کی جان ہے اگر حضرت موسیٰؑ موجود ہوں اور تم لوگ مجھے چھوڑ کر انکا اتباع کرو سیدھے راستہ سے گمراہ ہو جاؤ۔ اگر موسیٰ علیہ السلام میری نبوت کا زمانہ پاتے تو میرا اتباع کرتے (مشکوٰۃ بروایۃ دارمی)

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی ناراضی بالکل ظاہر تھی کہ جب اللہ کی کتاب اور اسکے رسول کے ارشادات پر پوری نظر اور مہارت نہ ہو اس وقت تک کسی ایسی کتاب کا دیکھنا جس میں حق اور باطل مخلوط ہو اپنے دین کو

{ Telegram } >>> https://t.me/pasbanehaq1

خراب کرنا ہے اس لئے کہ جو شخص دین میں کامل مہارت رکھتا ہے ہر بات میں حق اور ناحق فوراً پہچان سکتا ہے اس کے لئے تو مضائقہ نہیں کہ کسی چیز کو دیکھے لیکن جس کو دینی علوم میں پوری مہارت نہ ہو اس کے متعلق قوی اندیشہ ہے کہ اپنی قلت علم کی وجہ سے کسی ناحق بات کو حق سمجھ جاتے اور گمراہی میں پھنس جائے۔ چونکہ تورات میں ایسے احکام بھی تھے جو منسوخ ہو چکے تھے اور اس سے بڑھ کر یہ کہ اس میں تحریف بھی ہو چکی تھی اس وجہ سے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے شدت ناراضی کا اظہار فرمایا کہ مبادا دین میں خلط واقع ہو اسی لئے ابن سیرینؒ سے نقل کیا گیا ہے کہ یہ علم دین ہے۔ پس غور سے دیکھو کہ اپنے دین کو کس سے حاصل کر رہے ہو (مشکوٰۃ)

اسی وجہ سے مشائخ اور اکابر ہمیشہ ایسے لوگوں کی صحبت سے اور تقریر سننے اور تحریر دیکھنے سے منع کرتے ہیں جنکی دینی حالت خراب ہو تاکہ بے دینی کے زہریلے اثرات سے حفاظت رہے۔ عام طور سے ایک مقولہ مشہور ہے:

اُنْظُرُوْا اِلٰی مَاقَالَ وَلَا تَنْظُرُوْا اِلٰی مَنْ قَالَ (یہ دیکھو کہ کیا کہا یہ نہ دیکھو کہ کس نے کہا) یہ صحیح ہے اور بعض احادیث سے بھی اسکی تائید ہوتی ہے چنانچہ مختلف الفاظ سے یہ ارشاد نقل کیا گیا ہے کہ حکمت کی بات مومن کی گمشدہ چیز ہے جہاں سے ہاتھ لگے لیلے (جامع۔ مشکوٰۃ۔ مرقاۃ) لیکن یہ اسی وقت ہے جب سننے والے کو کھرے کھوٹے کی تمیز حاصل ہو چکی ہو۔ وہ دین کے اصول سے اور بات کے جانچنے کے قواعد سے اتنا واقف ہو چکا ہو کہ کیا کہا کو معلوم کر سکے وہ سمجھ سکے کہ فلاں بات دین کے موافق ہے فلاں چیز دین کے

{ Telegram } >>> https://t.me/pasbanehaq1

خلاف ہے۔ قرآن وحدیث کے خلاف ہے۔ فقہ اور سلف صالحین کے خلاف ہے مگر جب تک یہ بات حاصل نہ ہو اس وقت تک ہر قسم کی تقریر و تحریر سے تاثر پیدا ہوگا۔ یہی وجہ ہے کہ آجکل صبح کو ایک اثر ہوتا ہے شام کو دوسرا رنگ جم جاتا ہے۔ ایک شخص آتا ہے وہ ایک لچھے دار تقریر کر کے تمام مجمع سے ایک بات پر ہاتھ اُٹھوا لیتا ہے دوسرا آتا ہے وہ اس کے خلاف پرزور تقریر کر کے اس کے خلاف ہاتھ اٹھوا لیتا ہے۔ الغرض مسلمان کے لئے صلاح و فلاح صرف اتباع مذہب، اسوۂ رسول اور سلفِ صالحین کے طریقہ میں منحصر ہے۔ یہی آخرت میں کام آنے والی چیز ہے یہی دنیا میں ترقیات کا سبب ہے اسی پر عمل کر کے پہلے لوگ بام ترقی پر پہونچے تھے۔ جن کے احوال و حالات آنکھوں کے سامنے ہیں اور کوئی تاریخ سے واقف شخص اس چیز سے انکار نہیں کر سکتا اسکے خلاف میں مسلمان کے لئے ہلاکت ہے بربادی ہے آخرت کا خسارہ ہے دنیا کا نقصان ہے۔ تجویزیں جتنی چاہے کر لی جائیں ریزولیوشن جتنے چاہے پاس کر لئے جائیں اخبارات کے مقالے جتنے چاہے لکھ لئے جائیں اور مزہ لیکر ان کو پڑھ لیا جائے، سب بے سود ہے بیکار ہے مسلمان کی ترقی و فلاح کا واحد راستہ معاصی سے پرہیز ہے اور اسلامیات کا اہتمام ہے اسکے سوا دوسرا راستہ منزل مقصود کی طرف ہے ہی نہیں۔ یہاں ایک اور چیز پر بھی غور کرتے چلو۔ آج اسلام کو مسخ کر دیا جائے اسکے سارے احکام کو مولویانہ اسلام راہبانہ مذہب ملانہ تنگ نظری کہدیا جائے مگر جن اسلاف نے ہزاروں قلعے فتح کئے تھے لاکھوں کروڑوں آبادیوں کو مسلمان

{ Telegram } >>> https://t.me/pasbanehaq1

کرکے اسلام کی حکومت وہاں قائم کی تھی وہ اسی مولویانہ اسلام کے حامل تھے اور ملانوں سے زیادہ تنگ نظر تھے وہاں دین سے ایک انچ ہٹنا بھی ہلاکت شمار کیا جاتا تھا۔ وہاں زکوٰۃ ادا نہ کرنے پر قتال کیا جاتا تھا وہاں شراب کو حلال سمجھ کر پینے پر قتل کیا جاتا تھا اور حرام سمجھنے کے باوجود پینے پر کوڑے لگائے جاتے تھے۔ وہ حضرات یہ فرماتے ہیں کہ ہم میں سے نماز کو ایسا منافق چھوڑ سکتا ہے جس کا نفاق بالکل واضح ہو۔ یعنی عام منافقین کی بھی ہمت نہ ہوتی تھی کہ نماز کو چھوڑ سکیں وہاں جب کوئی اہم مشکل اور گھبراہٹ کی بات پیش آتی تھی تو فوراً نماز کی طرف رجوع کیا جاتا تھا۔ ابودرداء کہتے ہیں کہ جب آندھی چلتی تھی حضورؐ مسجد میں تشریف لے جاتے تھے اور اس وقت تک باہر نہیں آتے تھے جب تک وہ تھم نہ جاتی۔ متعدد صحابہ نے مختلف عنوانوں سے حضورؐ کا یہ معمول نقل کیا ہے کہ پریشانی اور گھبراہٹ کے وقت نماز کی طرف رجوع کرتے تھے اور ایک صحابی نے حضورؐ سے نقل کیا ہے کہ پہلے انبیاء کا بھی یہی معمول تھا صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے بھی کثرت سے یہی معمول نقل کیا گیا ہے۔ کچھ تفصیل دیکھنا ہو تو میرا رسالہ فضائلِ نماز میں دیکھو وہ لوگ نماز میں تیر کھاتے رہتے تھے اور نماز کی لذت کی وجہ سے اسکو توڑنے کی ہمت نہ ہوتی تھی اذان سنتے ہی دکانوں کو چھوڑ کر نمازوں کو چلا جانا ان کا عام معمول تھا۔ حضرت عمرؓ نے اپنی سلطنت کے حکام، (گورنروں) کے پاس اعلان بھیجدیا تھا کہ سب سے زیادہ مہتم بالشان چیز میرے نزدیک نماز ہے۔ جو اسکی حفاظت کرسکتا ہے وہ دین کے بقیہ اجزا کی

{ Telegram } >>> https://t.me/pasbanehaq1

بھی حفاظت کرسکتا ہے اور جو اس کو ضائع کر دیگا وہ دین کے باقی امور کو زیادہ برباد کر دیگا۔

حضرت صدیق اکبرؓ نے مرتدین کے ساتھ جہاد کے لئے جب حضرت خالد کو امیر لشکر بنا کر بھیجا تو ان کو وصیت فرمائی کہ یہ پانچ چیزیں ہیں۔ کلمۂ شہادت، نماز، زکوٰۃ، روزہ، حج۔ جو شخص ان میں سے کسی ایک کا بھی انکار کرے اس سے قتال کرنا (خمیس)

حضرت عمرؓ نے جب عتبہ بن غزوان کو فارس کی ایک لڑائی پر امیر لشکر بنا کر بھیجا تو وصیت فرمائی۔ اِتَّقِ اللّٰہَ مَا اسْتَطَعْتَ وَاحْکُمْ بِالْعَدْلِ وَصَلِّ الصَّلٰوۃَ لِمِیْقَاتِھَا وَاَکْثِرْ ذِکْرَ اللّٰہِ (ابن جریر)

جتنا ممکن ہو تقویٰ کا اہتمام رکھنا۔ فیصلہ میں انصاف کا اہتمام رکھنا۔ نماز کو اپنے وقت پر پڑھنا اور اللہ کا ذکر کثرت سے کرتے رہنا۔

حضرت ابوبکر صدیقؓ کے زمانہ میں اجنادین میں رومیوں سے مشہور و معروف زبردست لڑائی ہوئی ہے رومیوں کے سپہ سالار نے ایک عربی شخص کو جاسوس بنا کر مسلمانوں کے حالات کی تحقیق کے لئے بھیجا اور اس سے کہا کہ ایک شب و روز ان کے لشکر میں رہے اور غور سے پورے حالات کا مطالعہ کر کے آئے۔ وہ چونکہ عربی تھا اس لئے ان میں بے تکلف رہا اور واپس جا کر ان سے جو حالت بیان کی ہے وہ یہ ہے۔

| | |
|---|---|
| بِاللَّیْلِ رُھْبَانٌ وَبِالنَّھَارِ | یہ لوگ رات میں راہب ہیں دن میں شہسوار |
| فُرْسَانٌ وَلَوْ سَرَقَ | (یعنی رات بھر خدا کے سامنے ناک رگڑتے ہیں |

{ Telegram } >>> https://t.me/pasbanehaq1

| | |
|---|---|
| اِبْنُ مَلِکِھِمْ قَطَعُوْہُ وَلَوْزَنٰی رَجَمَ لِاِقَامَۃِ الْحَقِّ (خمیس) | دن بھر گھوڑے پر سوار رہتے ہیں) اگر ان کے بادشاہ کا بیٹا بھی چوری کرلے تو حق کی حمایت میں اسکا ہاتھ کاٹ دیں اگر زنا کرے تو اسکو بھی سنگسار کردیں |

یہ جو کچھ اس جاسوس نے کہا بالکل صحیح کہا۔ حدیث کی کتابوں میں بکثرت یہ قصہ وارد ہے کہ قبیلہ مخزوم کی ایک عورت نے چوری کرلی تھی اونچے طبقہ کی شمار ہوتی تھیں لوگوں نے چاہا کہ حضورؐ کی بارگاہ میں کسی طرح سفارش کی جائے۔ مگر کسی کی جرأت اور ہمت نہ ہوتی تھی۔ حضورؐ کے متبنیٰ حضرت زید کے بیٹے حضرت اسامہ کو اس کے لئے تجویز کیا کہ حضورؐ ان سے محبت فرماتے تھے۔ انہوں نے سفارش فرمائی تو حضورؐ نے تنبیہ فرمائی کہ اللہ کی حدود میں سفارش کرتے ہو اس کے بعد حضورؐ نے وعظ فرمایا جس میں ارشاد فرمایا کہ پہلی امت کے لوگ اسی بات سے ہلاک ہوئے ہیں کہ جب اُن میں کوئی بڑا آدمی چوری کرلیتا تھا تو اس کو چھوڑ دیتے تھے اور کوئی معمولی درجہ کا آدمی کرتا تھا تو اس کو سزا دیتے تھے۔ خدا کی قسم اگر محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کی بیٹی فاطمہ (رضی اللہ عنہا) بھی چوری کرلیتی (اعاذہا اللہ منہ) تو اس کا بھی ہاتھ کاٹا جاتا۔ حدیث کی کتابوں میں اور بھی اس نوع کے قصے مذکور ہیں۔ یہی چیز تھی جس سے کفار کے قلوب مسلمانوں سے مرعوب ہوتے تھے۔ چنانچہ اس رومی سپہ سالار نے اس جاسوس کی بات سنکر کہا اِنْ کُنْتَ صَدَقْتَنِیْ لَبَطْنُ الْاَرْضِ خَیْرٌ مِّنْ ظَھْرِھَا عَلٰی ظَھْرِھَا۔ اگر تو نے مجھ سے ان کا حال سچ بیان کیا ہے تو زمین میں دفن ہوجانا اس سے بہتر ہے کہ زمین کے اُوپر ان سے مقابلہ

{ Telegram } >>> https://t.me/pasbanehaq1

کیا جاتے۔ مسلمانوں کے یہاں ایک رومی قید تھا جو اتفاق سے موقع پاکر چھوٹ کر بھاگ گیا۔ ہرقل نے اس سے مسلمانوں کے حالات دریافت کئے اور کہا ایسے پورے حالات بیان کرکہ ان کا منظر میرے سامنے ہوجاتے اس نے بھی اس قسم کے حالات بیان کئے کہ یہ لوگ رات کو راہب ہیں دن کو سوار، ذمیوں سے (یعنی وہ کافر جو ان کی رعیت ہیں) بھی بغیر قیمت کوئی چیز نہیں لیتے۔ ایک دوسرے سے جب ملتے ہیں تو سلام کرتے ہیں۔

ہرقل نے کہا اگر یہ حالات سچے ہیں تو وہ اس جگہ کے مالک بن کر رہیں گے۔

انطاکیہ کی لڑائی میں یزید بن ابی سفیان نے حضرت صدیق اکبر رضؓ کی خدمت میں خط لڑائی کے حالات کے متعلق لکھا ہے جس کا شروع یہ ہے۔

اَمَّا بَعْدُ فَاِنَّ هِرَقْلَ مَلِكَ الرُّوْمِ لَمَّا بَلَغَ سَيْرُنَا اِلَيْهِ اَلْقَى اللّٰهُ الرُّعْبَ فِيْ قَلْبِهٖ فَتَحَوَّلَ وَنَزَلَ اِنْطَاكِيَه ۞

حمد و صلوٰۃ کے بعد عرض ہے کہ ہرقل روم کے بادشاہ کو جب یہ معلوم ہوا کہ ہم لوگ اسکی طرف چلدیئے تو حق تعالیٰ شانہٗ نے اسکے دل میں کچھ ایسا رعب ڈالا کہ وہ مقابلہ سے ہٹ گیا اور انطاکیہ پہنچ گیا۔ حضرت ابوبکر صدیق رضؓ نے جواب میں تحریر فرمایا کہ تمہارا خط آیا جس سے ہرقل کے مرعوب ہونیکا حال معلوم ہوا۔ بیشک حق تعالیٰ شانہٗ نے اس وقت بھی جبکہ ہم لوگ حضورؐ کے ساتھ غزوات میں شریک ہوتے تھے۔ دشمنوں کو مرعوب کرنے کے ساتھ مدد فرمائی ہے اور اپنے فرشتوں سے مدد کی ہے اور یہی وہ دین ہے جس کی طرف لوگوں کو ہم بلاتے ہیں اور جس کی وجہ سے اللہ جل شانہٗ رعب کے ساتھ

{ Telegram } >>> https://t.me/pasbanehaq1

ہماری مدد کرتے ہیں (خمیس)

ہرقل کی فوج بہت زیادہ تھی اور مسلمان اس کے مقابلہ میں بہت ہی کم تھے جس کی اطلاع حضرت عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ نے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کو دی۔ اس کے جواب میں آپ نے تحریر فرمایا کہ تم مسلمان قلت تعداد کی وجہ سے مغلوب نہیں ہو سکتے البتہ معاصی میں مبتلا ہونے پر باوجود کثیر تعداد کے بھی مغلوب ہو سکتے ہو۔ اس لئے اس سے پرہیز کرتے رہنا (اشاعۃ) یہی چیز تھی جس نے اس وقت مسلمانوں کو نہ صرف آدمیوں ہی پر غالب بنا رکھا تھا بلکہ بحر و بر، شجر حجر، چرند و پرند سب ہی چیزوں پر ان کو فتح حاصل تھی تاریخیں ان واقعات سے پُر ہیں۔ تفصیلات کے لئے بڑے دفتروں کی ضرورت ہے۔ افریقہ کے جنگل میں مسلمانوں کو چھاؤنی ڈالنے کی ضرورت پیش آئی اور ایسے جنگل میں جہاں ہر قسم کے درندے اور موذی جانور بکثرت تھے۔ حضرت عقبہ امیر لشکر چند صحابہ کو ساتھ لے کر ایک جگہ پہونچے اور اعلان کیا۔ اَیُّھَا الْحَشَرَاتُ وَالسِّبَلُ نَحْنُ اَصْحَابُ رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فَارْحَلُوْا فَاِنَّا نَازِلُوْنَ فَمَنْ وَّجَدْنَاہُ بَعْدُ قَتَلْنَاہُ اے زمین کے اندر رہنے والے جانوروں اور درندوں ہم صحابہ کی جماعت اس جگہ رہنے کا ارادہ کر رہی ہے اس لئے تم یہاں سے چلے جاؤ اس کے بعد جس کو تم میں سے ہم پائیں گے قتل کر دیں گے یہ اعلان تھا یا کوئی بجلی تھی جو ان درندوں اور موذی جانوروں میں سرعت سے دوڑ گئی اور اپنے بچوں کو

{ Telegram } >>> https://t.me/pasbanehaq1

اُٹھا اُٹھا کر سب چلدیئے۔ (اشاعۃ)

حضرت سفینہؓ رومیوں کی لڑائی میں یا کسی دوسرے موقعہ پر راستہ بھول گئے اتفاق سے ایک شیر سامنے آگیا انہوں نے اس شیر سے فرمایا میں حضورؐ کا غلام ہوں مجھے یہ صورت پیش آگئی وہ شیر کتے کی طرح دُم ہلاتا ہوا ان کے ساتھ ہولیا۔ جہاں کہیں کوئی خطرہ کی بات پیش آتی وہ دوڑ کر اس طرف چلا جاتا اور اس سے نبٹ کر پھر ان کے پاس آجاتا اور اسی طرح دُم ہلاتا ہوا ساتھ ہولیتا حتیٰ کہ لشکر تک ان کو پہونچا کر واپس چلا گیا (مشکوٰۃ)

فارس کی لڑائی میں جب مدائن پر حملہ ہونے والا تھا تو راستہ میں دجلہ پڑتا تھا کفار نے وہاں سے کشتیاں وغیرہ بھی سب ہٹالیں کہ مسلمان ان پر کود نہ آسکیں۔ برسات کا موسم اور سمندر میں طغیانی۔ امیر لشکر حضرت سعد نے حکم دیدیا کہ مسلمان سمندر میں گھوڑے ڈالدیں۔ دو دو آدمی ساتھ ساتھ چل رہے تھے اور سمندر میں گھوڑے بے تکلف تیر رہے تھے۔ امیر لشکر حضرت سعد کے ساتھی حضرت سلمانؓ تھے اور حضرت سعد بار بار فرماتے تھے۔ وَاللّٰہِ لَیَنْصُرَنَّ اللّٰہُ وَلِیَّہٗ وَلَیُظْھِرَنَّ دِیْنَہٗ وَلَیَھْزِمَنَّ عَدُوَّہٗ مَالَمْ یَکُنْ فِی الْجَیْشِ بَغْیٌ اَوْ ذُنُوْبٌ تَغْلِبُ الْحَسَنَاتِ۔ خدا کی قسم اللہ جل شانہٗ اپنے دوستوں کی مدد ضرور کریگا اور اپنے دین کو غالب کردیگا اور دشمنوں کو مغلوب کرے گا۔ جب تک کہ لشکر میں ظلم (یا زنا) نہ ہو اور نیکیوں پر گناہ غالب نہ ہوجائیں (اشاعۃ)

{ Telegram } >>> https://t.me/pasbanehaq1

مرتدین کی لڑائی میں حضرت صدیق اکبرؓ نے علاء حضرمیؓ کو امیر لشکر بنا کر بحرین کی طرف بھیجا۔ ایک ایسے جنگل پر گذر ہوا جہاں پانی کا نشان تک نہ تھا۔ لوگ پیاس کی وجہ سے ہلاکت کے قریب پہنچ گئے حضرت علاء گھوڑے سے اُترے۔ دو رکعت نماز پڑھی اسکے بعد دُعا کی جس کے الفاظ یہ ہیں یَاحَلِیْمُ یَاعَلِیْمُ یَاعَلِیُّ یَاعَظِیْمُ اَسْقِنَا۔ (اے حلم والے اے علم والے اے برتری والے اے بڑائی والے ہمیں پانی عطا فرما) ایک نہایت معمولی سا بادل اُٹھا اور فوراً برسا اور اس زور سے کہ سب لوگوں نے خود پیا۔ برتنوں کو بھر لیا سواریوں کو پلایا۔ یہاں سے فارغ ہونے کے بعد چونکہ مرتدین کی جماعت دارین میں جا کر پناہ لی تھی اور وہاں پہونچنے کے لئے سمندر کو عبور کرنا پڑتا تھا۔ مرتدین نے کشتیاں بھی جلادی تھیں کہ مسلمان انکا تعاقب نہ کر سکیں۔ حضرت علاء سمندر کے کنارے پہونچے۔ دو رکعت نماز پڑھی اور دُعا کی۔ یَاحَلِیْمُ یَاعَلِیْمُ یَاعَلِیُّ یَاعَظِیْمُ اَجِزْنَا۔ اے حلیم اے علیم اے علی اے عظیم ہمیں پار کر دے یہ دُعا کی۔ اور گھوڑے کی باگ پکڑ کر سمندر میں کود پڑے۔ حضرت ابوہریرہؓ فرماتے ہیں کہ ہم پانی پر چل رہے تھے خدا کی قسم نہ قدم بھیگا نہ موزہ بھیگا نہ گھوڑوں کے سُم بھیگے اور چار ہزار کا لشکر تھا۔ بعض مورخین نے لکھا ہے کہ پانی اس قدر کم ہو گیا تھا کہ گھوڑے اور اُونٹوں کے صرف پاؤں بھیگتے تھے کیا بعید ہے کہ جب چار ہزار کا لشکر تھا اس میں بعض کے ساتھ ایسا معاملہ ہوا ہو اور ابوہریرہ رضی اللہ عنہ جیسوں کے موزے بھی نہ بھیگے ہوں۔ اسی قصہ کی طرف عفیف بن منذر

{ Telegram } >>> https://t.me/pasbanehaq1

نے جو خود اس لڑائی میں شریک تھے دو شعروں میں اشارہ کیا ہے جن کا ترجمہ یہ ہے کیا تو دیکھتا نہیں کہ اللہ نے سمندر کو مطیع کر دیا اور کفار پر کتنی سخت مصیبت نازل کی۔ ہم نے اس پاک ذات کو پکارا جس نے (بنی اسرائیل کے واسطے) سمندر کو ساکن کر دیا تھا۔ اس نے ہمارے ساتھ بنی اسرائیل سے بھی زیادہ اعانت کا معاملہ فرمایا (خمیس)

سمندر اور دریاؤں پر پیدل اور سواریوں پر گذرنے کے واقعات کثرت سے ہیں مگر عزیزمن یہ قصے لطف سے پڑھنے کے نہیں ہیں اپنی بدحالی اور بداعمالی پر رونے کے ہیں۔ حضورؐ نے ہمیں اپنے پاک ارشادات میں ایک ایک چیز بتادی۔ بھلائی کے راستے اور برائی کے راستے علیحدہ علیحدہ کر دیئے۔ اسلاف نے ان پر عمل کیا اور کامیاب ہوئے۔ ہم نے نہ حضورؐ کے ارشادات کی قدر کی نہ ان بزرگوں کے حالات سے عبرت اور نصیحت حاصل کی نہ اللہ جل جلالہٗ کا خوف کیا۔ نہ اس کے پاک رسول کی پیروی کی لیکن جو آرزوئیں اور اُمیدیں لگائے بیٹھے ہیں وہ جو بو کر گیہوں کاٹنے کی ہیں جنہوں نے گیہوں بوئے تھے انہوں نے کاٹے بھی وہی تھے اسلامی تاریخ اٹھاؤ اور ایک ایک معرکہ کو غور اور عبرت کی نگاہ سے دیکھو۔ لشکروں کو روانگی کے وقت کیا کیا نصائح ہوتی تھیں اور پھر وہ حضرات اس پر کیسی پابندی کرتے تھے۔ عراق کی لڑائی میں جس کا مختصر حال میں حکایات صحابہ باب ہفتم کے ۶ پر لکھ چکا ہوں حضرت عمرؓ نے امیر لشکر حضرت سعد کو جو نصیحت فرمائی ہے اس کا ایک ایک لفظ غور کے

{ Telegram } >>> https://t.me/pasbanehaq1

قابل ہے۔ چند الفاظ کا ترجمہ لکھتا ہوں۔ فرماتے ہیں۔

اس پر غرور نہ کرنا کہ تم کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ماموں اور حضور کا صحابی کہا جاتا ہے اللہ جل شانہٗ برائی کو برائی سے نہیں مٹاتے بلکہ برائی کو بھلائی سے مٹاتے ہیں۔ اللہ کے درمیان اور اس کے بندوں کے درمیان کوئی رشتہ داری نہیں ہے اس سے صرف بندگی کا معاملہ ہے اس کی یہاں شریف رذیل سب برابر ہیں اسکے انعامات اس کی اطاعت سے حاصل ہوتے ہیں۔ حضور کی پوری زندگی نبوت کے بعد سے وصال تک جو تم نے دیکھی ہے اسکو پیش نظر رکھنا اور اس کو مضبوط پکڑنا یہ میری خاص نصیحت ہے اسکو اگر تم نے نہ مانا تو عمل ضائع ہو جائے گا اور نقصان اُٹھاؤ گے .....

تم ایک بہت سخت اور دُشوار کام کے لئے بھیجے جا رہے ہو جس (کی ذمہ داریوں) سے خلاصی بجز اتباعِ حق کے اور کسی صورت میں نہیں ہے اس لئے اپنے آپ کو اور اپنے ساتھیوں کو بھلائی کا عادی بنانا.... اللہ کا خوف اختیار کرنا اور اللہ کا خوف دو چیزوں میں مجتمع ہے۔ اسکی اطاعت میں اور گناہ سے احتراز میں اور اللہ کی اطاعت جس کو بھی نصیب ہوئی ہے وہ دنیا سے بغض اور آخرت کی محبت سے نصیب ہوئی ہے فقط (اشاعۃ)

خود نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے جو شخص دُنیا سے محبت رکھے گا آخرت کو نقصان پہونچائیگا اور جو اپنی آخرت سے محبت رکھے گا وہ اپنی دنیا کو نقصان پہونچائے گا۔ پس تم لوگ ایسی چیز کو جو باقی رہنے والی ہے (یعنی آخرت کو ترجیح دو ایسی چیز پر جو فنا ہو جانے والی ہے (یعنی دنیا پر) (مشکوٰۃ)

{ Telegram } >>> https://t.me/pasbanehaq1

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے اس کلیہ کو سمجھ لیا تھا اور مضبوط پکڑ لیا تھا اور حقیقت یہ ہے کہ جو شخص دُنیا کے مقابلہ میں آخرت کو ترجیح دے اور دنیا کے نقصان کو آخرت کے مقابلہ میں برداشت کرنے کو تیار ہو جائے تو صورۃً دنیا کا نقصان ہوتا ہے حقیقت میں نہیں ہوتا کہ جتنا مقدر ہے وہ تو پہونچ کر رہے گا۔ حضورؐ کا ارشاد ہے جس شخص کا ارادہ (اور اہتمام وعمل) آخرت کی طلب کا ہوتا ہے اللہ جل شانہٗ اس کے دل میں غنا ڈال دیتے ہیں اس کے منتشر امور کو مجتمع فرما دیتے ہیں اور دنیا اس کے پاس ذلیل ہو کر پہنچتی ہے۔ اور جس شخص کی نیت دنیا طلبی کی ہوتی ہے فقر اس کی نگاہ کے سامنے رہتا ہے کاموں میں انتشار اور تشتت رہتا ہے اور مقدر سے زیادہ تو ملتا ہی نہیں (مشکوٰۃ)

چنانچہ صحابہ کرام اور ان کے بعد اولیاء اللہ کے قصے حد تواتر کو پہونچے ہوئے ہیں کہ دنیا کس قدر ذلیل ہو کر ان کے پاس آتی تھی اور آتی ہے اور کیوں نہ آئے جب دُنیا کی ہر چیز انہیں کے لئے پیدا کی گئی ہے حضرت سعدؓ نے ایک موقع پر ایک مختصر جماعت کا امیر لشکر عاصم بن عمرو کو بنا کر میسان (ایک جگہ کا نام ہے) فتح کرنے کے لئے بھیجا۔ عاصم بن عمرو وہاں پہونچے تو اتفاق کہ مسلمانوں کے پاس خورد و نوش کا سامان نہیں رہا نہ کہیں سے دستیاب ہوا۔ اہل فارس کا ایک شخص جو خود چرواہا تھا ایک بن کے کنارہ پر ملا اس سے دریافت کیا کہ کہیں دودھ اور باربرداری کے جانور مل سکیں گے اس نے جھوٹ کہدیا کہ مجھے خبر نہیں ہے۔ لیکن بن

{ Telegram } >>> https://t.me/pasbanehaq1

کے اندر سے ایک بیل نے آواز دی۔ کذب عدو اللہ ھا نحن اللہ کے دشمن نے جھوٹ بولا ہم یہاں موجود ہیں۔ اس آواز پر عاصم بن عمر گئے اور ان کو پکڑ کے لاتے اور لشکر پر تقسیم کیا۔ بعض مؤرخین نے لکھا ہے کہ یہ قصہ قادسیہ میں حضرت سعد کے ساتھ پیش آیا تھا۔ اور اس میں بھی کوئی مانع نہیں ہے کہ دونوں جگہ پیش آیا ہو۔ حجاج بن یوسف کے زمانہ میں اس قصہ کا تذکرہ آیا تو اسکو اس پر تعجب ہوا اور اس نے ایسے حضرات کو بلا کر جن کے سامنے یہ واقعہ پیش آیا تھا تصدیق کی۔ ان لوگوں نے بیل کی آواز کا خود سننا بیان کیا۔ حجاج نے کہا کہ لوگ اس واقعہ کے متعلق کیا خیال کرتے تھے ان لوگوں نے کہا کہ لوگ اس واقعہ سے اس پر استدلال کرتے تھے کہ حق تعالیٰ شانہٗ مسلمانوں سے راضی ہیں اور فتوحات ان کے ہمرکاب ہیں حجاج نے کہا یہ تو جب ہو سکتا ہے کہ لشکر کے سارے ہی افراد متقی پرہیزگار ہوں۔ لوگوں نے کہا یہ تو ہمیں معلوم نہیں کہ لشکر کے دلوں میں کیا بات تھی۔

فَاَمَّا مَا رَاَیْنَا فَمَا رَاَیْنَا قَطُّ اَزْھَدَ فِیْ دُنْیَا مِنْھُمْ وَلَا اَشَدَّ بُغْضًا لَھَا لَیْسَ فِیْھِمْ جَبَانٌ وَلَا غَالٌّ وَلَا غَدَّارٌ۔

لیکن ظاہر میں جو کچھ ہم نے دیکھا وہ یہ ہے کہ دنیا کے بارے میں ان سے زیادہ زاہد اور دنیا کے ساتھ ان سے زیادہ بغض رکھنے والا ہم نے نہیں دیکھا کوئی شخص ان میں بزدل یا خیانت کرنے والا یا بدعہدی کرنے والا نہ تھا۔

اس قصہ میں جانوروں کا بولنا یا اللہ والوں کے لئے اپنے آپ کو پیش کرنا

{ Telegram } >>> https://t.me/pasbanehaq1

دونوں باتیں کچھ مستبعد نہیں ہیں۔ صحیح حدیثوں میں جانوروں کا بولنا ثابت ہے بخاری شریف اور حدیث کی دوسری کتابوں میں ہے کہ ایک شخص ایک گائے لئے جارہا تھا وہ چلتے چلتے تھک گیا اور اس پر سوار ہوگیا وہ گائے بولی کہ ہم اس کے لئے پیدا نہیں کئے گئے۔ ہم کھیتی کے لئے پیدا کئے گئے ہیں۔ لوگوں کو اس کے بولنے پر بڑا تعجب تھا۔ حضورؐ نے فرمایا میرا اور ابو بکر و عمر کا تو اس پر ایمان ہے۔ ایک مرتبہ ایک شخص بکریاں چرا رہے تھے ایک بھیڑیئے نے ایک بکری اُٹھالی ان صاحب نے شور و شغب کیا تو اس بھیڑیئے نے کہا۔ درندوں کے دن (قیامت کے قریب) کون ان بکریوں کی حفاظت کریگا۔ لوگوں کو تعجب ہوا کہ بھیڑیا کلام کرتا ہے۔ حضور نے یہاں بھی وہی ارشاد فرمایا کہ میرا اور ابو بکر و عمر کا اس پر ایمان ہے (مشکوٰۃ بروایۃ الشیخین) معجزات کی کتابوں میں متعدد واقعات اس نوع کے ذکر کئے گئے ہیں کہ جانوروں نے حضورؐ کی نبوت کی شہادت دی۔ لوگوں کو ایمان نہ لانے پر طعن کیا۔ دیکھنا چاہو تو شفاء قاضی عیاض میں بھی چند واقعات ذکر کئے ہیں۔ اس قصہ کا دوسرا جز کہ جانوروں نے اپنے آپ کو پیش کیا بھی ظاہر ہے کیونکہ جب یہ جماعت اللہ کے نام پر شہید ہونے کو اس رضا اور رغبت کے ساتھ ہر وقت تیار اور مستعد تھی تو کَمَا تَدِیْنُ تُدَانُ جیسا تم معاملہ کرو ویسا ہی معاملہ کیا جائے گا ؎

تو ہم گردن از حکم داور مپیچ ٭ کہ گردن نہ پیچد ز حکم تو ہیچ

یعنی تو خدا کی اطاعت کر دُنیا کی ہر چیز تری اطاعت کریگی) ان حضرات کے

{ Telegram } >>> https://t.me/pasbanehaq1

شوق شہادت کے واقعات سے تواریخ بھری ہوئی ہیں۔ نمونہ کے طور پر چند قصے حکایاتِ صحابہ میں لکھ چکا ہوں دِل چاہے تو دیکھ لو۔

حجۃ الوداع میں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے سو اونٹ کی قربانی کی تھی۔ جب حضور قربانی فرما رہے تھے تو پانچ چھ اونٹ اِکٹھے اُمڈے ہوئے آتے تھے کہ پہلے کون قربان ہو۔ ابو داؤد شریف میں یہ قصہ مذکور ہے اور جب ہم دُنیا میں دیکھتے ہیں کہ معمولی حکام بے بس حکام جن کے قبضہ میں کچھ بھی نہیں ہے وہ اپنے فرمانبرداروں کی ہر طرح حمایت کرتے ہیں تو اللہ جل جلالہٗ اپنے مطیعوں کی حمایت کیوں نہ کرے گا اور قرآن شریف کا وعدہ ہے۔ یٰاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْٓا اِنْ تَنْصُرُوا اللّٰہَ یَنْصُرْکُمْ (س محمد ع ۱) اے ایمان والو اگر تم اللہ (کے دین) کی مدد کرو گے تو اللہ جل شانہٗ تمہاری مدد کرے گا۔ اِنْ یَّنْصُرْکُمُ اللّٰہُ فَلَا غَالِبَ لَکُمْ وَاِنْ یَّخْذُلْکُمْ فَمَنْ ذَا الَّذِیْ یَنْصُرُکُمْ مِنْۢ بَعْدِہٖ ؕ (س آل عمران ع ۱۷) اگر اللہ جل شانہٗ تمہاری مدد کریں تو کوئی بھی تم پر غالب نہیں ہو سکتا اور وہ اگر مدد نہ کریں تو پھر ان کے علاوہ کون مدد کر سکتا ہے۔ حضرات صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے اس چیز کو اچھی طرح سمجھ لیا تھا اطاعت رسول انکی طبیعت بن گئی تھی کامیابی ان کے ساتھ تھی ہر نوع کی مدد ان کی رفیق تھی اور جہاں کہیں کسی قسم کی لغزش ہوئی وہاں مشقتیں دقتیں اُٹھانا پڑیں۔ جنگِ اُحد کا قصہ مشہور ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک جماعت کو ایک خاص جگہ پر متعین فرما کر حکم دیدیا تھا کہ ہم غالب ہوں یا مغلوب تم اس جگہ سے نہیں ہٹنا۔ مسلمان غالب ہوتے جا رہے تھے اور جب کافی غلبہ

{ Telegram } >>> https://t.me/pasbanehaq1

ہوگیا تو اس جماعت کے بہت سے افراد نے یہ سمجھ کر کہ اب تو غلبہ بالکل ہی حاصل ہوگیا ہے بھاگنے والے کفار کا تعاقب کیا اس جماعت کے امیر نے کہا بھی کہ حضورؐ نے یہ فرمایا تھا کہ اگر ہم غالب بھی ہو جائیں تب بھی تم یہاں سے نہ ہٹنا مگر جماعت نے غلط فہمی سے اس حکم کو یہ سمجھا کہ معمول غلبہ مراد ہے اور اب بالکلیہ غلبہ ہو چکا ہے اسلئے اس جگہ سے ہٹ گئے اور خالد بن ولید نے جو اس وقت کفار کے سپہ سالار تھے اسی جگہ سے آکر پیچھے سے مسلمانوں پر حملہ کر دیا کتب حدیث و تاریخ میں یہ قصہ مشہور ہے۔ حنین کی لڑائی میں مسلمانوں کی کثرت اور کفار کی قلت کی وجہ سے بعض مسلمانوں کو کچھ غرور پیدا ہوا جس کی وجہ سے سخت پریشانی اور دقت کا سامنا مسلمانوں کو کرنا پڑا۔ قرآن پاک میں بھی اسکی طرف اللہ جل جلالہٗ نے متوجہ فرمایا ہے چنانچہ ارشاد ہے۔ لَقَدْ نَصَرَكُمُ اللّٰهُ فِيْ مَوَاطِنَ كَثِيْرَةٍ وَّيَوْمَ حُنَيْنٍ اِذْ اَعْجَبَتْكُمْ كَثْرَتُكُمْ فَلَمْ تُغْنِ عَنْكُمْ شَيْئًا وَّضَاقَتْ عَلَيْكُمُ الْاَرْضُ بِمَا رَحُبَتْ ثُمَّ وَلَّيْتُمْ مُّدْبِرِيْنَ (سورۃ توبہ ع ۴)

تمہاری اللہ جل شانہٗ نے بہت سے موقعوں میں مدد کی اور حنین کے دن بھی مدد کی جبکہ تم کو اپنی کثرت کی وجہ سے غرہ ہوگیا تھا پس وہ کثرت تمہاری کچھ کام نہ آئی (اور کفار کے تیر برسانے سے ایسی پریشانی تم کو ہوئی کہ تم پر زمین باوجود اپنی فراخی کے تنگ ہوگئی اور تم پیٹھ پھیر کر بھاگنے لگے۔

مرتدین کی لڑائی میں اوّل طلیحہ الکذاب سے معرکہ ہوا جس میں بہت سے لوگ بھاگ گئے کچھ مارے گئے۔ خود طلیحہ بھی بھاگ گیا اس سے مسلمانوں

{ Telegram } >>> https://t.me/pasbanehaq1

کے حوصلے بہت بڑھ گئے اس کے بعد مسیلمہ کی جماعت سے لڑائی ہوئی اور جس میں بہت سخت مقابلہ ہوا اور ہزاروں آدمی اس کے جماعت کے قتل ہوئے اور مسلمانوں کی بھی بڑی جماعت شہید ہوئی، حضرت خالد بن ولیدؓ ان معرکوں کے سپہ سالار تھے فرماتے ہیں۔

| | |
|---|---|
| فَلَمَّا فَرَغْنَا مِنْ طُلَيْحَةَ الْكَذَّابِ وَلَمْ تَكُنْ لَهُ شَوْكَةٌ قُلْتُ كَلِمَةً وَالْبَلَاءُ مُوَكَّلٌ بِالْقَوْلِ وَمَا بَنُوْ حَنِيْفَةَ مَا هِيَ إِلَّا كَمَنْ لَقِيْنَا فَلَقِيْنَا قَوْمًا لَيْسُوْا يُشْبِهُوْنَ أَحَدًا وَلَقَدْ صَبَرُوْا لَنَا مِنْ حِيْنَ طَلَعَتِ الشَّمْسُ إِلَى صَلٰوةِ الْعَصْرِ (زخیں) | جب ہم طلیحہ کذاب سے فارغ ہوگئے اور اسکی شوکت کچھ زیادہ نہ تھی تو میری زبان سے ایک کلمہ نکل گیا۔ اور مصیبت گویائی کے ساتھ وابستہ ہے (میں نے کہدیا تھا) کہ بنی حنیفہ ہیں ہی کیا چیز۔ یہ بھی ایسے ہی ہیں جیسے لوگوں سے ہم نبٹ چکے ہیں (یعنی طلیحہ کی جماعت) مگر جب ہم اسکی جماعت سے بھڑے تو ہم نے دیکھا کہ وہ کسی کے مشابہ نہیں ہیں۔ طلوع آفتاب سے لیکر عصر کے وقت تک وہ برابر مقابلہ کرتے رہے |

حضرت خالدؓ خود اقرار فرماتے ہیں کہ ایک کلمہ زبان سے نکل گیا تھا جس کی وجہ سے اتنے سخت مقابلہ کی نوبت آئی۔ اسی وجہ سے یہ حضرات خلفائے راشدین رضی اللہ عنہم ذرا ذرا سی چیز کی نگرانی اور اس پر تنبیہ فرماتے تھے۔ یرموک پر جب حملہ ہو رہا تھا تو حضرت خالد عراق کی لڑائی میں مشغول تھے۔ یرموک لشکر کی مدد کے واسطے حضرت ابوبکر صدیقؓ نے ان کو خط لکھا اور

{ Telegram } >>> https://t.me/pasbanehaq1

تحریر فرمایا کہ عراق پر اپنا جانشین مقرر کر کے فوراً یرموک پہونچو۔ اس خط میں انکی تعریف فرمائی تھی اور کامیابیوں پر مبارک باد دی تھی اور یہ لفظ بھی لکھا تھا۔

| | |
|---|---|
| وَلَا يَدْخُلَنَّكَ عُجْبٌ فَتَخْسَرَ وَتَخْذُلَ وَإِيَّاكَ أَنْ تَدِلَّ بِعَمَلٍ فَإِنَّ اللّٰهَ تَعَالٰى لَهُ الْمَنُّ وَهُوَ وَلِيُّ الْجَزَاءِ (خمیس) | تمہارے اندر عجب (غرور) ہرگز پیدا نہ ہو کہ اس سے نقصان اٹھاؤ گے اور ذلیل ہوگے۔ اپنے کسی عمل پر ناز نہ کرنا۔ اللہ ہی کا احسان ہے اور وہی بدلہ کا مالک ہے۔ |

ان حضرات کے خطبات میں تحریرات میں ذرا ذرا سے امور پر تنبیہ اور اہتمام ہوتا تھا اور معاصی پر زبردست گرفت ہوتی تھی۔ حضرت خالد رضی اللہ عنہ کے جس قدر کارنامے مشہور و معروف ہیں دوست دشمن مسلمان کافر سب ہی واقف ہیں۔ خلافت صدیقی میں ایک واقعہ میں حضرت عمرؓ لشکر کی امارت سے ان کو معزول کرنے پر بہت مصر ہوئے۔ مگر حضرت ابوبکر صدیقؓ نے قبول نہیں فرمایا۔ خلافتِ فاروقی میں ایک واقعہ کی بناء پر کہ ایک شاعر کو بہت سا انعام دیدیا تھا حضرت خالد کی مشکیں بندھوا کر بلوایا گیا تھا۔

حضرت عمر جب پہلی مرتبہ بیت المقدس تشریف لے جارہے تھے تو قرب و جوار کی فوجوں کے سپہ سالاروں کو حکم دیا کہ اپنی فوجوں پر اپنا قائم مقام کسی کو بنا کر مجھ سے جابیہ میں (ایک جگہ کا نام ہے) آکر ملیں۔ یہ سب امراء جابیہ پہونچے۔ سب سے اول یزید بن ابی سفیان سے پھر حضرت ابوعبیدہ سے پھر حضرت خالد سے ملاقات ہوئی۔ یہ حضرات کچھ ریشمی لباس پہنے ہوئے تھے۔ حضرت عمرؓ یہ دیکھ کر سواری سے اُترے اور پتھر اُٹھا اُٹھا کر ان حضرات کو مارنا شروع

{ Telegram } >>> https://t.me/pasbanehaq1

کر دیا۔ اور فرمایا کہ کس قدر جلدی تم اپنے پرانے خیالات سے ہٹ گئے کہ اس ہیئت میں مجھ سے ملنے آئے ہو۔ ابھی دو ہی برس سے تم کو پیٹ بھر کر ملنے لگی ہے جس پر یہ حالت ہو گئی ہے اگر دو سو برس کی امارت کے بعد بھی تم اس ہیئت کو اختیار کرتے تو میں تمہاری جگہ دوسروں کو امیر بناتا۔ انہوں نے معذرت کی اور عرض کیا کہ ہم نے ہتھیار لگاتے ہوئے یہ کپڑا اوپر پہن لیا تھا (طبری) ریشمی لباس کی فقہی بحث علیحدہ چیز ہے بعض انواع اسکی جائز ہیں میسان جب فتح ہوا تو حضرت عمرؓ نے نعمان بن عدی کو وہاں کا حاکم بنا دیا انہوں نے اپنی بیوی کو بھی وہاں لے جانا چاہا مگر وہ نہیں گئیں تو انہوں نے بیوی کو ایک خط لکھا جس میں وہاں کی راحتیں اور لطف اشعار میں لکھا جن میں شراب اور اس کے خوشنما گلاسوں کے دور چلنے کا بھی ذکر شاعرانہ انداز میں کر دیا تھا حضرت عمرؓ کو خبر ہو گئی ان کو خط لکھا جس میں بسم اللہ کے بعد اول سورہ غافر کی پہلی آیت لکھی اسکے بعد تحریر فرمایا مجھے تمہارا فلاں شعر پہونچا میں نے تمہیں معزول کر دیا۔ وہ حاضر ہوئے اور قسم کھائی کہ میں نے شراب نہیں پی وہ محض شاعرانہ طور پر لکھ دیا تھا۔ ارشاد فرمایا کہ مجھے بھی تمہارے ساتھ یہی حسن ظن ہے مگر میں تمہیں کسی جگہ کا حاکم کبھی نہیں بناؤں گا (معجم البلدان)

یہ سخت گیری اور تنگ نظری تھی ان حضرات اکابر کی۔ تاریخ اور کتب حدیث میں ہزاروں واقعات اس رنگ کے پاؤ گے یہی دارین کی ترقیات کا واحد سبب تھا اور جہاں کہیں کوئی لغزش ہوئی وہاں نقصان

{ Telegram } >>> https://t.me/pasbanehaq1

بھی پہونچا جسکی نظیریں ابھی پڑھ چکے ہو اور ساتھ ہی یہ بھی کہ جتنا اونچا طبقہ یا فرد تھا اتنی ہی معمولی لغزش پر اللہ جل شانہٗ کی طرف سے تنبیہ ہوئی۔ اور یہ بات قرینِ قیاس بھی ہے۔ حَسَنَاتُ الْاَبْرَارِ سَیِّئَاتُ الْمُقَرَّبِیْنَ سورۂ عبس میں اس چیز پر تنبیہ ہے کہ ایک نابینا غریب کے مقابلہ میں دنیادار مالدار کی رعایت کیوں ہوئی حالانکہ وہ رعایت دین ہی کے خاطر تھی اس کے بالمقابل جتنا معمولی طبقہ تھا اتنے ہی معمولی سیئات سے درگذر اور سیئات کے بڑھ جانے پر گرفت ہوئی۔ جزیرہ سردانیہ بہت مشہور جزیرہ ہے سنہ ۹۰ھ کے آس پاس فتح ہوا ہے۔ مالِ غنیمت میں خاص طور سے اس میں خیانتیں کثرت سے ہوئیں جس کے جو ہاتھ لگا اڑالیا۔ فتح کے بعد جہاز میں سوار ہوکر واپس آرہے تھے۔ کہ غیب سے آواز آئی اَللّٰھُمَّ غَرِّقْھُمْ (اے اللہ ان کو غرق کردے) اور سب غرق ہوگئے (اشاعۃ) وہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشادات تھے جو اس مضمون کے شروع میں تھے اور یہ واقعات ان کی مثالیں ہیں گذشتہ تواریخ کے اوراق ان سے پُر ہیں اور آج جو ہو رہا ہے وہ آنکھوں کے سامنے ہے بے دینی کے اسباب ہم اپنے ہاتھوں اختیار کرتے جارہے ہیں گناہوں میں زور شور سے منہمک ہوتے جارہے ہیں پریشانیاں اور بدحالیاں بڑھتی جارہی ہیں اور اب تو اجتماعی صورت سے خود اسلام کو خیرباد کہنے کی صورتیں پیدا ہورہی ہیں دین کے ایک ایک جزو کو چھوڑا جارہا ہے اب اسکا اگر حل ہوسکتا ہے تو دین پر پختگی اور گناہوں سے احتراز ہی سے ہوسکتا ہے مگر اس دقیانوسی بات کو کون کہہ سکتا ہے اور کس سے کہا

{ Telegram } >>> https://t.me/pasbanehaq1

جائے۔ فَاِلَی اللّٰہِ الْمُشْتَکٰی وَالْمُسْتَعَانُ۔

## جواب نمبر ۵

کچھ بعید نہیں کہ ایسا بھی ہو اور سب نہیں تو کچھ لوگ اپنی اغراض کے تحت میں بھی کام کرتے ہوں لیکن یہ بھی تو اسی اسلامی تعلیم کے ترک کا نتیجہ ہے۔ ہم لوگ اپنی تعلیمات کو قبول کریں ان کو اسوہ بنائیں تو پھر یہ ایک مفسدہ کیا کوئی بھی مفسدہ باقی نہ رہے یقیناً جو لوگ دنیوی اغراض کی خاطر دین کا کام کرتے ہیں وہ اپنے نفوس پر ظلم کرتے ہیں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا مشہور و معروف ارشاد ہے۔ اِنَّمَا الْاَعْمَالُ بِالنِّیَّاتِ وَاِنَّمَا لِامْرِیٍٔ مَا نَوٰی ؕ اعمال کا اجر و ثواب نیت ہی سے ہوتا ہے اور ہر آدمی کو ویسا ہی بدلہ ملتا ہے جیسی اسکی نیت ہوتی ہے۔ حضرت معاذ رضی اللہ عنہ کو جب حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے یمن روانہ فرمایا تو انہوں نے درخواست کی کہ مجھے کوئی وصیت فرما دیجئے۔ حضورؐ نے اخلاص کی وصیت فرمائی اور ارشاد فرمایا کہ (اخلاص کے ساتھ) تھوڑا سا عمل بھی کافی ہے۔

ایک حدیث میں وارد ہے۔ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ مخلصین کو خدائے تعالیٰ خوش رکھے وہ لوگ ہدایت کے چراغ ہوتے ہیں انکی وجہ سے ہر تاریک فتنہ زائل ہو جاتا ہے۔ حضرت سعد رضی اللہ عنہ، ایک مشہور صحابی ہیں ان کو ایک مرتبہ کچھ اپنی بڑائی کا خیال آگیا۔ حضورؐ نے تنبیہ فرمائی اور یہ ارشاد فرمایا کہ اللہ جل شانہٗ اس اُمت کی مدد ضعفا ہی سے فرماتے ہیں۔ ان کی نماز کی وجہ سے ان کی دُعا کی وجہ سے ان کے اخلاص

{ Telegram } >>> https://t.me/pasbanehaq1

کی وجہ سے۔ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کا پاک ارشاد ہے کہ اللہ جل جلالہٗ تمہارے بدن اور تمہاری صورتوں کو نہیں دیکھتے بلکہ تمہارے دلوں کو دیکھتے ہیں (کہ جو کام کیا جارہا ہے وہ کس نیت اور کس ارادہ سے ہے (حق تعالیٰ شانہ کا ارشاد ہے جو پہلے بھی قریب ہی گذر چکا ہے۔ مَنْ كَانَ يُرِيْدُ الْحَيٰوةَ الدُّنْيَا وَزِيْنَتَهَا نُوَفِّ اِلَيْهِمْ اَعْمَالَهُمْ فِيْهَا وَهُمْ فِيْهَا لَا يُبْخَسُوْنَ اُولٰٓئِكَ الَّذِيْنَ لَيْسَ لَهُمْ فِي الْاٰخِرَةِ اِلَّا النَّارُ وَحَبِطَ مَا صَنَعُوْا فِيْهَا وَبٰطِلٌ مَّا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ ۝

ترجمہ:- جو شخص (اپنے اعمال خیر سے) محض دنیوی زندگی (کی منفعت) اور اسکی رونق چاہتا ہے تو ہم ان لوگوں کے اعمال کا بدلہ دنیا ہی میں دیدیتے ہیں اور ان کے لئے دنیا میں (بشرطیکہ کوئی مانع نہ ہو) کچھ کمی نہیں کی جاتی اور ایسے لوگوں کے لئے آخرت میں بجز جہنم کے کچھ نہیں ہے اور انہوں نے جو اعمال کئے وہ آخرت میں بیکار اور بے اثر ثابت ہوں گے متعدد احادیث میں وارد ہوا ہے کہ جس شخص کا اہم مقصد محض دنیا ہوتی ہے حق تعالیٰ شانہٗ اس کے احوال کو پریشان کر دیتے ہیں اور اس کے فقر کو آنکھ کے سامنے کر دیتے ہیں۔ کہ ہر وقت اسی کے فکر میں مبتلا رہتا ہے اور جس شخص کا اہم مقصد آخرت ہوتا ہے اسکو جمعیت نصیب فرماتے ہیں اسکے دل میں استغنا عطا فرماتے ہیں اور دنیا ذلیل ہو کر اس کے پاس پہونچتی ہے۔ ایک حدیث میں خود حق تعالیٰ شانہٗ کا فرمان نقل کیا گیا ہے کہ اے آدم کے بچے تو میری عبادت کے لئے فراغت حاصل کر میں تیرے سینہ

{ Telegram } >>> https://t.me/pasbanehaq1

کو غنا سے بھر دوں گا اور تیرا فقر دور کر دوں گا ورنہ تیرے سینہ کو مشاغل سے بھر دوں گا اور فقر دور نہ کروں گا۔ (ترغیب)

اس لئے جن لوگوں کی نیت محض دنیوی اغراض ہیں اور ساری جدوجہد کا ماحصل یہی بیکار منافع ہیں۔ وہ یقیناً اپنے قیمتی اوقات کی اضاعت کرتے ہیں۔ حضرت کعب فرماتے ہیں کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے کہ اس اُمت کو بلندی اور دینداری اور علو مرتبہ اور زمین پر قبضہ کی بشارت دیدو (کہ یہ چیزیں اس امت کو حاصل ہونگی) لیکن جو شخص آخرت کا عمل دُنیا کے واسطے کریگا اس کا آخرت میں کچھ بھی حصہ نہیں ہے۔

ایک صحابی نے حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا کہ میں کسی کام میں کھڑا ہوتا ہوں اللہ جل شانہ کی رضا کا بھی ارادہ کرتا ہوں اور یہ بھی خیال ہوتا ہے کہ میرا مرتبہ بھی ظاہر ہو۔ حضورؐ نے سکوت فرمایا کوئی جواب نہیں دیا حتیٰ کہ قرآن پاک کی آیت۔ فَمَنْ كَانَ يَرْجُوا لِقَاءَ رَبِّهٖ فَلْيَعْمَلْ عَمَلًا صَالِحًا وَّلَا يُشْرِكْ بِعِبَادَةِ رَبِّهٖٓ اَحَدًا نازل ہوئی۔ پس جو شخص اپنے رب سے ملنے کی آرزو رکھے تو نیک عمل (شریعت کے موافق) کرتا رہے اور اپنے رب کی عبادت میں کسی کو شریک نہ کرے۔

حدیث میں آیا ہے کہ جو شخص ریا اور شہرت کے واسطے عمل کرتا ہے حق تعالیٰ شانہ قیامت کے دن اسکو مشہور کرینگے (یعنی اس بدنیتی کی شہرت کریں گے) اور اسکو حقیر اور ذلیل کریں گے۔ حدیث میں آیا ہے حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم ارشاد فرماتے ہیں کہ مجھے سب سے زیادہ جس چیز کا تم پر خوف ہے

{ Telegram } >>> https://t.me/pasbanehaq1

وہ شرک اصغر ہے۔ صحابہ نے عرض کیا یا رسول اللہ شرک اصغر کیا چیز ہے۔ ارشاد فرمایا ریاکاری (دکھلاوا) قیامت کے دن حق تعالیٰ شانہٗ ایسے لوگوں کو ارشاد فرمائیں گے کہ جن لوگوں کے دکھانے کے لئے اعمال کئے تھے انہیں سے جاکر بدلہ اور ثواب لے لو (ترغیب)

اور احادیث بھی بکثرت اس نوع کی وارد ہوئی ہیں جن سے بتواتر یہ مضمون ثابت ہوتا ہے کہ جن اعمال حسنہ کی غرض شہرت و وجاہت ہوتی ہے یا کوئی مال و متاع مقصود ہوتا ہے اور اللہ جل جلالہٗ کی رضا ان سے مقصود نہیں ہوتی وہ سب بیکار جاتے ہیں بلکہ بجائے خیر کے شر کو پیدا کرتے ہیں۔ ابھی جہاد کے مضمون میں بھی اس قسم کی روایات کا کچھ حصہ پہلے گذر چکا ہے جن میں یہ وارد ہوا ہے کہ جس جہاد سے مقصود شہرت یا دنیوی متاع ہوتا ہے وہ مقبول نہیں ہوتا۔ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے کو ایک صحابی گذرے۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اجمعین ان کے بدن کی حالت (قوت) اور نشاط کو دیکھ کر فرمانے لگے۔ اگر (قوت و نشاط کی) یہ حالت اللہ کے راستہ (جہاد) میں ہوتی تو کیا ہی اچھا تھا۔ حضورؐ نے ارشاد فرمایا اگر یہ شخص اپنے چھوٹے چھوٹے بچوں کی اعانت کے لئے نکلا ہے تو وہ بھی اللہ کا راستہ ہے اور اگر بوڑھے والدین کی مدد کے لئے نکلا ہے تو وہ بھی اللہ کا راستہ ہے اگر اپنے نفس کی ضروریات پورا کرنے کے لئے اور اس کو حرام سے بچانے کے لئے نکلا ہے تو وہ بھی اللہ کا راستہ ہے۔ البتہ اگر شہرت اور تفاخر کے لئے نکلا ہے تو وہ شیطان کا راستہ ہے (ترغیب)

{ Telegram } >>> https://t.me/pasbanehaq1

اس حدیث سے اور اس جیسی احادیث سے یہ بھی واضح ہے کہ اللہ کا راستہ صرف جہاد میں یا نوافل میں یا دوسری عبادات میں منحصر نہیں بلکہ ضروری اعمال و عبادات کرنے کے بعد جو کام بھی نیک نیتی سے کیا جائے اللہ کی رضا اس میں مقصود ہو ادائے حقوق اسکی غرض ہو وہ سب اللہ ہی کا راستہ ہے۔ جو لوگ یہ سمجھتے ہیں کہ دینداری صرف عبادات میں مشغولی کا نام ہے اور دُنیاداری کے کاموں میں مشغول ہونا اسکے منافی ہے وہ غلطی پر ہیں۔ معتبر علماء میں سے کوئی بھی یہ نہیں کہتا کہ اسباب معیشت کو حاصل نہ کیا جائے یا ترک کر دیا جائے۔ البتہ یہ ضروری ہے کہ ان کو دنیا کی غرض سے نہ کیا جائے ان کو بھی اللہ ہی کی رضا کے واسطے اسکے مقرر کئے ہوئے حقوق کے واسطے حاصل کیا جائے۔ وجاہت، تفاخر، تکبر اور لوگوں کی نگاہ میں بڑائی حاصل کرنے کے واسطے نہ کیا جائے مگر اس سب کے باوجود دوسری جانب بھی قابل لحاظ ہے۔ وہ یہ کہ ہر شخص کو صاحب غرض سمجھنا یہ بھی اسلامی تعلیم کے منافی ہے اللہ جل جلالہٗ کا ارشاد ہے۔ يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اجْتَنِبُوْا كَثِيْرًا مِّنَ الظَّنِّ اِنَّ بَعْضَ الظَّنِّ اِثْمٌ وَّلَا تَجَسَّسُوْا وَلَا يَغْتَبْ بَّعْضُكُمْ بَعْضًا ؕ (سورہ حجرات رکوع ۲) اے ایمان والو بہت سے گمانوں سے بچا کرو اس لئے کہ بعضے گمان گناہ ہوتے ہیں اور (کسی کے عیب کا) تجسس بھی نہ کیا کرو اور کوئی کسی کی غیبت بھی نہ کیا کرے ہم لوگوں کی عام حالت یہ ہے کہ جو شخص ہماری مرضی کے موافق کام کرتا ہے وہ مخلص ہے متقی ہے پرہیزگار ہے۔ لیکن جوں ہی وہ ہماری رائے کے

{ Telegram } >>> https://t.me/pasbanehaq1

خلاف کوئی کام کر گذرتا ہے وہ ٹوڈی ہے انگریز پرست ہے یا ہندو پرست ہے خود غرض ہے نفس پرست غدار قوم ہے مکار ہے دغاباز ہے وہ انگریزوں کا وظیفہ خوار ہے یا کانگرس کا تنخواہ دار ہے۔ غرض یہ کہ دنیا بھر کے عیوب اس میں جمع ہو جاتے ہیں۔ اسکے اصلی عیوب کو طشت از بام کیا جاتا ہے اس میں فرضی عیوب پیدا کئے جاتے ہیں حالانکہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ جو شخص مسلمان کی عیب پوشی کرتا ہے حق تعالیٰ شانہٗ قیامت میں اسکی عیب پوشی کریں گے اور جو شخص مسلمان کی پردہ دری کرتا ہے حق تعالیٰ شانہٗ اسکی پردہ دری کرتے ہیں حتیٰ کہ وہ اپنے گھر میں (چھپ کر) کوئی عیب کرتا ہے تب بھی اس کو فضیحت کرتے ہیں۔

حضرت ابن عمرؓ فرماتے ہیں کہ ایک مرتبہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم منبر پر تشریف فرما ہوئے اور بلند آواز سے ارشاد فرمایا اے وہ لوگو جن کی زبان پر اسلام ہے اور ان کے دلوں تک ایمان نہیں پہونچا۔ تم مسلمانوں کو نہ ستاؤ اور ان کے عیوب کے درپے نہ ہو۔ جو شخص مسلمان کے عیب کے درپے ہوتا ہے حق تعالیٰ شانہٗ اسکی پردہ دری فرماتے ہیں اور جس کے عیب کو اللہ جلّ شانہ کھولنا چاہیں اسکو گھر کے اندر کئے ہوئے کام پر بھی رسوا کر دیتے ہیں حضرت عبداللہ بن عمرؓ نے ایک مرتبہ بیت اللہ شریف کو دیکھا اور دیکھ کر فرمایا کہ تو کتنا بابرکت اور باعظمت گھر ہے لیکن اللہ کے نزدیک مسلمان کا احترام تجھ سے کہیں زیادہ ہے (ترغیب)

ایک حدیث میں آیا ہے کہ اپنے بھائی کی کسی تکلیف پر اظہار مسرت

{ Telegram } >>> https://t.me/pasbanehaq1

وخوشی نہ کر۔ (اگر ایسا کرے گا) تو حق تعالیٰ شانہٗ اس پر رحم فرما کر تجھے اس مصیبت میں مبتلا فرما دیں گے۔ (ترغیب)

حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ مجھے سب سے زیادہ محبوب وہ لوگ ہیں جو خوش اخلاق ہوں اپنے بازوؤں کو نرم کرنے والے ہوں (یعنی ذرا ذرا سی بات پر اکڑنے اور آستینیں سوتنے والے نہ ہوں) اُلفت کرنے والے ہوں اور دوسروں کے درمیان تعلقات پیدا کرنے والے ہوں اور مجھے سب سے زیادہ ناپسند اور میرے نزدیک زیادہ مبغوض وہ لوگ ہیں جو چغلخوری کرنے والے ہوں۔ دوستوں میں تفریق اور اختلاف پیدا کرنے والے ہوں اور جو لوگ بری ہوں ان کے لئے عیب جوئی کرنے والے ہوں (ترغیب)

حضور کا ارشاد ہے کہ اگر کوئی شخص تجھے کسی ایسے عیب سے رسوا کرے جو تجھ میں ہے تو تو اسکے جواب میں بھی ایسے عیب سے اس کو رسوا نہ کر جو اس میں ہے تجھے اس کا اجر ملیگا اور اس کے کہنے کا وبال اس پر رہے گا (ترغیب)

حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ آپس میں قطع تعلقات نہ کرو۔ ایک دوسرے سے پشت نہ پھیرو۔ آپس میں بغض نہ رکھو۔ ایک دوسرے پر حسد نہ کرو۔ آپس میں بھائی بھائی بن کر رہو۔ کسی مسلمان کو جائز نہیں کہ دوسرے مسلمان سے تین دن سے زیادہ ترک کلام کرے (ترغیب)

حضور کا ارشاد ہے کہ حق تعالیٰ شانہٗ کے یہاں ہر دوشنبہ اور پنجشنبہ کو اعمال کی پیشی ہوتی ہے اور ہر اس شخص کے لئے مغفرت

{ Telegram } >>> https://t.me/pasbanehaq1

کی جاتی ہے جو شرک نہ کرتا ہو۔ البتہ جن دو شخصوں میں کینہ اور عداوت ہو ان کے بارے میں ارشاد ہوتا ہے کہ ان کو ابھی رہنے دو۔ جب تک آپس میں صلح نہ کریں (بخاری ترغیب)

حدیث میں آیا ہے کہ جو شخص کسی کو کافر یا اللہ کا دشمن کہہ کر پکارے اور وہ ایسا نہ ہو تو یہ کلمہ کہنے والے پر لوٹ جاتا ہے۔ (بخاری ترغیب)

حدیث میں آیا ہے کہ مسلمان کو گالی دینا فسق ہے۔ دوسری حدیث میں ہے کہ مسلمان کو گالی دینے والا اپنی ہلاکت کا سامان کرنے والا ہے (ترغیب)

حدیث میں آیا ہے کہ جو شخص کسی کا ایسی بات کے ساتھ ذکر کرے جو اس میں نہیں ہے تو حق تعالیٰ شانہٗ اس کو جہنم میں مقید فرما کر کہیں گے کہ اپنے کہے ہوئے کو سچا کر (ترغیب)

ایک حدیث میں وارد ہے کہ اللہ کے بہترین بندے وہ ہیں جن کو دیکھ کر اللہ کی یاد تازہ ہوتی ہو اور بدترین بندے وہ ہیں جو چغلخوری کرنے والے ہوں۔ دوستوں کے درمیان تفریق پیدا کرنے والے ہوں اور ایسے لوگوں کے لئے عیوب تلاش کرنے والے ہوں جو ان سے بری ہیں (ترغیب)

حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے حجۃ الوداع میں خطبہ پڑھا اور اس میں اعلان فرمایا کہ تم لوگوں کے خون اور آبروئیں اور مال تم پر ہمیشہ کے لئے ایسے ہی حرام ہیں جیسا کہ آج اس محترم شہر، محترم مہینہ اور محترم دن میں ہیں۔ ایک حدیث میں ہے کہ ایک مسلمان کا دوسرے مسلمان پر جان و مال اور آبرو حرام ہے۔

ایک حدیث میں ہے کہ بڑے سے بڑے سود کے حکم میں ہے مسلمان کی

{ Telegram } >>> https://t.me/pasbanehaq1

آبروریزی کرنا اس مضمون میں کئی حدیثیں مختلف الفاظ سے ذکر کی گئی ہیں۔ جن میں سے بعض احادیث کا تذکرہ پہلے بھی آچکا ہے۔ مگر ہم لوگوں کے یہاں مسلمان کی آبروریزی اس قدر سہل ہے کہ معمولی سی بات پر بلکہ محض گمان اور احتمال پر اسکی آبروریزی میں ذرا بھی باک نہیں ہے۔ اللہ کے نزدیک مسلمان کی آبرو اتنی بڑی چیز ہے کہ اسکو بدترین سود فرمایا ہے اور بہت ہی کثرت سے یہ مضمون احادیث میں وارد ہوا ہے۔ ایک حدیث میں وارد ہوا ہے کہ بدترین سود کسی مسلمان کو دوسرے پر گالیوں کے ساتھ بڑھانا (جامع) یعنی ایک کے وقار کو گالیاں دے کر گرایا جائے تاکہ دوسرے کے وقار کو بڑھایا جائے۔ آج انصاف اور غور سے دیکھا جائے کہ جتنی جماعتیں بھی ہم لوگوں میں قائم ہیں سیاسی ہوں یا غیر سیاسی ہر جماعت کے کتنے افراد ایسے ہیں جو دوسری جماعت کے اکابر کو خواہ وہ علماء ہوں یا لیڈر صرف اس لئے برا بھلا کہتے ہیں کہ ان کا وقار گرایا جائے اور اپنی جماعت کا وقار بڑھایا جائے اور پھر لطف یہ ہے کہ ہر شخص اس کو برا بھی سمجھتا ہے اور برا کہتا بھی ہے۔ دوسروں کی اس بات کی شکایت کرتا ہے کہ وہ گالیاں دیتے ہیں برا بھلا کہتے ہیں لیکن اپنے گریبان میں منہ ڈال کر نہیں دیکھتا۔ اپنی جماعت کے اقوال و افعال کو نہیں دیکھتا یہ کوئی نہیں سوچتا ایں گناہیست کہ در شہر شما نیز کنند۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے یُبْصِرُ اَحَدُکُمُ الْقَذٰی فِیْ عَیْنِ اَخِیْہِ وَیَنْسَی الْجِذْعَ فِیْ عَیْنِہٖ (جامع) تم میں بعض آدمی دوسرے کی آنکھ کا تنکا دیکھتے ہیں اور

{ Telegram } >>> https://t.me/pasbanehaq1

اپنی آنکھ کا شہتیر نظر نہیں آتا۔ اس بات کو خوب غور سے سُنلو یہ بات نہایت اہم اور ضروری ہے کہ مسلمان کی آبرو ریزی اللہ کے نزدیک سخت ہے اور بہت ہی سخت وعیدیں اس بارے میں آئی ہیں حضورؐ کا ارشاد ہے مسلمان کی آبرو میں بغیر حق کے زبان درازی بدترین سود ہے (جامع) بغیر حق کا مطلب یہ ہے کہ جہاں شریعت نے اجازت دی ہے وہاں جائز ہے اور جہاں جائز نہیں وہ بغیر حق کے ہے۔ ایک حدیث میں ہے کہ سود کا کمتر درجہ ایسا ہے جیسے اپنی ماں سے صحبت کرنا اور بدترین سود مسلمان کی آبرو ریزی کرنا ہے (جامع)

ایک حدیث میں ہے کہ سود کے بہتّر دروازے ہیں جن میں سب سے کم درجہ ایسا ہے جیسا اپنی ماں سے صحبت کرنا اور سب سے بڑا ہوا سود مسلمان کی آبرو ریزی میں زبان درازی ہے (جامع) ایک حدیث میں ہے کہ سود کے تہتّر دروازے ہیں جن میں سب سے ہلکا ایسا ہے جیسے اپنی ماں سے صحبت کرنا اور سب سے بڑھا ہوا سود مُسلمان کی آبرو ہے یعنی اسکی آبرو ریزی کرنا۔ ایک حدیث میں وارد ہوا ہے کہ مومن کی آبرو ریزی کبیرہ گناہوں میں سے ہے اور ایک گالی کے بدلہ میں دو گالیاں دینا بھی کبیرہ گناہوں میں سے ہے (جامع) ایک حدیث میں ہے کہ جب میری امت ایک دوسرے کو آپس میں گالیاں دینے لگے گی تو اللہ کی نگاہ سے گر جائے گی (رسالہ تبلیغ)

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا تو اس بارہ میں اہتمام یہاں تک ہے کہ جماعت کے بڑوں سے معمولی لغزشوں کو نظر انداز کرنے کا بھی حکم ہے۔ چنانچہ ارشاد ہے۔

{ Telegram } >>> https://t.me/pasbanehaq1

اَقِیْلُوْا ذَوِی الْھَیْئَاتِ عَثَرَاتِھِمْ اِلَّا الْحُدُوْدَ (جامع)

ذی وجاہت لوگوں سے حدود کے سوا ان کی لغزشوں سے درگذر کیا کرو۔ یعنی اگر کوئی حد یعنی زنا چوری وغیرہ کا شرعی ثبوت ان پر ہو جائے تو دوسری بات ہے کہ ان چیزوں کے ثبوت کے بعد تو کسی کی بھی رعایت نہیں ہے۔ ان کے علاوہ ان کی معمولی لغزشوں سے درگذر کیا کرو۔ اور حدود کے بارہ میں بھی جب تک شرعی ثبوت نہ ہو اس وقت تک کسی کو محض بدگمانی یا ذاتی مخالفت پر متہم کرنا جائز نہیں۔ سورۂ نور میں قرآن کا زنا کے بارے میں صاف فیصلہ ہے کہ اگر یہ لوگ چار عینی شاہد نہ لاویں تو یہ خود (شرعی قواعد میں) جھوٹے ہیں لیکن ہماری یہ حالت ہے کہ جس سے مخالفت ہو اس کے متعلق جیسا چاہے گندہ سے گندہ کارٹون طبع کرا لو۔ جس قدر شرمناک مضمون چاہو اسکے متعلق لکھوا لو۔ زانی اور شرابی کہدینا تو ایک معمولی سی بات ہے۔ شریعت کا قانون یہ ہے کہ جب تک شرعی ثبوت نہ ہو تہمت لگانے والوں کے اسّی اسّی کوڑے حد قذف (تہمت) لگاؤ۔ لیکن ہمارے یہاں الزام لگانے کے واسطے کسی شرعی شہادت کی ضرورت نہیں حالانکہ کسی سچے الزام کے قائم کرنے کے واسطے بھی ایسے عادل گواہوں کی ضرورت ہے جن کی عدالت کا حال محقق ہو چہ جائیکہ خود ہی اپنی طرف سے افترا کر لیا جائے۔ حضور کا ارشاد ہے کہ شیطان بھی کبھی آدمی کی صورت میں ظاہر ہو کر کوئی جھوٹی بات کہدیتا ہے۔ مجمع اسکو سنتا ہے اور پھر وہ مجمع متفرق ہو کر اس کو کہنے لگتا ہے کہ میں نے خود ایک آدمی سے ایسا سُنا ہے

{ Telegram } >>> https://t.me/pasbanehaq1

میں اس کا نام تو جانتا نہیں صورت پہچانتا ہوں (مشکوٰۃ بروایۃ مسلم)
اس لئے محض کسی جلسہ میں کسی مجمع میں کسی نامعروف آدمی سے کوئی بات سُنکر اس کا یقین کر لینا بھی زیادتی ہے تاوقتیکہ شرعی قواعد سے ثابت نہ ہو البتہ ایسے شخص کے متعلق احتیاط کرنا انتظاماً اس سے علیحدہ رہنا یا اسکو علیحدہ کر دینا یہ اَمر آخر ہے۔ مگر اس پر حکم لگانا اَمر آخر ہے۔ اس کو غور سے سمجھ لینا چاہیئے کہ کسی شخص سے علیحدہ رہنا یا اس کو علیحدہ کر دینا یہ انتظاماً، سیاستہً، احتیاطاً بھی ہو سکتا ہے مگر اس پر کسی الزام کو قائم کر دینا یہ شرعی ثبوت ہی کا محتاج ہے۔ اور یہ فرضی الزامات عموماً انفرادی اور جماعتی حسد سے پیدا ہوتے ہیں کہ دوسرے کا بڑھتے ہوئے دیکھنا گوارا نہیں ہوتا۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ کینہ اور حسد نیکیوں کو ایسا کھا جاتے ہیں جیسے کہ آگ ایندھن کو کھا لیتی ہے (جامع) حالانکہ یہ لوگ جو محض بدگمانیوں سے دوسروں کے ذمہ الزام تراشتے ہیں اگر نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشادات کو غور سے دیکھیں تو ان کو معلوم ہو جائے کہ ان حالات سے اپنا بھی نقصان کرتے ہیں کہ جس قسم کا معاملہ یہ دوسروں کے ساتھ کرتے ہیں ویسا ہی ان کے ساتھ بھی کیا جائیگا۔ حضور کا ارشاد ہے۔ كَمَا تَدِيْنُ تُدَانُ ۚ (مقاصد حسنہ) جیسا کرو گے ویسا بھرو گے۔ ایک حدیث میں وارد ہے کہ بھلائی اور نیکی پرانی نہیں ہوتی اور گناہ بھلایا نہیں جاتا اور دیّان (بدلہ دینے والی ذات یعنی حق تعالیٰ شانہٗ) کے لئے موت نہیں (وہ حی و قیوم ہے ہر شخص کے ہر فعل کو دیکھتا ہے) جیسے چاہو عمل کرلو

{ Telegram } >>> https://t.me/pasbanehaq1

جیسا کرو گے ویسا ہی بھرو گے۔ ایک حدیث میں تورات سے یہ مضمون نقل کیا گیا ہے کہ جیسا کرو گے ویسا ہی بدلہ پاؤ گے اور جس پیالہ سے دوسرے کو پلاؤ گے اسی پیالہ سے پیو گے (مقاصد حسنہ) ایک حدیث میں انجیل سے نقل کیا گیا ہے کہ جیسا کرو گے ویسا ہی بھرو گے اور جس ترازو سے تول کر دو گے اسی ترازو سے تول کر تم کو دیا جائے گا (جامع الصغیر)

حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ جو شخص کسی مسلمان کی مدد سے ایسے وقت میں دست برداری کرتا ہے جس وقت اسکی اہانت کی جارہی ہو۔ اسکی آبرو ریزی کی جارہی ہو تو حق تعالیٰ شانہ ایسے وقت میں اس کو بے یار و مددگار چھوڑ دیں گے۔ جس وقت یہ خود مدد کا ضرورت مند ہوگا۔ اور جو کسی مسلمان کی مدد ایسے وقت میں کرے گا جبکہ اسکی آبرو ریزی کی جارہی ہو اور اس کی اہانت کی جارہی ہو تو حق تعالیٰ شانہٗ اس شخص کی ایسے وقت میں مدد فرمائیں گے جس وقت کہ اسکو مدد کی ضرورت ہو (مشکوٰۃ)

حضرت ابوذر غفاریؓ مشہور صحابی ہیں ان کا ایک طویل قصہ حدیث کی کتابوں میں ذکر کیا گیا ہے جس کے اخیر میں یہ مضمون ہے کہ انہوں نے حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم سے درخواست کی کہ مجھے کچھ وصیت فرمادیں۔ حضورؐ نے ارشاد فرمایا۔ کہ تقویٰ کی وصیت کرتا ہوں یہ تمام چیزوں کے لئے زینت ہے (اور حقیقت میں جو شخص ہر امر میں اللہ سے ڈرتا ہے تو پھر وہ کسی عیب یا مصیبت میں گرفتار ہو ہی نہیں سکتا) انہوں نے عرض کیا کوئی اور بات بھی فرمادیجئے۔ حضورؐ نے ارشاد فرمایا کہ تلاوتِ قرآن اور

{ Telegram } >>> https://t.me/pasbanehaq1

اللہ کے ذکر کی کثرت رکھا کرو کہ یہ آسمانوں میں تمہارے ذکر تذکرے کا سبب ہے اور زمین میں تمہارے لئے انوار کی کثرت کا سبب ہے انہوں نے اور اضافہ چاہا تو حضورؐ نے ارشاد فرمایا کہ اکثر چُپ رہا کرو کہ یہ شیطان کے دفعیہ کے سبب ہے اکثر زبان کی بدولت وہ بہت سے ہلاکت کے مواقع میں پھنسا دیتا ہے اور چُپ رہنا دینی کاموں کے اہتمام میں معین ہے اکثر جس شخص کو فضول گوئی کا مرض ہوتا ہے بہت سے دینی کاموں سے محروم رہتا ہے) انہوں نے اور اضافہ چاہا تو حضورؐ نے ارشاد فرمایا کہ زیادہ ہنسنے سے احتراز کیا کرو کہ اس سے دِل مرجاتا ہے اور چہرہ کی رونق زائل ہو جاتی ہے انہوں نے اور زیادتی چاہی تو حضورؐ نے ارشاد فرمایا کہ حق بات کہو چاہے کڑوی ہی معلوم ہو۔ انہوں نے اور اضافہ چاہا تو حضورؐ نے فرمایا کہ اللہ کے بارے میں کسی کی ملامت کی پروانہ کرو اور پھر اضافہ کی درخواست پر ارشاد فرمایا کہ اپنے عیوب پر نظر کرنا تمہیں دوسروں کے عیوب پر نظر کرنے سے روکدے (مشکوٰۃ)

یہ اخیر کلام میرا اس جگہ مقصود ہے کہ ہم لوگ ہر وقت دوسروں کے عیوب کی فکر میں رہتے ہیں اگر ہمیں اپنے عیوب پر نظر کا چسکہ پڑجائے تو نہ دوسروں کے عیوب دیکھنے کی فرصت ملے نہ ان کو پھیلانے کی ہمت پڑے کہ ہر وقت اپنے عیوب کا فکر دامن گیر ہے۔

مرا پیر دانائے مرشد شہاب ❊ دو اندرز فرمود بر روئے آب
یکے آنکہ بر خویش خود بیں مباش ❊ دگر آنکہ بر غیر بدبیں مباش

وصیت نامہ حضرت رائے پوری رح

{ Telegram } >>> https://t.me/pasbanehaq1

حضرت معاذ کو ایک مرتبہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے چند نصیحتیں فرمائیں۔ اس کے بعد ارشاد فرمایا کہ ان سب کا ملاک (یعنی جس چیز سے ان پر قدرت اور عمل سہل ہو جائے) بتاؤں۔ انہوں نے عرض کیا ضرور بتا دیجئے۔ حضورؐ نے زبان کی طرف اشارہ کر کے فرمایا کہ یہ ہے (یعنی اپنی زبان کو قابو میں رکھ۔ مشکوٰۃ) حضرت معاذ نے عرض کیا یا رسول اللہ کیا ہم اپنی زبانوں کی وجہ سے بھی ماخوذ ہوں گے۔ حضور نے فرمایا کیا آدمی کو جہنم میں ناک کے بل زبان کی لان کے سوا اور کوئی چیز بھی ڈالتی ہے۔ (حاکم و مشکوٰۃ)

زبان کی لان سے مراد یہ ہے کہ جیسا درانتی کھیتی کو کاٹ کر ایک جگہ جمع کرتی رہتی ہے ایسے ہی یہ زبان کی قینچی بھی باتوں کو کتر کتر کے ایک جگہ (اعمال نامہ میں) جمع کرتی رہتی ہے۔ حق یہ ہے کہ ہم لوگ جہاں دین کے اور بہت سے امور میں لاپروائی کو کام میں لاتے ہیں زبان کے مسئلہ سے بھی بہت بے فکر ہیں۔ حالانکہ زبان کے مسئلہ ان میں بہت ہی اہم ہے مگر ہماری زبانیں ذرا بھی قابو میں نہیں ہیں۔ ہر شخص پر بے دھڑک جو دل چاہتا ہے الزام لگا دیتے ہیں دل میں اس کا خیال بھی نہیں گذرتا کہ جو الزام دوسرے پر تھوپا جا رہا ہے کسی وقت ایک بڑے حاکم کی عدالت میں اسکا بارِ ثبوت بھی اپنے ہی ذمہ ہے۔ ہم لوگوں کی حالت یہ ہے کہ نہایت بے باکی سے جس کو دل چاہے انگریزوں کا وظیفہ خوار اور سی۔ آئی ڈی کہدیتے ہیں اور جس کو دل چاہے کانگریس کا نوکر اور مزدور بتا دیتے ہیں۔ اللہ جل جلالہٗ کا ارشاد ہے۔

{ Telegram } >>> https://t.me/pasbanehaq1

وَلَا تَقْفُ مَا لَيْسَ لَكَ بِهٖ عِلْمٌ اِنَّ السَّمْعَ وَالْبَصَرَ وَالْفُؤَادَ كُلُّ اُولٰٓئِكَ كَانَ عَنْهُ مَسْئُوْلًا وَلَا تَمْشِ فِي الْاَرْضِ مَرَحًا اِنَّكَ لَنْ تَخْرِقَ الْاَرْضَ وَلَنْ تَبْلُغَ الْجِبَالَ طُوْلًا كُلُّ ذٰلِكَ كَانَ سَيِّئُهٗ عِنْدَ رَبِّكَ مَكْرُوْهًا ذٰلِكَ مِمَّآ اَوْحٰٓى اِلَيْكَ رَبُّكَ مِنَ الْحِكْمَةِ

(سورہ بنی اسرائیل ع ۵)

جس بات کا تجھ کو علم نہ ہو اس کے پیچھے نہ لگ بے شک کان، آنکھ اور دل ہر ایک کا ان میں سے (قیامت کے دن) سوال کیا جائیگا اور زمین پر اتراتا ہوا نہ چل کہ تو (زمین پر زور سے پاؤں رکھ کر) نہ زمین کو پھاڑ سکتا ہے اور نہ (بدن کو تانکر) پہاڑوں کی لمبائی کو پہونچ سکتا ہے یہ سارے برے کام آپ کے رب کے نزدیک ناپسندیدہ ہیں یہ سب باتیں منجملہ اس حکمت کے ہیں جو خدا تعالیٰ نے وحی کے ذریعہ سے آپ پر بھیجی ہے۔ اس آیت شریفہ میں کان، آنکھ دل ہر ایک چیز کے متعلق احتیاط کا حکم ہے دل میں بھی بے تحقیق بات کو جگہ دینا ظلم ہے۔ اس لئے ہر اس شخص کو جو اپنی رائے کے خلاف رائے رکھتا ہو خود غرض بتا دینا یا حب جاہ اور حب مال کا مجرم و ملزم بنا دینا بڑی سخت ذمہ داری ہے کیا یہ ممکن نہیں کہ اس کے نزدیک دین کے لحاظ سے یا مسلمانوں کی فلاح و بہبود کے واسطے یہی صورت مناسب اور ضروری ہو جو وہ اختیار کر رہا ہے۔ مانا کہ تمہارے نزدیک وہ خطرناک صورت ہے اور نہایت نقصان دہ لیکن اول تو تمہارے پاس بھی وحی نہیں ہے کہ جو راستہ تمہارا ہے وہی حق ہے۔ خطا اور ثواب کا احتمال ہر جانب ہے۔ دوسرے

{ Telegram } >>> https://t.me/pasbanehaq1

اگر مان بھی لیا جائے کہ یہی راستہ متعین ہے تب بھی یہ ضروری نہیں کہ دوسرے شخص نے غلط راستہ بد دیانتی اور خود غرضی سے ہی اختیار کیا ہے۔ خطا اجہادی سے بھی ممکن ہے اس لئے تم پر ضروری ہے کہ اسکو سمجھو اور ان اخلاق اسلامی سے جو ایک مسلمان کی شایانِ شان ہیں۔ اس کو اپنا ہم نوا بناؤ نہ یہ کہ جھوٹے سچے عیوب اس پر چسپاں کرو اور ہر وقت بہتان و غیبت میں مبتلا رہو اور اس کے درپے آزار رہو۔ اللہ جل جلالہٗ کا ارشاد ہے۔

وَالَّذِيْنَ يُؤْذُوْنَ الْمُؤْمِنِيْنَ وَالْمُؤْمِنَاتِ بِغَيْرِ مَا اكْتَسَبُوْا فَقَدِ احْتَمَلُوْا بُهْتَانًا وَّاِثْمًا مُّبِيْنًا ۝ (سورہ احزاب ع ۷)

اور جو لوگ مومن مرد اور مومن عورتوں کو بدوں اسکے کہ انہوں نے کوئی ایسا کام کیا ہو جس سے وہ شرعاً ستانے کے مستحق بن جائیں ایذا دیتے ہیں وہ لوگ بہتان اور صریح گناہ کا ارتکاب کرتے ہیں۔

ایک مرتبہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے دریافت فرمایا کہ جانتے بھی ہو مفلس کون شخص ہے صحابہ نے عرض کیا ہم میں تو مفلس وہ شخص ہے جس کے پاس نہ نقدی ہو نہ سامان۔ حضورؐ نے فرمایا میری اُمت کا مفلس وہ شخص ہے جو قیامت کے دن بہت سی نماز روزے اور زکوٰۃ وغیرہ عبادات لیکر پہونچے۔ لیکن کسی کو گالیاں دی تھیں کسی پر بہتان لگایا تھا کسی کا مال ناحق کھایا تھا کسی کا خون کیا تھا کسی کو مارا تھا اس لئے کچھ نیکیاں اس نے لے لیں اور کچھ اس نے لے لیں اور جب نیکیاں ختم ہو گئیں اور مطالبے باقی رہ گئے تو ان مطالبوں کے بقدر صاحبِ حق کے گناہ اس پر ڈال دیئے

{ Telegram } >>> https://t.me/pasbanehaq1

گئے حقیقت میں اصل مفلس یہی شخص ہے کہ نیکیوں کا کتنا بڑا انبار و متاع لیکر پہونچا لیکن ملا یہ کہ دوسروں کے بھی گناہ اپنے اُوپر پڑ گئے

ایک مرتبہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے دریافت فرمایا کہ جانتے بھی ہو غیبت کیا چیز ہے۔ صحابہ نے عرض کیا اللہ و رسولہ اعلم اللہ اور اس کے رسول ہی زیادہ جانتے ہیں۔ حضورؐ نے فرمایا کسی شخص کی ایسی بات کرنا جو اسکو ناگوار ہو۔ کسی نے عرض کیا یا رسول اللہ اگر واقعی اس میں وہ عیب ہو حضورؐ نے فرمایا جب ہی تو غیبت ہے اگر وہ عیب نہ ہو اور پھر کہا جائے تو یہ غیبت نہیں یہ بہتان ہے (ترغیب) البتہ یہ ضروری ہے کہ یہ کہنا محض عیب جوئی کی غرض سے ہو تب حرام اور گناہ ہے اور اگر کوئی دینی ضرورت اور مصلحت اسکے عیب کے اظہار کی مقتضی ہو تو مضائقہ نہیں۔ لیکن کسی ایسی بات کا کہنا جو واقعہ میں اس میں موجود نہیں ہے وہ کسی حال بھی جائز نہیں۔ ایک حدیث میں آیا ہے جو شخص کسی مسلمان کو ایسی بات کہے جو اس میں نہیں ہے تو حق تعالیٰ شانہٗ اسکو جہنم کے اس حصہ میں قید کر دیں گے۔ جہاں اہل جہنم کا پسینہ لہو پیپ وغیرہ جمع ہوتا ہو (ترغیب) درحقیقت ہم لوگوں کی زبانیں قابو میں نہیں ہیں جس شخص کے متعلق جو چاہے بے تکلف حکم لگا دیتے ہیں حالانکہ زبان کی حفاظت بہت ہی زیادہ اہم ہے۔ ایک صحابی نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے دریافت کیا کہ مجھے کوئی ایسی چیز بتا دیجئے جس کو مضبوط پکڑ لوں۔ حضورؐ نے زبان کی طرف اشارہ فرمایا کہ اس کا مالک بنا رہ۔

{ Telegram } >>> https://t.me/pasbanehaq1

ایک دوسرے صحابی نے حضور سے دریافت کیا کہ کس چیز سے بچوں۔ حضورؐ نے فرمایا زبان سے (ترغیب) حدیث میں آیا ہے کہ جو لوگ آدمیوں کا مذاق اُڑاتے ہیں ان کے لئے قیامت میں جنت کا ایک دروازہ کھولا جائے گا اس میں سے ان کو ہر ایک کو آوازیں دی جائیں گی کہ جلدی آجا جلدی آجا۔ جب وہ اس تکلیف اور مصیبت کی وجہ سے جس میں وہ مبتلا ہوگا بڑی دقت سے دروازہ کے قریب پہونچے گا وہ دروازہ فوراً بند کر لیا جائے گا اور دوسری طرف ایک دروازہ کھل جائے گا اور وہاں سے اسی طرح بلانے کی آوازیں آئیں گی اور جب وہ بڑی مشقت سے اس دروازہ کے قریب پہونچے گا تو وہ بھی بند ہو جائے گا اور تیسرا دروازہ اسی طرح کھلے گا یہی معاملہ اس کے ساتھ رہے گا۔ حتیٰ کہ وہ مایوس ہو کر اس کھلے ہوئے دروازہ کی طرف جانے کی بھی ہمت نہ کرے گا (ترغیب) یہ بدلہ ہے اس کے مسلمانوں کے ساتھ مخول اور مذاق کرنے کا کہ اس کے ساتھ بھی مذاق کا معاملہ کیا جائیگا۔ جو لوگ معمولی سی مخالفت پر مسلمانوں کا مذاق اڑاتے ہیں ان کے کارٹون شائع کرتے ہیں انکی ہجو میں قصائد لکھتے ہیں وہ کبھی خلوت میں بیٹھ کر اپنے حشر کا بھی غور کریں۔ مسلمان کے عقیدہ کے موافق معاملہ اس دنیا ہی میں ختم ہونے والا نہیں۔ ہر بات اعمالنامہ میں محفوظ ہے اور اللہ کی سچی خفیہ پولیس مسلط ہے۔ مَا يَلْفِظُ مِنْ قَوْلٍ إِلَّا لَدَيْهِ رَقِيبٌ عَتِيدٌ (س قاع ۲) کوئی لفظ (آدمی) منہ سے نکالنے نہیں پاتا مگر اسکے پاس ایک تاک لگانے والا (فرشتہ موجود ہوتا ہے) دوسری جگہ ارشاد ہے۔ إِنَّ رُسُلَنَا يَكْتُبُونَ

{ Telegram } >>> https://t.me/pasbanehaq1

مَا تَمْكُرُوْنَ (سورہ یونس ع ۳) بے شک ہمارے قاصد (فرشتے) تمہاری چالوں کو لکھ رہے ہیں کس قدر غور کا مقام ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی پاک تعلیم مسلمان کے لئے یہ تھی۔ اِذَا سَبَكَ رَجُلٌ بِمَا يَعْلَمُ مِنْكَ فَلَا تَسُبَّهُ بِمَا تَعْلَمُ مِنْهُ فَيَكُوْنُ اَجْرُ ذٰلِكَ لَكَ وَوَبَالُهٗ عَلَيْهِ كَذَا فِي الْجَامِعِ ۵

(جب کوئی شخص تجھے ایسے عیب کے ساتھ بدنام کرے جو اس کو تیرے اندر معلوم ہے تو تو اس کو ایسے عیب سے بدنام نہ کر جو اس میں تجھے معلوم ہے اس صورت میں تیرے لئے اجر ہے اور اس کے لئے وبال ہے) مگر ہم لوگ عیب لگانے کے لئے بدنام کرنے کے لئے انتقام لینے کے لئے اسکی بھی ضرورت نہیں سمجھتے کہ اس میں وہ عیب واقعی طور پر موجود ہو بلکہ سراسر افترا کرتے ہیں اور عیوب کو گھڑتے ہیں۔ یہ ہے ہمارا تعلیمات اسلام پر عمل۔ ایسی حالت میں ہم لوگ اپنے مخالف سے انتقام نہیں لیتے بلکہ اسلام کو بدنام کرتے ہیں دوسرے دیکھنے والوں کو کیا معلوم ہے کہ ہمارے یہ اعمال اسلامی تعلیم نہیں ہیں بلکہ اسکے منافی ہیں۔ کسی اجنبی دیکھنے والے کو کیا معلوم ہو سکتا ہے کہ ہماری اسلامی تعلیم کیا ہے اور ہم اپنی تعلیم سے کتنی دور جا پڑے ہیں۔ اجنبی لوگ اسلام کی تصویر ہم لوگوں کو سمجھتے ہیں اور ان کو سمجھنا بھی چاہیئے۔ لیکن ان کو کیا خبر ہے کہ ہم لوگ اپنی تعلیم پر عمل تو درکنار اسکو معلوم کرنے کی بھی کوشش نہیں کرتے۔ ہم کو اپنے دین، اپنے مذہب، اپنے اسلامی تعلیمات اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اقوال و افعال، صحابہ کرام

{ Telegram } >>> https://t.me/pasbanehaq1

رضی اللہ عنہم کے معمولات اور معاملات معلوم کرنے کی بھی فرصت نہیں
چہ جائیکہ ان پر عمل کریں۔ ہمارا دین روٹی بن گیا، ہمارا مذہب پیسہ بن گیا،
ہمارا کمال دنیا جیسی ذلیل چیز کی وجاہت بن گئی۔ ہم اپنی عزت و وقار
حاصل کرنے کے لئے یا اور کسی دنیوی فاسد غرض حاصل کرنے کے لئے کسی
کی آبرو ریزی میں تامل نہیں کرتے، جھوٹ بولنے سے نہیں جھجکتے، جھوٹی
قسم کھالینے میں باک نہیں کرتے حالانکہ کبھی مسلمان اور جھوٹ میں تضاد کی
نسبت تھی۔ حضور کا ارشاد ہے کہ جب کوئی شخص جھوٹ بولتا ہے تو (رحمت کے)
فرشتے اسکے منہ کے تعفن اور بدبو سے ایک میل کے فاصلہ پر چلے جاتے ہیں۔
(مشکوٰۃ) گویا اسکی عفونت اور سڑاہند اتنی دور تک پھیلتی ہے۔

ایک شخص نے حضورؐ سے دریافت کیا کہ کیا مومن نامرد و بزدل ہو سکتا
ہے۔ حضورؐ نے فرمایا ہاں، ہو سکتا ہے۔ انہوں نے دریافت کیا کہ مومن بخیل
ہو سکتا ہے۔ حضورؐ نے فرمایا ہو سکتا ہے انہوں نے عرض کیا کہ مومن جھوٹا
ہو سکتا ہے۔ حضور نے فرمایا کہ نہیں (مومن جھوٹا نہیں ہو سکتا۔ (مشکوٰۃ) حضرت
ابوبکر صدیق کا ارشاد ہے کہ اپنے آپ کو جھوٹ سے بچاؤ کیونکہ جھوٹ
ایمان سے دور رہتا ہے (درمنثور) حضرت عائشہ فرماتی ہیں کہ نبی اکرم
صلی اللہ علیہ وسلم کو کوئی عادت جھوٹ سے زیادہ ناپسند نہیں تھی۔ جب
کسی کا جھوٹ بولنا معلوم ہوتا تو اس وقت تک نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم
کو اس سے گرانی رہتی جب تک توبہ کا علم نہ ہو جاتا (در) حضرت عبداللہ
بن عمر کہتے ہیں کہ ہم نے حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا کہ بہترین شخص

{ Telegram } >>> https://t.me/pasbanehaq1

کون ہے۔ حضورؐ نے فرمایا ہر مخموم (صاف) دل والا اور سچی زبان والا۔ ہم نے عرض کیا کہ سچی زبان تو معلوم ہے لیکن مخموم دل سے کیا مراد ہے حضور نے فرمایا وہ شخص جو متقی ہو صاف آدمی ہو نہ اس میں گناہ ہو نہ ظلم نہ حسد نہ کینہ (ابن ماجہ) حضرت عمرؓ فرماتے ہیں کہ مومن کو تم جھوٹا نہ پاؤ گے۔ حضرت انسؓ فرماتے ہیں کہ آدمی جھوٹ کی (نحوست کی) وجہ سے دن کے روزے اور رات کے تہجد سے محروم ہو جاتا ہے۔ حضرت فضیل بن عیاض (جو اکابر صوفیا میں ہیں) فرماتے ہیں کہ آدمی حلال کی کمائی اور سچ بولنے کے برابر کسی چیز سے بھی زینت نہیں پاتا (در منثور)

حضرت عقبۃ بن عامرؓ کہتے ہیں کہ میں نے حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا کہ نجات (کا ذریعہ) کیا ہے ارشاد فرمایا کہ اپنی زبان کو قابو میں رکھو اپنے گھر میں جمے رہو (فضول گشت لگاتے نہ پھرو) اور اپنی خطاؤں پر روتے رہو (مشکوٰۃ)

## جواب نمبر ۶

صحیح ہے اور بالکل صحیح مگر شدنی امر ہے، ہونی والی چیز ہے اور کوئی نئی چیز نہیں، کونسا زمانہ ایسا گذرا ہے جس میں علماء سے عداوت نہیں ہوئی انکی اہانتیں نہیں ہوئیں کیا امام اعظم کو قید نہیں کیا گیا۔ امام مالکؒ کو سخت سے سخت نہیں مارا گیا۔ امام احمد بن حنبل پر کیا کیا نہیں گذرا۔ غرض کسی جلیل القدر عالم کو لے لیجئے وہ نا اہلوں کی اذیت و تکلیف کا شکار رہا ہوگا۔ اِلّا ماشاء اللہ حضرت علی کرم اللہ وجہہٗ نے تو قاعدہ ہی ارشاد فرما دیا۔ وَالْجَاهِلُوْنَ لِاَهْلِ الْعِلْمِ اَعْدَاءٌ (در مختار) جہلاء اہلِ علم کے دشمن ہوتے ہیں نیز آئندہ

{ Telegram } >>> https://t.me/pasbanehaq1

کو اس میں اضافہ ہونا ضروری ہے۔ اور ہو کر رہے گا۔ اس لئے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے علاماتِ قیامت میں اس چیز کو شمار کیا ہے اور جتنے علامات قیامت حدیثوں میں وارد ہوئے ہیں وہ تقریباً سب ہی پائے جا رہے ہیں اور جن کا ابھی وقت نہیں آیا وہ عنقریب آ رہے ہیں کہ ان کے آثار شروع ہو گئے ہیں۔ اس لئے کوئی وجہ نہیں کہ یہ چیز نہ پائی جائے بلکہ جو کچھ پیش آ رہا ہے اور آتا جا رہا ہے وہ اس کے مقابلہ میں جو عنقریب آنے والا ہے کچھ بھی نہیں ہے۔ حضور کا ارشاد ہے کہ ایک زمانہ آنے والا ہے جس میں علماء کو کتوں کی طرح قتل کیا جائے گا۔ کاش اس وقت علماء بتکلف باولے بن جائیں (یعنی ان روشن دماغوں کے کاموں میں دخل نہ دیں نہ ان کی اصلاح کی فکر کریں) ایک حدیث میں وارد ہے کہ ایک زمانہ ایسا بھی آنے والا ہے کہ علماء کو موت سُرخ (کندن) سونے سے زیادہ محبوب ہو گی۔ ایک حدیث میں ارشاد ہے کہ ایک زمانہ ایسا آنے والا ہے کہ اس میں عالم کا اتباع نہیں کیا جائیگا۔ اور نہ حلیم آدمی سے شرم کی جائے گی نہ اس میں بڑے کی تعظیم ہو گی، نہ چھوٹے پر شفقت ہو گی۔ دنیا کے حاصل کرنے پر آپس کا قتل و قتال ہو گا جائز کو جائز نہ سمجھیں گے، ناجائز کو ناجائز نہ سمجھیں گے، نیک لوگ چھپتے پھریں گے۔ اس زمانہ کے آدمی بدترین خلائق ہونگے۔ حق تعالیٰ شانہ قیامت میں انکی طرف ذرا بھی توجہ نہ فرمائیں گے۔ ایک

{ Telegram } >>> https://t.me/pasbanehaq1

حدیث میں آیا ہے کہ ایک زمانہ ایسا آنے والا ہے کہ اس میں (سچا) مومن ایسا چھپتا پھرے گا جیسے کہ تم میں منافق چھپتا ہے (الاشاعۃ) ایک حدیث میں ہے کہ اگر مومن گوہ کے سوراخ میں داخل ہو جاتے تو حق تعالیٰ شانہٗ وہاں بھی اسکے لئے کسی منافق یا اس شخص کو مسلط فرما دیں گے جو اُس کو اذیت پہونچاتے (مجمع الزوائد) اس لئے اہل اللہ کی اہانت دینداروں پر سب وشتم سب ہی کچھ ہو کر رہے گا اور جتنا کچھ ہو رہا ہے اس سے زیادہ ہوگا۔ نیز علماء یا مشائخ دیندار یا متقیوں کا کیا ذکر ہے جب آجکل صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اجمعین کو برملا علی الاعلان گالیاں دی جاتی ہیں انکی اہانتیں کی جاتی ہیں روافض کا تو مستقل کام ہمیشہ سے یہی ہے لیکن اب تو روشن دماغ سنیوں کی طرف سے ہو رہا ہے جس صحابی کی شان میں جو چاہا کہہ مارا جو دل میں آیا لکھ ڈالا نہ کوئی پوچھنے والا ہے نہ روکنے والا۔ حالانکہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے جو میرے صحابہ کو گالیاں دے اس پر اللہ کی لعنت ہے فرشتوں کی لعنت ہے تمام انسانوں کی لعنت ہے۔ (جامع)

حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے دُعا فرمائی ہے کہ اے اللہ میں ایسے زمانہ کو نہ پاؤں یا صحابہ کو خطاب فرمایا کہ تم لوگ ایسے زمانہ کو نہ پاؤ جس میں عالم کا اتباع نہ کیا جائے، حلیم سے شرم نہ کی جائے اس زمانہ کے لوگوں کے دل عجمی (کفار) جیسے ہونگے اور زبانیں عرب جیسی (فصیح) (ترغیب) حضور کا ارشاد ہے کہ ایک زمانہ ایسا آنے والا ہے کہ اس

{ Telegram } >>> https://t.me/pasbanehaq1

میں دین پر جمنے والا ایسا ہوگا جیسے ہاتھ میں آگ کی چنگاری پکڑنے والا (الاشاعۃ) حضورؐ نے علامات قیامت سے یہ بھی شمار کرایا ہے کہ خاندان میں (حقیقی) مومن بکری کے بچہ سے زیادہ ذلیل اور ناقابل التفات سمجھا جائیگا (الاشاعۃ)

نیز علامات قیامت میں یہ بھی وارد ہے کہ فاسق لوگ خاندان کے سردار سمجھے جائیں گے اور کمینہ لوگ قوم کے ذمہ دار ہوں گے اور اس وجہ سے آدمی کا اعزاز کیا جائے گا کہ اس کے شر اور نقصان سے محفوظ رہ سکیں (الاشاعۃ) نیز یہ بھی علامات قیامت میں ہے کہ گانے والیوں کی کثرت ہوجائیگی اور باجوں کا زور ہوگا، شراب کثرت سے پی جائیگی اور اُمت کے اسلاف کو بُرا بھلا کہا جائیگا۔ ایک حدیث میں آیا ہے کہ ایک زمانہ ایسا آنے والا ہے جس میں کوئی دیندار اپنے دین کو سالم نہیں رکھ سکتا مگر یہ کہ ایک پہاڑ سے دوسرے پہاڑ پر اور ایک سوراخ سے دوسرے سوراخ میں جاکر چھپے جیسے کہ لومڑی اپنے بچوں کو لئے پھرتی ہے اور یہ وہ زمانہ ہوگا جس میں حلال روزی مشکل بن جائے گی۔ اور بغیر اللہ کی معصیت کے روزی حاصل ہونا دشوار ہوجائے گا (اشاعۃ)

نیز علامات قیامت میں یہ بھی وارد ہوا ہے کہ عام کساد بازاری ہوگی اولاد زنا کی کثرت ہوگی، غیبت پھیل جائے گی، مالداروں کی عظمت کی جائے گی، منکرات (ناجائز اُمور) کرنے والوں کا غلبہ ہوگا اور تعمیرات کی کثرت ہوگی (اشاعۃ) نیز فحش گوئی، بدخلقی، پڑوسیوں

{ Telegram } >>> https://t.me/pasbanehaq1

کے ساتھ بُرا برتاؤ۔ نیز یہ بھی علامات قیامت میں ہے۔ دفعی موت (کثرت سے) ہونے لگی گی (جو آج کل عام طور سے ہونے لگی جس کو قلب کی حرکت بند ہو جانا کہتے ہیں) غرض احادیث میں قیامت کی علامات بہت کثرت سے وارد ہوئی ہیں علماء نے ان کو مستقل تصانیف میں جمع فرمایا ہے ان کا اکثر و بیشتر حصہ پایا جا رہا ہے تو کوئی وجہ نہیں کہ یہ علامت نہ پائی جائے اور جتنی کمی باقی ہے وہ پوری نہ ہو جائے وہ یقیناً پوری ہوگی اور ضرور ہوگی۔ علما پر منحصر نہیں بلکہ ہر دیندار کا یہی حشر ہونے والا ہے دین پر عمل کرنا جیسا کہ ابھی گذرا ہاتھ میں چنگاری لینے سے زیادہ مشکل ہو جائے گا۔ ایک حدیث میں وارد ہے کہ قیامت کی علامات سے یہ بھی ہے کہ سچے آدمیوں کو جھٹلایا جائے گا اور جھوٹوں کی تصدیق کی جائے گی (اشاعۃ)

حضرت علیؓ فرماتے ہیں ایک مرتبہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا تم لوگوں کا اس وقت کیا حال ہوگا جب نوجوان فاسق بن جائیں گے اور عورتیں سرکش ہو جائینگی۔ صحابہ نے عرض کیا یا رسول اللہ کیا ایسا بھی ہو جائے گا حضورؐ نے فرمایا بیشک ہوگا اور اس سے بھی زیادہ سخت ہوگا پھر آپ نے ارشاد فرمایا اس وقت تمہارا کیا حال ہوگا جب تم نیک کاموں کا حکم کرنا چھوڑ دوگے اور بُری باتوں سے روکنا چھوڑ دوگے۔ صحابہ نے عرض کیا یا رسول اللہ کیا ایسا بھی ہو جائیگا۔ حضورؐ نے فرمایا بیشک ہوگا اور اس سے بھی سخت ہوگا پھر آپ نے فرمایا اس وقت تمہارا کیا حال ہوگا جب تم

{ Telegram } >>> https://t.me/pasbanehaq1

بُری چیزوں کے کرنے کا حکم کرو گے اور اچھے کاموں کے کرنے سے منع کرنے لگو گے۔ صحابہ نے عرض کیا یا رسول اللہ کیا ایسا بھی ہو جائیگا۔ حضورؐ نے ارشاد فرمایا بیشک ہوگا اور اس سے بھی سخت ہوگا۔ پھر آپ نے فرمایا اس وقت تمہارا کیا حال ہوگا جب نیک کاموں کو بُرا سمجھنے لگو گے اور ناجائز چیزوں کو اچھا سمجھنے لگو گے (جمع الفوائد) اخیر کے دو جملوں میں یہ فرق ہے کہ کسی بُرے کام کو کرنا اور چیز ہے اور اسکو اچھا سمجھنا اور چیز ہے۔ شریعت کی نگاہ میں کسی بُرے کام کو کرنا اتنا سخت نہیں ہے جتنا اسکو اچھا سمجھنا سخت ہے کہ اس میں عقیدہ کی خرابی ہے اور عقیدہ کی خرابی عمل کی خرابی سے ہمیشہ زیادہ سخت ہوتی ہے آدمی کتنا ہی بڑے سے بڑا گناہ کرنے لگے وہ کفر نہیں ہے لیکن اسلام کی کسی معمولی سے معمولی چیز کے جس کا ضروریات دین میں سے ہونا ثابت ہو چکا ہو۔ استخفاف یا انکار کرنے سے اسلام ہی باقی نہیں رہتا وہ بالاتفاق کافر ہو جاتا ہے۔ جب یہ علامات اکثر پائی جا رہی ہیں ایسے حالات میں اگر دینیات کو یا علم و علماء کو بُرا بھلا کہا جائے یا بُرا سمجھا جائے تو کیا بعید ہے اور اس میں کونسی تعجب کی بات ہے۔

حضرت عبداللہ مسعودؓ نے ایک شخص سے فرمایا کہ تم لوگ آجکل ایسے زمانہ میں ہو کہ علماء کی کثرت ہے اور قاریوں کی کمی ہے قرآن پاک کے حدود کی رعایت بہت زیادہ ہے حروف کی رعایت اتنی نہیں ہے۔ سوال کرنے والے کم ہیں عطا کرنے والے کثرت سے ہیں نمازیں لمبی لمبی پڑھتے ہیں اور خطبے (وعظ) مختصر مختصر کہتے ہیں اپنے اعمال کو اپنی خواہشات

{ Telegram } >>> https://t.me/pasbanehaq1

پر مقدم کرتے ہیں لیکن عنقریب ایسا زمانہ آنے والا ہے جس میں علماء کی قلت ہوگی قراء کی کثرت ہوگی قرآن کے الفاظ کا اہتمام زیادہ ہوگا اس کے احکام کی رعایت بہت کم ہوگی، سوال کرنے والے بہت ہوجائیں گے اور عطا کرنے والے کم ہونگے خطبے (اور تقریریں) لمبی لمبی ہوں گی نمازیں مختصر ہوجائیں گی خواہشات اعمال پر مقدم ہوجائیں گی (جمع) غرض یہ سب چیزیں ہونگی اور ہوتی جارہی ہیں۔ اس سب کے علاوہ قانون الٰہی کا مقتضا بھی ہے کہ علما ہوں یا مشائخ مشاہیر کے لئے سب وشتم بھی ایک قدیمی معمول ہے کوئی زمانہ بھی اس سے خالی نہیں گذرا نہ گذرے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد صحیح حدیث میں وارد ہے۔ اِنَّ حَقًّا عَلَی اللّٰہِ اَنْ لَّا یَرْفَعَ شَیْئًا مِّنْ اَھْلِ الدُّنْیَا اِلَّا وَضَعَہٗ کَذَا فِی الْجَامِعِ بِرِوَایَۃِ الْبُخَارِیِّ وَاَبِیْ دَاؤُدَ وَالنَّسَائِیِّ وَاَحْمَدَ عَنْ اَنَسٍ۔ اللہ تعالیٰ کی یہی عادت ہے کہ دنیا کی جس چیز کو بلند کرتے ہیں اسکو پست بھی کرتے ہیں یہی وجہ ہے کہ تمام عالم پر غور کرلو گذرے ہوئے زمانوں کو دیکھو اور زمانہ حال کو جانچو جس شخص کی شہرت جس نوع کی پاؤ گے اسی نوع کی اسکی اہانت دیکھو گے۔ جن لوگوں کی اخبارات واشتہارات میں تعریفیں دیکھو گے اخبارات واشتہارات ہی میں اہانتیں بھی پاؤ گے اور جن کی مجالس علمیہ یا خاصہ میں شہرت دیکھو گے ویسی ہی مجالس میں ان پر سب وشتم بھی پاؤ گے کبھی کبھی زمانی تقدم تاخر تو ملے گا مگر اسکا تخلف شاید نہ ملے۔ اس لئے یہ چیز نہ قابلِ التفات ہے نہ قابلِ خیال علماء کو نہ اس طرف متوجہ ہونے کی

{ Telegram } >>> https://t.me/pasbanehaq1

ضرورت ہے نہ ازالہ کے فکر کی۔ جس چیز کی اصل ضرورت ہے وہ یہ ہے کہ دیانۃً فیما بینھم وبین اللہ معاملہ صاف ہونا چاہیئے۔ عزت و وقار کے حاصل کرنے کی غرض سے کوئی قدم نہ اٹھایا جائے بلکہ جو قدم بھی اٹھایا جائے وہ اللہ کی رضا اسکے دین کی حفاظت اعلاء کلمۃ اللہ اور اعلاء کلمۃ الحق کی نیت سے ہو کوئی ساتھ ہو الحمد للہ نہ ہو ان کی پاپوش سے۔ کیا انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام نے نااہل اور ناحق لوگوں کے ہاتھ سے اذیتیں نہیں اُٹھائیں سب و شتم درکنار زخم نہیں کھائے قتل نہیں ہوئے خود سید الانبیاء اور فخر رُسل نے کیا کیا کچھ نہیں سُنا۔ ساحر، مجنون، کاہن جماعتوں میں تفریق پیدا کرنے والا وغیرہ وغیرہ ناشائستہ الفاظ سے نہیں پکارے گئے غرض کونسی ایسی چیز ہوئی جو برداشت نہیں کی گئی۔ پھر وارثین انبیاء کو اس کا کیا قلق اور گلہ ہو سکتا ہے جو چیز قابل فکر قابل اہتمام قابل لحاظ اور قابل خیال ہے وہ یہ ہے کہ یہ سب کچھ اللہ کی رضا کے واسطے برداشت کیا جائے محض اسکی رضا مقصود ہو اور اسی کے لئے یہ سب کچھ کیا جائے۔ ایسا نہ ہو کہ وہ بھی حاصل نہ ہو کہ یہ یقیناً خسران ہے اور اللہ کی رضا کے بعد جس کا جو دل چاہے کہے بلکہ میں تو بعض اوقات یہ خیال کیا کرتا ہوں کہ مجھ جیسے کم ظرف لوگوں کے لئے تو یہ اللہ کی بڑی مہربانی اور لطف ہے کہ یہ مالدار لوگ اس سے علیحدہ اور مجتنب رہیں حضرت مرزا مظہر جانجاناںؒ نے اپنے مکاتیب میں لکھا ہے کہ الحمد للہ اس زمانہ میں دنیا دار فقراء سے تعلق نہیں رکھتے ورنہ ان کو دقت ہوتی۔

{ Telegram } >>> https://t.me/pasbanehaq1

حضرت خواجہ ہاشم نے حضرت مجدد صاحبؒ کے مقالات میں لکھا ہے کہ میں ایک مرتبہ خواجہ حسام الدین کی خدمت میں حاضر ہوا جو حضرت خواجہ باقی باللہ کے خلفا میں تھے حاضرین میں سے کسی نے اغنیا کی شکایت کی کہ وہ فقرار سے تعلق نہیں رکھتے پہلے امرا جیسا احترام بھی ان کے قلوب میں نہیں ہے۔ خواجہ صاحب نے فرمایا کہ برادر من یہ اللہ کی بڑی حکمت ہے اس لئے کہ پہلے زمانہ میں فقرار اس قدر یکسو تھے کہ جتنا بھی امرا اس طرف متوجہ ہوتے وہ ان سے علیحدہ ہی رہتے اس زمانہ میں ہم لوگ ایسے نہیں ہیں بلکہ اگر یہ لوگ ہم سے تعلقات بڑھائیں اختلاط پیدا کریں تو ہم لوگ اپنی فقیرانہ وضعداری کو باقی نہیں رکھ سکتے۔ اس لئے اللہ جل شانہ کا کرم محافظ بن رہا ہے۔ (کلمات طیبات) البتہ یہ ضروری ہے کہ جو لوگ علمائے حق کے درپے آزار ہیں انکی اہانت و تذلیل کو فخر سمجھتے ہیں اور کرتے ہیں وہ غالباً بلکہ یقیناً علما کی بہ نسبت اپنا نقصان زیادہ کر رہے ہیں علمار کا تو زیادہ سے زیادہ یہ نقصان کریں گے کہ کچھ دُنیاوی متاع میں شاید نقصان پہونچا سکیں بشرطیکہ وہ مقدر میں کچھ کمی کر سکنے پر قادر ہوں یا دنیوی عزت وجاہ کو جو نہایت ہی بے وقعت اور ناپائیدار چیز ہے نقصان پہونچا سکیں گے مگر یہ لوگ اپنے کو برباد کر رہے ہیں اور اپنا دینی نقصان کر رہے ہیں۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ وہ شخص میری امت میں سے نہیں ہے جو ہمارے بڑوں کی تعظیم نہ کرے ہمارے چھوٹوں پر رحم نہ کرے اور ہمارے عالم کی قدر نہ کرے (ترغیب)

{ Telegram } >>> https://t.me/pasbanehaq1

اس ارشاد نبوی کے بعد علما کو علی العموم گالیاں دینے والے بُرا بھلا کہنے والے اپنے کو اُمت محمدیہ میں شمار کرتے رہیں لیکن صاحب اُمت ان کو اپنی اُمت میں شمار کرنے کے لئے آمادہ نہیں ہیں۔ حضور کا ارشاد ہے کہ تین شخص ایسے ہیں جن کو منافق کے سوا کوئی شخص ہلکا (اور ذلیل) نہیں سمجھ سکتا۔ ایک وہ شخص جو اسلام کی حالت میں بوڑھا ہوگیا ہو دوسرے اہل علم تیسرے منصف بادشاہ (ترغیب)

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے۔ اُغْدُ عَالِمًا اَوْ مُتَعَلِّمًا اَوْ مُسْتَمِعًا اَوْ مُحِبًّا وَلَا تَكُنِ الْخَامِسَ فَتَهْلِكَ (مقاصد حسنہ، جامع) کہ تو یا عالم بن یا طالب علم یا علم کا سُننے والا یا (علم اور علماء) سے محبت رکھنے والا۔ پانچویں قسم میں داخل نہ ہونا، ورنہ ہلاک ہو جائے گا حافظ ابن عبدالبر فرماتے ہیں کہ پانچویں قسم سے مراد علماء کی دشمنی ہے اور ان سے بغض رکھنا۔ ایک حدیث میں حضور کا ارشاد ہے کہ تو عالم بن یا طالب علم اور اگر دونوں نہ بن سکے تو علماء سے محبت رکھنا ان سے بغض نہ رکھنا (مجمع) ایک حدیث میں وارد ہے حَمَلَةُ الْقُرْآنِ عُرَفَاءُ اَهْلِ الْجَنَّةِ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ رَوَاهُ الطَّبْرَانِيُّ عَنِ الْحُسَيْنِ بْنِ عَلِيٍّ كَذَا فِي الْجَامِعِ وَرَقَمَ لَهٗ بِالضُّعْفِ لٰكِنْ قَالَ الْعَزِيْزِيُّ مَتْنُهٗ صَحِيْحٌ قرآن شریف کے حاملین (یعنی حفاظ اور علما) قیامت کے دن جنت والوں کے چوہدری ہونگے۔ دوسری حدیث میں وارد ہے کہ حَمَلَةُ الْقُرْآنِ اَوْلِيَاءُ اللّٰهِ فَمَنْ عَادَاهُمْ عَادَى اللّٰهَ وَمَنْ وَّالَاهُمْ فَقَدْ وَالَى اللّٰهَ رَوَاهُ الدَّيْلَمِيُّ وَابْنُ النَّجَّارِ عَنْ

{ Telegram } >>> https://t.me/pasbanehaq1

ابْنِ عُمَرَ كَذَا فِي الْجَامِعِ وَرَقَمَ لَهُ بِالضُّعْفِ ۝

حاملین قرآن اللہ کے ولی ہیں جو شخص ان سے دشمنی کرتا ہے وہ اللہ سے دشمنی کرتا ہے اور جو ان سے دوستی کرتا ہے وہ اللہ سے دوستی کرتا ہے۔

حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ میں اپنی امت پر تین چیزوں سے زیادہ کسی چیز کا خوف نہیں کرتا منجملہ ان کے ایک یہ ہے کہ وہ علم والے شخص کو دیکھیں اور اسکو ضائع کر دیں پروانہ کریں (ترغیب)

امام نووی شرح مہذب میں لکھتے ہیں کہ بخاری شریف میں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد نقل کیا گیا ہے کہ اللہ جل شانہٗ کا ارشاد ہے جو شخص میرے کسی ولی کو ستائے میری طرف سے اس کو لڑائی کا اعلان ہے۔ اور خطیب بغدادی نے حضرت امام ابوحنیفہؒ اور امام شافعیؒ سے نقل کیا ہے کہ اگر فقہا (علماء) اللہ کے ولی نہیں ہیں تو پھر اللہ کا کوئی ولی ہے ہی نہیں۔ حبر الامۃ حضرت عبداللہ بن عباسؓ فرماتے ہیں کہ جو شخص کسی فقیہ (عالم) کو اذیت پہونچاتے اس نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اذیت پہونچائی اور جو شخص رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اذیت پہونچائے اس نے اللہ جل جلالہ کو اذیت پہونچائی۔ حافظ ابوالقاسم بن عساکر فرماتے ہیں۔

| | |
|---|---|
| اِعْلَمْ يَا اَخِيْ وَفَّقَنِيَ اللّٰهُ وَاِيَّاكَ لِمَرْضَاتِهٖ وَجَعَلَنَا مِمَّنْ يَّخْشَاهُ وَيَتَّقِيْهِ حَقَّ تُقَاتِهٖ اَنَّ لُحُوْمَ | میرے بھائی ایک بات سنئے حق تعالیٰ شانہٗ مجھے اور تجھے اپنی رضا کے اسباب کی توفیق عطا فرمائے اور ہم کو ان لوگوں میں داخل فرمائے جو اس سے ڈرنے والے ہوں اور جیسا کہ |

{ Telegram } >>> https://t.me/pasbanehaq1

الْعُلَمَاءِ مَسْمُوْمَةٌ وَعَادَةُ اللّٰهِ فِيْ هَتْكِ اَسْتَارِ مُنْتَقِصِيْهِمْ مَعْلُوْمَةٌ وَاِنَّ مَنْ اَطْلَقَ اللِّسَانَ فِي الْعُلَمَاءِ بِالثَّلْبِ بَلَاهُ اللّٰهُ قَبْلَ مَوْتِهٖ بِمَوْتِ الْقَلْبِ۔ (شرح مہذب)

چاہیئے ویسا تقویٰ کرنے والے ہوں (یہ بات سنئے) کہ علما کے گوشت (یعنی غیبت) نہایت زہریلے ہیں اور انکی شان میں گستاخی کرنے والوں کی پردہ دری میں اللہ کی عادت سب کو معلوم ہے کہ جو لوگ علماء کی اہانت کرتے ہیں اللہ تعالیٰ ان کی پردہ دری فرماتے ہیں جو شخص ان کو عیب لگانے میں لب کشائی کرتا ہے اسکے مرنے سے پہلے حق تعالیٰ شانہٗ اسکے دل کو مردہ بنا دیتے ہیں۔

مولانا عبدالحیٔ صاحبؒ اپنے فتاویٰ میں لکھتے ہیں:

کہ اگر مقصود آن دشنام دہندہ استخفاف علم و تحقیر علما من حیث العلم است فقہا حکم بکفرش می دہند ورنہ اگر فاسق و فاجر بودن آنکس و مستحق غضب الٰہی و مستوجب عذاب دنیوی و اخروی شدن آن شبہ نیست

اگر گالیاں دینے والے کا مقصود علم اور علما کی تحقیر علم کی وجہ سے ہے تو فقہا اسکے کفر کا فتویٰ دیتے ہیں ورنہ اگر کسی اور وجہ سے ہے تب اس شخص کے فاسق و فاجر ہونے میں اور اللہ کے غضب اور دنیا اور آخرت کے عذاب کے مستحق ہونے میں شبہ نہیں۔

اس کے بعد فقہاء کے کلام سے نیز قرآن پاک اور احادیث سے اس مضمون کی تائید نقل فرمائی ہے۔ علامہ عبدالوہاب شعرانی جو اکابر صوفیہ میں ہیں انہوں نے ایک کتاب عہود محمدیہ میں لکھی ہے جس کا حاصل یہ ہے کہ فلاں فلاں باتوں پر حضورؐ نے عہد لئے ہیں۔ اس میں لکھتے ہیں۔

{ Telegram } >>> https://t.me/pasbanehaq1

أُخِذَ عَلَيْنَا الْعَهْدُ الْعَامُّ مِنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَنْ نُكْرِمَ الْعُلَمَاءَ وَنُبَجِّلَهُمْ وَنُوَقِّرَهُمْ وَلَا نَرٰى لَنَا قُدْرَةً عَلٰى مُكَافَاتِهِمْ وَلَوْ اَعْطَيْنَا هُمْ جَمِيْعَ مَا نَمْلِكُ اَوْ خَدَمْنَاهُمُ الْعُمْرَ كُلَّهٗ وَهٰذَا الْعَهْدُ قَدْ اَخَلَّ بِهٖ غَالِبُ طَلَبَةِ الْعِلْمِ وَالْمُرِيْدِيْنَ فِيْ طَرِيْقِ الصُّوْفِيَّةِ حَتّٰى لَا نَكَادُ نَرٰى اَحَدًا مِّنْهُمْ يَقُوْمُ بِوَاجِبِ حَقِّ مُعَلِّمِهٖ وَهٰذَا دَاءٌ عَظِيْمٌ فِي الدِّيْنِ مُؤْذِنٌ بِاسْتِهَانَةِ الْعِلْمِ وَبِاَمْرٍ مِنْ اَمْرِنَا بِاِجْلَالِ الْعُلَمَاءِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ (لَوَاقِعُ الْاَنْوَارِ الْقُدْسِيَّةِ فِيْ بَيَانِ الْعُهُوْدِ الْمُحَمَّدِيَّةِ وَفِيْهِ اَيْضًا۔

ہم لوگوں سے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف سے ایک عام عہد اس بات کا لیا گیا ہے کہ ہم علماء کا اکرام کریں اعزاز کریں اور انکی تعظیم کریں اور ہم میں یہ قدرت نہیں ہے کہ ان کے (احسانات کا) بدلہ ادا کر سکیں۔ چاہے ہم وہ سب کچھ دیدیں جو ہماری ملک میں ہے اور خواہ مدت العمر انکی خدمت کرتے رہیں اس معاہدہ میں بہت سے طلبہ اور بہت سے مریدین کوتاہی کرنے لگے ہیں حتّٰی کہ ہم کو ایک شخص بھی ایسا نظر نہیں آتا جو اپنے استاد کے حقوق واجبہ ادا کرتا ہو۔ یہ دین کے بارے میں ایک بڑی بیماری ہے جس سے علم کی اہانت کا پتہ چلتا ہے اور اس ذات (صلی اللہ علیہ وسلم) کے حکم کے ساتھ لاپرواہی کا پتہ چلتا ہے۔ جس نے اس کا حکم فرمایا ہے۔

❊ ❊ ❊

{ Telegram } >>> https://t.me/pasbanehaq1

أُخِذَ عَلَيْنَا الْعَهْدُ الْعَامُّ مِنْ
رَّسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ
وَسَلَّمَ اَنْ نُبَجِّلَ الْعُلَمَاءَ
وَالصَّالِحِيْنَ وَالْاَكَابِرَ وَلَوْ
لَمْ يَعْلَمُوْا بِعِلْمِهِمْ وَنَقُوْمُ
بِوَاجِبِ حُقُوْقِهِمْ وَنَكِلَ
اَمْرَهُمْ اِلَى اللّٰهِ فَمَنْ اَخَلَّ
بِوَاجِبِ حُقُوْقِهِمْ مِنَ
الْاِكْرَامِ وَالتَّبْجِيْلِ فَقَدْ
خَانَ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ فَاِنَّ
الْعُلَمَاءَ نُوَّابُ رَسُوْلِ اللّٰهِ
صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَحَمَلَةُ
شَرْعِهٖ وَخُدَّامِهٖ فَمَنِ اسْتَهَانَ
بِهِمْ تَعَدّٰى ذٰلِكَ اِلٰى رَسُوْلِ
اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
وَذٰلِكَ كُفْرٌ وَتَاَمَّلْ مَنِ
اسْتَهَانَ بِغُلَامِ السُّلْطَانِ
اِذَا اَرْسَلَهٗ اِلَيْهِ كَيْفَ
يَسْمَعُ السُّلْطَانُ مِنْ رَّسُوْلِهٖ

اسی کتاب میں ایک دوسری جگہ لکھا ہے کہ
ہم لوگوں سے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی
طرف سے یہ عام عہد لیا گیا ہے کہ ہم علماء کی اور
صلحاء کی اور اکابر کی تعظیم کیا کریں چاہے
وہ خود اپنے علم پر عمل نہ کیا کریں اور ہم لوگ
ان کے حقوق واجبہ کو پورا کرتے رہیں اور انکے
ذاتی معاملہ کو اللہ کے سپرد کر دیں جو شخص
انکے حقوق واجبہ اکرام و تعظیم میں کوتاہی کرتا ہے
وہ اللہ اور اسکے رسول کے ساتھ خیانت
کرتا ہے اس لئے کہ علماء رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم کے جانشین ہیں اور انکی شریعت
کے حامل اور اسکے خادم۔ پس جو شخص
ان کی اہانت کرتا ہے تو یہ سلسلہ حضور اقدس
صلی اللہ علیہ وسلم تک پہونچتا ہے اور یہ کفر
ہے اور تم غور کر لو کہ بادشاہ اگر کسی کو
ایلچی بنا کر کسی کے پاس بھیجے اور وہ اس
کی اہانت کرے تو بادشاہ ایلچی کی بات
کس غور سے سنے گا اور اپنی اس نعمت
کو جو اس اہانت کرنے والے پر تھی

{ Telegram } >>> https://t.me/pasbanehaq1

| | |
|---|---|
| فِيهِ وَيَسْلُبُ نِعْمَةَ ذٰلِكَ الَّذِي اسْتَهَانَ وَيَطْرُدُهُ عَنْ حَضْرَتِهِ بِخِلَافِ مَنْ بَجَّلَهُ وَعَظَّمَهُ وَقَامَ بِوَاجِبِ حَقِّهِ يُقَرِّبُهُ السُّلْطَانُ | ہٹالے گا اور اس کو اپنے دربار سے ہٹادیگا بخلاف اس شخص کے جو ایلچی کی تعظیم و توقیر کرتا ہے اور اس کا حق ادا کرتا ہے تو بادشاہ بھی اس کو اپنا مقرب بنالیتا ہے۔ |

اس مضمون میں یہ بات کہ چاہے وہ اپنے علم پر عمل کرنے والے نہ ہوں ایسی ہی ہے جیسا کہ اس خط کے شروع میں حضرت معاذ کے کلام میں مفصل گذر چکی ہے اس کے اعادہ کی ضرورت نہیں۔

حضرت علیؓ فرماتے ہیں کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے کہ جب میری امت اپنے علماء سے بغض رکھنے لگے گی اور بازاروں کی عمارتوں کو بلند اور غالب کرنے لگے گی اور مال و دولت کے ہونے پر نکاح کرنے لگے گی (یعنی نکاح میں بجائے دین داری اور تقویٰ کے مالدار کو دیکھا جائیگا) تو حق تعالیٰ شانہٗ چار قسم کے عذاب ان پر مسلط فرمادیں گے قحط سالی ہوجائیگی، بادشاہ کی طرف سے مظالم ہونے لگیں گے حکام خیانت کرنے لگیں گے اور دشمنوں کے پے در پے حملے ہوں گے (حاکم) آجکل ان عذابوں میں سے کونسا نہیں ہے جو امت پر مسلط نہیں لیکن وہ اپنی خوشی سے ان کے اسباب کو اختیار کریں تو پھر شکایت کیا۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ بنی اسرائیل میں ایک گھر میں ایک کتیا تھی جس کے بچہ ہونے کا وقت قریب تھا ان لوگوں کے یہاں کوئی شخص مہمان ہوا تو کتیا نے خیال کیا کہ

{ Telegram } >>> https://t.me/pasbanehaq1

آج رات کو مہمان پر شور نہ کرو گی لیکن بچہ پیٹ ہی میں سے شور کرنے لگا حق تعالیٰ شانہٗ نے وحی سے ارشاد فرمایا کہ یہی مثال اس اُمّت کی ہے ہے جو تمہارے بعد آنے والی ہے کہ اسکے بے وقوف اس امّت کے عالموں پر غالب ہو جائیں گے (مجمع الزوائد)

فقہ اور فتاوٰے کی کتابوں میں کثرت سے یہ مضمون نقل کیا گیا ہے کہ علم سے اور علماء سے بغض و نفرت سخت اندیشہ ناک ہے۔ فتاویٰ عالمگیریہ میں نصاب سے نقل کیا ہے۔ مَنْ اَبْغَضَ عَالِمًا مِنْ غَیْرِ سَبَبٍ ظَاهِرٍ خِیْفَ عَلَیْهِ الْکُفْرُ۔ جو شخص کسی عالم سے بلا کسی ظاہری سبب کے بغض رکھے اسکے کفر کا اندیشہ ہے۔ ظاہری سبب سے یہ مراد ہے کہ اگر کوئی شرعی وجہ اور دلیل اس بات کی ہو تو مضائقہ نہیں ہے لیکن بلا کسی شرعی وجہ کے ایسا کرنا سخت اندیشہ ناک ہے۔ ایسی صورت میں کہ جب اندیشہ ناک صورت پیدا ہو جانے کا خطرہ ہے کیا ضروری نہیں کہ ہر شخص اس چیز میں خصوصی احتیاط برتے کسی عالم کے قول کو رد کرنے کا حق ضرور حاصل ہے اسکی تردید ضرور کی جا سکتی ہے مگر جب ہی جب اس کے قول کے بالمقابل تردید کا شرعی سامان موجود ہو اس کے قول کے خلاف نصوص شرعیہ موجود ہوں اور رد کرنے والا نصوص سے استدلال کی صلاحیت رکھتا ہو۔ یہ میرا مقصود ہرگز نہیں ہے کہ عالم جو بھی کہدے وہ صحیح ہے اور اس کے قول پر رد اور انکار نہ کیا جائے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے سوا کوئی شخص بھی ایسا نہیں جس

{ Telegram } >>> https://t.me/pasbanehaq1

کے قول پر رد نہ کیا جا سکے یا اس کے اقوال و افعال میں غلطی کا احتمال نہ ہو بے شک ہے اور ضرور ہے لیکن رد کرنے کے واسطے اور غلطی پکڑنے کے واسطے بھی شریعت مطہرہ میں حدود قائم ہیں اس کے درجات ہیں اس کے قواعد اور آداب ہیں تا وقتیکہ ان سے واقفیت نہ ہو رد کرنے کا حق بھی کسی کو نہیں ہے۔ میں یہ بھی نہیں کہتا کہ علماء بے عیب ہیں یا ان میں کوتاہیاں نہیں ہیں یقیناً ہیں اور بمقتضائے زمانہ ہونا بھی چاہئیں مگر ان کی کوتاہیوں کو پکڑنے کے ساتھ ساتھ چند امور قابلِ غور اور قابل لحاظ ہیں اہل علم ہی ان چیزوں پر زیادہ اچھی طرح روشنی ڈال سکتے تھے مگر چونکہ یہاں معاملہ خود ان کی ذات کا آجاتا ہے اس لئے اس مسئلہ میں ان کو زیادہ واضح گفتگو کرنا مشکل ہو جاتا ہے اور اپنے وقار کا مسئلہ آجانے کی وجہ سے وہ اس میں وضاحت اور زور سے رد کرنے میں تساہل کرتے ہیں۔ میں اجمالی طور پر تمہیں ان امور کی طرف متوجہ کرتا ہوں اول تو اس وجہ سے کہ میرا اور تمہارا خصوصی تعلق اس بدگمانی سے بالاتر ہے کہ میں اپنا اعزاز تم سے کرانا چاہتا ہوں۔ دوسرے اس وجہ سے بھی کہ میرا کچھ زیادہ شمار بھی علما کی جماعت میں نہیں ہے ایک کتب فروش ہوں کتابیں بیچتا ہوں اور ایام گذاری کرتا ہوں تیسرے یہ خط بھی میرا ایک نجی خط ہے چوتھے اس وجہ سے کہ میرے ساتھ تمہارا بلکہ میرے سب دوستوں کا جو معاملہ ہے وہ میری حیثیت سے زیادہ ہے۔ اس لئے غور سے سنو یہاں چند

{ Telegram } >>> https://t.me/pasbanehaq1

امور قابلِ لحاظ ہیں اور عام طور سے ان میں خلط کیا جاتا ہے یا عمداً ان سے اعراض یا تسامح کیا جاتا ہے اور کہیں ناواقفیت بھی اس کا سبب ہے۔ بہرحال یہ امور قابلِ غور ہیں۔

۱۷ کیا ہر وہ شخص جو اہلِ علم کے لباس میں ہو کسی عربی مدرسہ میں طلباء کے رجسٹر میں نام لکھا چکا ہو یا تقریر دلچسپ کرتا ہو یا تحریر اچھی لکھتا ہو وہ عالم ہے اور علما کی جماعت کا فرد ہے اس لئے ہر شخص کی بات کو لیکر اور سن کر علما کی طرف منسوب کر دینا ظلم نہیں تو اور کیا ہے کیا کھرا کھوٹا اصلی جعلی واقعی مصنوعی دنیا کی ہر چیز میں نہیں ہے۔ دیکھو دنیا کی قیمتی سے قیمتی چیز سونا چاندی اور جواہرات ہیں اور ضروری سے ضروری اور ہر شخص کا محتاج الیہ پیشہ حکیم و ڈاکٹر کا پیشہ ہے تو پھر کیا دونوں قسمیں ایسی نہیں ہیں جن میں کھرے سے کھوٹا زیادہ اور اصلی سے نقلی زیادہ نہ ملتا ہو یا واقعی سے مصنوعی بڑھے ہوئے نہ ہوں تو پھر کیا حکیموں اور ڈاکٹروں کو اس وجہ سے گالیاں دی جاتی ہیں کہ ان کے لباس میں مصنوعی اور خطرۂ جان طبیب زیادہ ہیں یا ہر سونے چاندی اور جواہرات کو اس وجہ سے پھینک دیا جاتا ہے کہ وہ نقلی اور مصنوعی زیادہ ملتے ہیں نہیں نہیں بلکہ ان چیزوں میں یہاں تک افراط کی جاتی ہے کہ جہاں مشہور اور واقف طبیب میسّر نہیں ہوتا وہاں جان بوجھ کر ایسے ہی طبیبوں کی طرف رجوع کیا جاتا ہے یہ کیوں اس لئے کہ ضرورت سخت ہے اور طبیب حاذق کے پاس فوراً پہونچنا مشکل ہے مصنوعی

{ Telegram } >>> https://t.me/pasbanehaq1

سونا دیدہ و دانستہ خریدا جاتا ہے کیونکہ ضرورت کو پورا کرنا ہی ہے اور اصلی سونا اس وقت ملنا دشوار ہے یا گراں ہے کہ تحمل نہیں ہو سکتا لیکن علما رسب ہی گردن زونی ہیں اس لئے کہ ان کے لباس میں جھوٹے بہت ہیں۔ تم نے غور کیا کہ یہ فرق کیوں ہے اس لئے کہ وہ ضرورت کی چیزیں سمجھی جاتی ہیں اور یہ بے ضرورت ہے ان کے بغیر چارہ کار نہیں ہے اور یہ بیکار مد ہے ان میں اچھے سے اچھے طبیب کی تلاش ہے لیکن اس وقت تک کہ اچھا طبیب ملے جو بھی موجود ہو وہ نہایت مغتنم ہے اور اسکی رائے پر عمل نہایت اہم اور ضروری ہے اور یہاں حقیقی علما ملتے نہیں ہیں اور جو ملتے ہیں وہ ہمارے نزدیک کامل نہیں ہیں اس لئے لغو و بیکار ہیں۔ حالانکہ اگر غور کیا جائے اور دینی ضرورت کو ضرورت سمجھا جائے دین کا اہتمام اور اسکی فکر قلوب میں کم از کم اتنی ہو جتنی ایک عزیز کے بیمار ہونے کی یا بیٹی کے نکاح کرنے کی تو عالم کامل کی تلاش میں طبیب حاذق کی تلاش سے زیادہ سرگرداں ہوں اگر دین کا فکر ہو تو حقیقی ضرورت یہی ہے عزیز کی بیماری کا منتہا موت ہے جس کے بغیر چارہ ہی نہیں۔ حاذق سے حاذق اور ماہر سے ماہر طبیب یہاں بے بس ہے وہ اپنا ہی کچھ نہیں بنا سکتا تو دوسرے کا کیا کر سکتا ہے۔ بیٹی کی شادی میں زیور نہ ہی میسر آسکا تو کیا بگڑ گیا اتنا ہی ہوا کہ برادری کے لوگ عزیز و اقارب طعن و تشنیع کریں گے وہ ابھی کب چھوڑ دیں گے زیادہ سے زیادہ یہ ہے کہ اب چار سنائیں گے اس وقت آٹھ

{ Telegram } >>> https://t.me/pasbanehaq1

سُنادیں گے لیکن علماء کی ضرورت دین کے لئے ہے جس کے بغیر زندگی بیکار ہے دنیا میں آنا بیکار ہے۔ آدمی صرف دین ہی کے لئے پیدا کیا گیا ہے۔ وَمَا خَلَقْتُ الْجِنَّ وَالْاِنْسَ اِلَّا لِیَعْبُدُوْنَ ۔ حق سبحانہ وتقدس کا ارشاد ہے کہ میں نے آدمی اور جن صرف اپنی عبادت ہی کے لئے پیدا کئے ہیں جب یہی اصلی غرض آدمی کی پیدائش سے ہے تو اس کے لئے جس چیز کی ضرورت ہوگی وہ سب سے زیادہ اہم اور ضروری ہوگی۔

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ علما کی مثال زمین میں ایسی ہے جیسا کہ آسمان میں ستارے جن کے ذریعہ سے جنگل کے اندھیروں اور سمندروں کے سفر میں راستہ پہچانا جاتا ہے اگر ستارے بے نور ہوجائیں تو اقرب ہے یہ بات کہ رہبران قوم راستہ سے بھٹک جائیں (ترغیب) نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ نبوت کے درجہ سے بہت قریب جماعت ایک علما کی ہے دوسرے مجاہدین کی اس لئے کہ علما اس چیز کا راستہ بتاتے ہیں جو اللہ کے رسول لیکر آئے ہیں اور مجاہدین اپنی تلواروں سے اس طرف متوجہ کرتے ہیں (احیاء) نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ خیر کی بات سکھانے والے کے لئے اللہ جل شانہٗ رحمت بھیجتے ہیں فرشتے اس کے لئے دعا کرتے ہیں اور ہر وہ چیز جو آسمان و زمین میں ہے حتیٰ کہ چیونٹی اپنے سوراخ میں اور مچھلیاں سمندر میں اس کے لئے دعاءِ خیر کرتی رہتی ہیں (ترمذی) حضرت علی کرم اللہ وجہہٗ کا

{ Telegram } >>> https://t.me/pasbanehaq1

ارشاد ہے کہ جب کوئی عالم مرجاتا ہے تو اسلام میں ایک ایسا رخنہ پیدا ہوجاتا ہے جس کو کوئی اسکا نائب ہی بھر سکتا ہے (احیاء)

حضرت عمرؓ کا ارشاد ہے کہ ایک ہزار (عابد) جو شب بیدار ہوں اور دن بھر روزہ رکھتے ہوں ان کی وفات ایک ایسے عالم کی وفات سے زیادہ سہل ہے جو حلال و حرام سے واقف ہو (احیاء) دوسری یہ بات بھی قابلِ غور ہے کہ دنیا کے ہر کام میں اہل فن کی طرف رجوع کیا جاتا ہے۔ مکان بنانا ہے تو مستری بغیر چارہ نہیں اور قفل درست کرانا ہے تو لوہار بغیر گذر نہیں مقدمہ کرنا ہے آپ لاکھ سمجھدار ہوں ہوشیار ہوں لیکن وکیل بغیر مفر نہیں آپ لاکھ قابل ہوں لیکن تعمیر مستری ہی کرے گا مگر علم دین ایسا ارزاں ہے کہ ہر شخص جو ذرا بھی بولنا یا لکھنا جانتا ہے وہ واقف اسرار شریعت ہے محقق ملت ہے اسکی محققانہ تحقیق کے خلاف قرآن شریف اور احادیث نبویہ بھی قابلِ قبول نہیں پھر علماء بیچاروں کا تو ذکر ہی کیا ہے اور چونکہ اسکے مقابل اگر کوئی آواز اٹھتی ہے تو وہ علماء کی جانب سے ہوتی ہے اس لئے جتنا بھی یہ روشن دماغ علما کے خلاف زہر اگلیں اور علما کے خلاف جھوٹ یا سچ الزام لگا کر عوام کو ان سے بدکائیں وہ قرین قیاس ہے کہ ان کی غلط باتوں اور دین میں تحریف کی پردہ دری علما ہی سے ہوتی ہے وہ مخالف بھی بنیں گے وہ دشمن بھی بنیں گے اور جو کچھ کر سکتے ہیں سب ہی کچھ کریں گے مگر کیا ہو سکتا ہے ایسے لوگوں کے بارہ میں حضورؐ کا ارشاد ہے کہ مجھے اپنے

{ Telegram } >>> https://t.me/pasbanehaq1

بعد سب سے زیادہ خوف تم پر ہے ہر اس منافق کا جو زبان کا ماہر ہو (ترغیب) کہ یہ لوگ اپنی شستہ تقریر و تحریر سے لوگوں کو اپنا گرویدہ بنا کر گمراہ کرتے ہیں اور دین کے ہر جز کا استہزاء و مذاق کرتے ہیں حالانکہ حضرت عمرؓ نے اپنے زمانہ خلافت میں دین کے اجزا کے متعلق بھی ہر فن کے خواص کو ممتاز فرمادیا تھا چنانچہ ایک مرتبہ جابیہ میں خطبہ (وعظ) فرمایا جس میں یہ اعلان فرمایا کہ جو شخص کلام اللہ شریف کے متعلق کوئی بات معلوم کرنا چاہے وہ ابی بن کعبؓ کے پاس جائے اور جس شخص کو فرائض کا کوئی مسئلہ معلوم کرنا ہو وہ زید بن ثابتؓ کے پاس جائے اور جس کو فقہ کا کوئی مسئلہ معلوم کرنا ہو وہ معاذ بن جبلؓ کے پاس جائے البتہ جس شخص کو (بیت المال سے) کچھ مال طلب کرنا ہو وہ میرے پاس آئے کہ مجھے اللہ نے والی اور مال تقسیم کرنے والا بنایا ہے (مجمع الزوائد)

اور پھر حضرات تابعین رحمہم اللہ کے زمانہ میں تو ہر شعبہ کی مستقل جماعتیں قائم ہوگئیں تھیں محدثین کی جماعت علیحدہ فقہاء کی علیحدہ مفسرین کا گروہ مستقل واعظین مستقل صوفیہ مستقل لیکن ہمارے زمانہ میں ہر شخص اس قدر جامع الاوصاف اور کامل مکمل بننا چاہتا ہے کہ وہ معمولی سی عربی عبارت لکھنے لگے بلکہ صرف اردو کی عبارت دلچسپ لکھنے لگے یا تقریر برجستہ کرنے لگے تو پھر وہ تصوف میں مستقل اہل الرائے ہے فقہ میں مستقل مجتہد ہے قرآن پاک کی تفسیر میں جو نئی سے نئی بات دل چاہے گھڑے نہ اسکا پابند کہ سلف میں سے کسی کا یہ قول ہے یا نہیں نہ اس کی پروا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشادات اسکی نفی تو نہیں کرتے۔ وہ دین میں مذہب میں جو

{ Telegram } >>> https://t.me/pasbanehaq1

چاہے کہے جو مُنہ میں آتے بکے کیا مجال ہے کہ کوئی شخص اس پر نکیر کر سکے یا اس کی گمراہی کو واضح کر سکے جو یہ کہے کہ یہ بات اسلاف کے خلاف ہے وہ لکیر کا فقیر ہے تنگ نظر ہے پست خیال ہے تحقیقات عجیبہ سے عاری ہے لیکن جو یہ کہے کہ آج تک جتنے اکابر نے اسلاف نے جو کچھ کہا وہ سب غلط ہے اور دین کے بارے میں نئی نئی باتیں نکالے وہ دین کا محقق ہے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا تو ارشاد ہے کہ جو شخص قرآن پاک کی تفسیر میں اپنی رائے سے کچھ کہے اگر وہ صحیح بھی ہو تب بھی اس نے خطا کی (مجمع الزوائد) مگر یہ لوگ قرآن پاک کی ہر آیت میں سلف کے اقوال کو چھوڑ کر نئی بات پیدا کرتے ہیں۔

اور صریح ظلم یہ ہے کہ علماء کو ہر شخص مشورہ دیتا ہے کہ وہ تفریق نہ کریں تفسیق نہ کریں تکفیر نہ کریں۔ لیکن یہ کوئی نہیں کہتا کہ یہ روشن دماغ دین کی حدود سے نہ نکلیں یہ نبوت کا انکار کر دیں یہ قرآن و حدیث کا انکار کر دیں یہ نماز روزہ کو لغو بتا دیں یہ حضور کی شان میں گستاخیاں کریں صحابہ کرام کو گالیاں دیں ائمہ مجتہدین کو گمراہ بتا دیں فقہ اور حدیث کو ناقابل عمل بتا دیں۔ دین کے ہر ہر جز سے انکار کریں دین کی ہر بات کا استہزاء اور مذاق اڑائیں لیکن یہ پھر بھی مسلمان رہتے ہیں پکے دیندار رہتے ہیں اور جو ان کے خلاف آواز اٹھاتے وہ دین کا دشمن ہے مسلمانوں کا بدخواہ ہے وہ کافر بنانے والا ہے حالانکہ اگر غور کیا جائے تو علماء کافر بناتے نہیں بتاتے ہیں اس لئے کہ جو شخص ضروریاتِ دین

{ Telegram } >>> https://t.me/pasbanehaq1

میں سے کسی ایک چیز کا بھی انکار کر دے وہ اپنی رضا و رغبت اور اپنی روشن خیالی یا اپنے جہل سے کافر تو خود ہی بن چکا ہے خواہ اسکو کوئی کافر بتائے یا نہ بتائے اور اگر وہ اب تک کافر نہیں بنا تو کسی کے کافر بتانے سے کافر نہیں بنتا اور اگر بن چکا ہے تو کسی کے کافر نہ بتانے سے مسلمان نہیں رہ سکتا اگر غور سے دیکھا جائے تو کافر بتانے والے کا تو احسان ہے کہ وہ اس پر تنبیہ کر رہا ہے متنبہ کر رہا ہے کہ جو چیز تم نے اختیار کی ہے وہ اسلام سے نکال دینے والی چیز ہے اور کفر میں داخل کر دینے والی ہے اگر دین کی فکر ہے تو اس تنبیہ پر تنبہ ہونا چاہیئے۔ کہنے والے کے قول پر اعتماد نہیں تو خود تحقیق کر لینا چاہیئے کہ کہنے والے کا قول صحیح ہے یا غلط ہے زیادہ سے زیادہ یہ کہ وہ غلط ہوگا اور مجھے اس سے بھی انکار نہیں کہ بعض اوقات غلط بھی ہوتا ہے لیکن یہ بھی صحیح نہیں کہ ہمیشہ ہی غلط ہوتا ہے اس لئے یہ نظریہ کہ مغربی تعلیم کے زیر اثر یا دین سے ناواقفیت کے سبب کہنے والا جو چاہے کہہ گذرے اور کر گذرے اس کو ہرگز کافر نہ کہا جائے۔ دُنیا کے ساتھ خیر خواہی نہیں یہ ناواقفوں کو اور ان لوگوں کو جو ناواقفیت سے اس آفت میں مبتلا ہو جانے والے ہیں کافر بنانا ہے اس لئے حقیقت میں کافر بنانے والے وہ لوگ ہیں جو یہ چاہتے ہیں کہ کفر کی باتوں پر تنبیہ نہ کی جائے ان کو واضح اور ظاہر نہ کیا جائے۔ لوگوں کا یہ خیال کہ ــــــــ کفر آج کل ایسا سستا ہو گیا ہے کہ ہر شخص کافر ہے۔ اور اس خیال سے کفریات

{ Telegram } >>> https://t.me/pasbanehaq1

سے متاثر نہ ہونا یہ خود دین ہے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاک ارشاد سے فقہائے امت کے اقوال سے ناواقفیت پر مبنی ہے۔ بلاتردد آج کل جہالت کی وجہ سے کفر بہت سستا ہے۔ کفریات کا علم لوگوں کو ہے نہیں اسلئے ان میں مبتلا ہوتے رہتے ہیں۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشادات خود ہی صاف طور سے اس پر دال ہیں کہ کفر بہت سستا ہو جائے گا۔

ایک حدیث میں ارشاد ہے کہ (نیک) اعمال میں جلدی کرو مبادا (وہ وقت آجائے جس میں) ایسے فتنے واقع ہوں جو اندھیری رات کے حصوں کی طرح ہوں (کہ حق ناحق کا پہچاننا مشکل ہو جاتے) ان میں صبح کو آدمی مسلمان ہوگا شام کو کافر ہوگا۔ شام کو مسلمان ہوگا صبح کو کافر ہوگا۔ معمولی سے دنیوی نفع کے عوض دین کو فروخت کر دے گا۔

(مشکوٰۃ بروایۃ مسلم)

ایک حدیث میں ارشاد ہے کہ ایک فتنہ ایسا آنے والا ہے کہ ہر طرف سے جہنم کی طرف لے جانے والے بلا رہے ہوں گے (مشکوٰۃ بروایۃ ابی داؤد)

ایک حدیث میں ارشاد ہے کہ عنقریب ایسے فتنے آنے والے ہیں کہ ان میں آدمی صبح کو مومن ہوگا شام کو کافر مگر وہ شخص جس کو حق تعالیٰ شانہ علم کی بدولت زندہ رکھے (دارمی) علم کی بدولت زندہ رکھنے کا مطلب اسکے سوا کیا ہو سکتا ہے کہ وہ کفر و ایمان کی حدود سے واقف ہو وہ اس چیز کو جانتا ہو کہ کس چیز سے آدمی مسلمان بنتا ہے اور کس بات سے کافر ہو جاتا ہے۔ ایک دوسری حدیث میں وارد ہے کہ قیامت کے قریب ایسے سخت

{ Telegram } >>> https://t.me/pasbanehaq1

(پریشان کن) فتنے ہونگے جیسا اندھیری رات کے ٹکڑے صبح کو آدمی ان میں مسلمان ہوگا شام کو کافر شام کو مسلمان ہوگا صبح کو کافر۔ ان میں بیٹھنے والا آدمی کھڑے ہونے والے سے بہتر ہے اور کھڑا ہونے والا چلنے والے سے بہتر ہے۔ اس وقت اپنے گھروں کی ٹاٹ بن جانا (یعنی ٹاٹ کی طرح گھر کے ایک کونے میں پڑے رہنا) (مشکوٰۃ بروایۃ ابی داؤد)

ایک حدیث میں ارشاد ہے کہ ایک ایسا سیاہ فتنہ آنے والا ہے جس کے اثر سے اس اُمّت کا کوئی بھی آدمی نہ بچے گا۔ جب یہ سمجھا جائے گا کہ اب ختم ہوگیا پھر کوئی اور شاخ نکل آئے گی۔ صبح کو آدمی اس میں مسلمان ہوگا شام کو کافر۔ شام کو مسلمان ہوگا صبح کو کافر حتیٰ کہ دو جماعتیں ایسی بن جائیں گی کہ ایک جماعت خالص مسلمانوں کی جن میں ذرا بھی نفاق نہ ہوگا ایک خالص منافقوں کی جن میں ذرا بھی ایمان نہ ہوگا اس وقت دجّال کا ظہور ہوگا (مشکوٰۃ بروایۃ ابی داؤد) ایک حدیث میں ارشاد ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میں دیکھ رہا ہوں کہ اسلام میں فوجیں کی فوجیں داخل ہو رہی ہیں۔ لیکن ایک زمانہ ایسا آنے والا ہے کہ اسی طرح فوجیں کی فوجیں اسلام سے خارج ہونے لگیں گی (در منثور بروایۃ الحاکم وصححہ عن ابی ہریرۃ بروایۃ ابن مردویۃ عن جابر اھ قلت صححہ الحاکم واقرہ علیہ الذہبی، دارمی، مجمع الزوائد)

آخر یہ کفر کی ارزانی مولویوں کی پیدا کی ہوئی تو نہیں ہے یہ تو صاحبِ شریعت علیہ الصلوٰۃ والسلام خود ہی ارشاد فرما گئے۔ ایسی

{ Telegram } >>> https://t.me/pasbanehaq1

صورت وحالات میں کیا یہ ضروری نہیں کہ دین کے باب میں نہایت احتیاط سے کام لیا جائے۔ محض یہ کہدینے سے کہ فلاں جماعت فلاں کو کافر کہتی ہے فلاں جماعت فلاں کو کافر کہتی ہے اس لئے اب کسی کا بھی اعتبار نہیں۔ ذمہ داری ساقط نہیں ہوتی بلکہ غور سے دیکھا جائے تو اس صورت میں ذمہ داری اور زیادہ بڑھ جاتی ہے اس لئے کہ اس حالت میں خود اپنے اوپر یہ ذمہ داری عائد ہوتی ہے کہ جن وجوہ سے ایک جماعت دوسری جماعت کو کافر کہتی ہے ان وجوہ کو علم دین سے تحقیق کیا جائے کہ ان امور سے واقع میں کفر ہو جاتا ہے یا نہیں اگر واقع میں کفر ہو جاتا ہے تو ان سے اپنے کو اور دوسروں کو بچانا خود اپنی ذمداری بن جاتی ہے صرف کوئی مزاحیہ فقرہ کہدینے سے یا اس بات کے کہدینے سے کہ آجکل کفر بہت سستا ہے خلاصی نہیں ہوتی جس امر کے متعلق نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا کوئی حتمی فیصلہ نافذ ہو چکا ہے اس کے انکار کرنے سے یا اس کا مذاق اڑانے اور استہزا کرنے سے دین جیسا باقی رہ سکتا ہے کلام اللہ شریف اس کا فیصلہ خود ہی کر چکا ہے اور ایک جگہ نہیں جگہ جگہ وارد ہے۔ ایک جگہ ارشاد ہے۔ فَلَا وَرَبِّكَ لَا يُؤْمِنُونَ حَتّٰى يُحَكِّمُوكَ فِيمَا شَجَرَ بَيْنَهُمْ ثُمَّ لَا يَجِدُوا فِي أَنْفُسِهِمْ حَرَجًا مِمَّا قَضَيْتَ وَيُسَلِّمُوا تَسْلِيمًا (سورہ نساء رکوع ۹)

پس قسم ہے آپ کے رب کی یہ لوگ ایماندار نہ ہونگے جب تک یہ بات نہ ہو کہ ان کے آپس میں جو جھگڑا ہو اس میں یہ لوگ آپ سے

{ Telegram } >>> https://t.me/pasbanehaq1

(اور آپ نہ ہوں تو آپ کی شریعت سے) تصفیہ کرائیں پھر اس تصفیہ سے اپنے دلوں میں (انکار کی) تنگی نہ پاویں اور اس کو پورا پورا تسلیم کرلیں (بیان القرآن)

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا متعدد احادیث میں ارشاد ہے کہ تم میں سے کوئی شخص بھی اس وقت تک مسلمان نہیں ہو سکتا جب تک اسکی دلی خواہش اس چیز کے تابع نہ ہو جو میں لیکر آیا ہوں۔ حق تعالیٰ شانہٗ کا ارشاد ہے۔ قُلْ اِنْ كُنْتُمْ تُحِبُّوْنَ اللّٰهَ فَاتَّبِعُوْنِيْ يُحْبِبْكُمُ اللّٰهُ وَيَغْفِرْ لَكُمْ ذُنُوْبَكُمْ وَاللّٰهُ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ قُلْ اَطِيْعُوا اللّٰهَ وَالرَّسُوْلَ فَاِنْ تَوَلَّوْا فَاِنَّ اللّٰهَ لَا يُحِبُّ الْكٰفِرِيْنَ (سورہ آل عمران رکوع ۴)

آپ لوگوں سے فرما دیجئے کہ اگر تم خدا تعالیٰ سے (بزعم خود) محبت رکھتے ہو تو تم میرا اتباع کرو (کیونکہ میں خاص اسی تعلیم کے لئے مبعوث ہوا ہوں جب ایسا کرو گے) تو حق تعالیٰ تم سے محبت کرنے لگیں گے اور تمہارے سب گناہوں کو معاف کر دینگے اللہ تعالیٰ بڑے معاف کرنے والے بڑے عنایت فرمانے والے ہیں اور آپ یہ (بھی) فرما دیجئے کہ تم اطاعت کیا کرو اللہ کی اور رسول کی پھر (اس پر بھی) اگر وہ لوگ (آپ کی اطاعت سے کہ ادنیٰ اس کا اعتقاد رسالت ہے) اعراض کریں تو (وہ لوگ سن رکھیں کہ) اللہ تعالیٰ کافروں سے محبت نہیں رکھتے (ماخوذ بیان القرآن)

| | |
|---|---|
| عَنْ اَبِيْ رَافِعٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا اُلْفِيَنَّ اَحَدَكُمْ مُتَّكِئًا عَلٰى اَرِيْكَةٍ يَاْتِيْهِ الْاَمْرُ مِنْ اَمْرِيْ | نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ میں تم میں سے کسی ایک کو بھی ایسا نہ پاؤں کہ اپنی مسند پر تکیہ |

{ Telegram } >>> https://t.me/pasbanehaq1

مِمَّا اَمَرْتُ بِهٖ اَوْ نَهَيْتُ عَنْهُ فَيَقُوْلُ لَا نَدْرِیْ مَا وَجَدْنَا فِیْ كِتَابِ اللّٰهِ اتَّبَعْنَاهُ رَوَاهُ اَحْمَدُ وَاَبُوْدَاوٗدَ وَالتِّرْمِذِیْ وَابْنُ مَاجَةَ وَابْنُ حَبَّانَ وَالْحَاكِمُ كَذَا فِی الدُّرِّ ۃ

لگائے بیٹھا ہو اور اس کے پاس میرا کوئی کوئی حکم پہونچے جس کے کرنیکا میں نے حکم دیا ہو یا نہ کرنے کا اور وہ یہ کہدے کہ ہم نہیں جانتے ہم تو جو قرآن شریف میں ہوگا اسی پر عمل کریں گے۔

اس قسم کا مضمون کئی احادیث میں آیا ہے جس میں ان لوگوں پر رد کیا گیا ہے جو یہ کہتے ہیں کہ عمل کے لئے صرف قرآن شریف کافی ہے۔ ایک حدیث میں ارشاد ہے کہ مجھ کو قرآن شریف دیا گیا ہے اور اس جیسے دوسرے احکام بھی دیئے گئے ہیں۔ عنقریب ایسا زمانہ آنے والا ہے کہ ایک شکم سیر آدمی اپنی مسند پر بیٹھ کر کہے گا کہ بس عمل کے لئے اس قرآن شریف کو پکڑ لو جو اس میں حلال ہے اس کو حلال سمجھو اور جو اس میں حرام ہے اسکو حرام سمجھو۔ حالانکہ اللہ کے رسول کی حرام کی ہوئی چیز ایسی ہی ہے جیسا کہ اللہ کی حرام کی ہوئی چیز ہے (مشکوٰۃ) ان حدیثوں میں شکم سیر اور مسند پر بیٹھنے کا ذکر اس لئے کیا گیا ہے کہ ایسے لغو اقوال پیسہ ہی سے نظر آتے ہیں چار پیسے پاس ہوں تو دین میں اصلاح کی تجویزیں خوب سمجھ میں آتی ہیں اور غربت میں ایسی باتیں دل میں بھی نہیں آتیں اللہ کا خوف غالب رہتا ہے۔ حضرت ابن عمرؓ سے کسی نے پوچھا کہ ہم حضر کی نماز اور خوف کی نماز تو قرآن شریف میں پاتے ہیں لیکن سفر کی نماز قرآن شریف میں نہیں پاتے انہوں نے فرمایا بھتیجے اللہ جل شانہٗ نے محمد

{ Telegram } >>> https://t.me/pasbanehaq1

صلی اللہ علیہ وسلم کو نبی بنا کر بھیجا اور ہم کچھ نہیں جانتے تھے اس لئے جو ہم نے ان کو --- کرتے دیکھا وہی کرتے رہیں گے (شفا)

حضرت عمرؓ کا ارشاد ہے کہ لوگ تم سے قرآن شریف کی آیتوں سے جھگڑا کریں گے تو احادیث سے ان کا جواب دینا کہ احادیث والے کتاب اللہ سے زیادہ واقف ہیں۔ (شفا)

امام زہریؒ جو اکابر علماء میں سے ہیں اور مشہور تابعی ہیں فرماتے ہیں کہ میں نے اپنے سے پہلے علماء (یعنی صحابہ کرام) سے سُنا ہے کہ سنت (یعنی حضورؐ کے طریقہ) کو مضبوط پکڑنے میں نجات ہے اور علم بہت جلد اُٹھ جانے والا ہے۔ علم کی قوت میں دین اور دنیا کا ثبات ہے اور علم کے جاتے رہنے میں اس سب کی اضاعت ہے۔ عبداللہ دیلمی جو بڑے تابعی ہیں اور بعض نے ان کو صحابی بھی بتایا ہے فرماتے ہیں کہ مجھے اکابر سے یہ بات پہونچی ہے کہ دین کے جانے کی ابتداء سنت کے چھوٹنے سے ہوگی۔ ایک ایک سنت اس طرح چھوڑی جائیگی جیسا کہ رسّی کا ایک ایک بل اُتارا جاتا ہے (دارمی)

حضرت سعید بن جبیرؓ نے ایک مرتبہ ایک حدیث بیان کی کسی نے عرض کیا کہ یہ حدیث قرآن پاک کی فلاں آیت کے خلاف ہے انہوں نے فرمایا کہ میں حضور کا ارشاد نقل کرتا ہوں تو اس کا قرآن سے مقابلہ کرتا ہے۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم قرآن کے مطلب کو زیادہ سمجھنے والے تھے (دارمی) یعنی یہ کہ قرآن شریف کے مضامین بسا اوقات مجمل ہوتے

{ Telegram } >>> https://t.me/pasbanehaq1

ہیں حدیث اس کی تفسیر ہوتی ہے اس لئے کسی حدیث کو قرآن شریف کے خلاف کہدینے میں جلدی نہ کرنا چاہیئے بہت غور کرنا چاہیئے۔ اور غور کے بعد اگر مخالف ہو تو پھر یہ بھی تحقیق ضروری ہے کہ قرآن شریف کی وہ آیت منسوخ تو نہیں ہے حدیث کے درجہ میں کمی ثبوت کے اعتبار سے ہے۔ ورنہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی نافرمانی ایسی ہی سخت ہے جیسی اللہ جل جلالہٗ کی نافرمانی ہے۔

حق سبحانہٗ وتقدس کا ارشاد ہے۔

وَمَنْ يَّعْصِ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ وَيَتَعَدَّ حُدُوْدَهٗ يُدْخِلْهُ نَارًا خَالِدًا فِيْهَا وَلَهٗ عَذَابٌ مُّهِيْنٌ (سورہ نساء ع ۲)

اور جو شخص اللہ اور رسول کا کہنا نہ مانے گا اور بالکل ہی اس کے ضابطوں سے نکل جائے گا (یعنی پابندی کو ضروری بھی نہ سمجھے گا اور یہ حالت کفر کی ہے) اس کو دوزخ کی آگ میں داخل کریں گے اس طرح کہ اس میں ہمیشہ رہے گا اور اسکو ایسی سزا ہوگی جس میں ذلت بھی ہے (بیان القرآن) دوسری جگہ ارشاد ہے۔

يَوْمَئِذٍ يَّوَدُّ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا وَعَصَوُا الرَّسُوْلَ لَوْ تُسَوّٰى بِهِمُ الْاَرْضُ وَلَا يَكْتُمُوْنَ اللّٰهَ حَدِيْثًا (سورہ نساء رکوع ۶)

اس دن (یعنی قیامت کے دن) وہ لوگ جنہوں نے (دنیا میں) کفر کیا ہوگا اور رسول کی نافرمانی کی ہوگی اس بات کی تمنا کریں گے کہ کاش آج ہم زمین کے پیوند ہو جائیں (کہ اس رسوائی اور مصیبت

{ Telegram } >>> https://t.me/pasbanehaq1

سے بچ سکیں) اور کسی بات کا بھی (جو دنیا میں کیا ہے) اللہ سے اخفا نہ کر سکیں گے۔ ایک جگہ ارشاد ہے۔ وَمَا اَرْسَلْنَا مِنْ رَّسُوْلٍ اِلَّا لِيُطَاعَ بِاِذْنِ اللّٰهِ (سورہ نساء ع ۹) اور ہم نے تمام رسولوں کو اسی واسطے بھیجا ہے کہ اللہ تعالیٰ کے حکم کی وجہ سے (جو رسولوں کی اطاعت کے بارہ میں وارد ہوا ہے) انکی فرمانبرداری کی جائے ایک جگہ وارد ہے۔ مَنْ يُّطِعِ الرَّسُوْلَ فَقَدْ اَطَاعَ اللّٰهَ وَمَنْ تَوَلّٰى فَمَا اَرْسَلْنٰكَ عَلَيْهِمْ حَفِيْظًا (سورہ نساء ع ۱۱) جس شخص نے رسول (اللہ صلی اللہ علیہ وسلم) کی اطاعت کی اس نے اللہ کی اطاعت کی اور جس نے رسول کی اطاعت سے روگردانی کی (وہ اسکو خود بھگتے گا آپ رنج نہ کریں) ہم نے آپ کو ان کا نگراں مقرر کر کے نہیں بھیجا (آپ کا کام سمجھا دینے کا ہے)۔ اور بھی اس قسم کی بہت سی آیات ہیں جن سے معلوم ہوتا ہے کہ اصل دین حضورؐ کا اتباع ہے وہی دین ہے وہی شریعت ہے وہی اللہ جل شانہٗ کی فرماں برداری ہے۔ یہی وجہ ہے کہ حضرات صحابہ کرام رضی اللہ عنہم بالخصوص خلفائے راشدین کے زمانہ میں اس اتباع سے ذرا سا دور ہونا بھی سخت مشکل اور شاق تھا چنانچہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے زمانہ خلافت کی ابتداء میں جبکہ ہر طرف سے ارتداد کا زور تھا اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ جیسے بہادر اور دین پر مر مٹنے والے شخص نے بھی استدعا کی کہ تھوڑی سی نرمی فرمادیں تو حضرت صدیق اکبر نے حضرت عمرؓ کو ڈانٹا اور فرمایا اَجَبَّارٌ فِي الْجَاهِلِيَّةِ وَخَوَّارٌ فِي الْاِسْلَامِ

کیا زمانہ جاہلیت میں متشدد اور زمانہ اسلام میں نامرد بزدل۔ یہ حضرت عمرؓ پر طعن تھا کہ ہمیشہ کی ضرب المثل شجاعت اور بہادری کے بعد یہ بزدلانہ مشورہ اور ارشاد فرمایا کہ خدا کی قسم جو شخص ایک بکری کا بچہ زکوٰۃ کا حضورؐ کے زمانہ میں دیتا تھا اور اب نہ دیگا اس سے بھی قتال کرونگا۔ بعض حدیثوں میں ہے کہ اگر ایک رسّی بھی زکوٰۃ کی اس وقت دیتا تھا اور اب نہ دیگا تو اس سے قتال کروں گا یہ تھی دین پر پختگی اور دین کا تحفظ ورنہ ایسے سخت وقت میں جبکہ ارتداد کا اتنا زور ہو ایک فرض سے تسامح معمولی سی بات تھی مگر ان حضرات کے یہاں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے اتباع سے ذرا سا ہٹنا بھی یقینی طور سے اپنی ہلاکت میں ڈالنے کے مرادف تھا۔ حضرت عبداللہ بن مسعودؓ فرماتے ہیں کہ میں دیکھتا ہوں کہ تم لوگوں نے اپنے گھروں میں مسجدیں بنالی ہیں اگر تم اپنے گھروں میں نمازیں پڑھنے لگو گے اور مسجدوں کو چھوڑ دو گے تو تم حضورؐ کی سنت کو چھوڑ دو گے اور اگر تم حضورؐ کی سنت کو چھوڑ دو گے تو کافر ہو جاؤ گے (ابوداود)

حضرت عبداللہ بن عمرؓ فرماتے ہیں کہ مسافر کی نماز دو رکعتیں ہیں جو حضورؐ کی سنت کے خلاف کرے وہ کافر ہے (شفا) حضرت علی کرم اللہ وجہہ ارشاد فرماتے ہیں کہ جو شخص نماز نہ پڑھے وہ کافر ہے۔ حضرت ابن عباسؓ سے بھی یہی نقل کیا گیا ہے کہ جس شخص نے نماز چھوڑ دی وہ کافر ہو گیا۔ حضرت جابرؓ سے بھی یہی منقول ہے کہ جو نماز نہ پڑھے وہ

{ Telegram } >>> https://t.me/pasbanehaq1

کافر ہے۔ ان حضرات کے علاوہ اور بھی حضرات صحابہ کرام و تابعین سے یہی نقل کیا گیا ہے کہ انہوں نے دیدہ و دانستہ نماز کے چھوڑنے والے پر کفر کا فتویٰ دیا ہے۔ علماء نے تو حقیقۃً میں تکفیر میں تنگی کی ہے اور بہت احتیاط برتی ہے کہ انہوں نے دوسرے حضرات صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے اختلاف کی وجہ سے ان سب حضرات کے اقوال کو انکار کے ساتھ مقید فرمایا ہے اور یہ ارشاد فرمایا کہ جو شخص نماز کی فرضیت کا انکار کردے وہ کافر ہے اور یہ بھی درحقیقت اللہ کا احسان ہے کہ صحابہ میں اس بارہ میں اختلاف ہو گیا تھا ورنہ اگر خدانخواستہ انکار یہ اجماعی مسئلہ بن جاتا کہ جو شخص جان بوجھ کر نماز چھوڑ دے وہ کافر ہے تو آج تم ہی غور کرو کہ دنیا کا کتنا بڑا حصہ ہے جو دیدہ و دانستہ نماز نہیں پڑھتا وہ آج کفر کے گڑھے میں پڑا ہوا ہوتا۔ بڑے فخر سے کہا جاتا ہے کہ ہم کسی کلمہ گو کو کافر نہیں کہتے یہ مولویوں کا کام ہے کہ وہ ساری دنیا کو کافر بنا دیں۔ لیکن حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے ان کلمہ گویوں کو قتل کیا جو ایک رکن شریعت زکوٰۃ کا انکار کرتے تھے۔ حضرت دیلم حمیریؓ فرماتے ہیں میں نے حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا کہ ہم لوگ ٹھنڈے ملک کے رہنے والے ہیں اور مشقت کے کام بھی بہت کرنے پڑتے ہیں اس لئے گیہوں کی شراب بنا لیتے ہیں کہ اسکی وجہ سے کام کی مشقت میں قوت بھی حاصل ہو جاتی ہے اور سردی سے بھی حفاظت رہتی ہے۔ حضورؐ نے دریافت فرمایا کہ وہ شراب نشہ آور

{ Telegram } >>> https://t.me/pasbanehaq1

ہوتی ہے میں نے عرض کیا بیشک نشہ آور تو ہوتی ہے ارشاد فرمایا کہ اس سے احتراز کرو۔ میں نے عرض کیا کہ لوگ اس کو چھوڑیں گے نہیں (کیونکہ عادی بھی ہیں اور ضرورت بھی ہوتی ہے) ارشاد فرمایا کہ اگر وہ نہ چھوڑیں تو ان سے قتال کرو (ابوداؤد)

حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک مرتبہ امانت کا ذکر فرمایا کہ آہستہ آہستہ کم ہوتی جائیگی یہاں تک نوبت آجائیگی کہ یوں کہا جائے فلاں قوم میں ہے ایک شخص جو امانتدار ہے۔ آدمی کی تعریف یہ رہ جائے گی کہ فلاں شخص بڑا سمجھ دار ہے بڑا ظریف اور خوش مزاج ہے کیسا بہادر آدمی ہے۔ لیکن رائی کے دانہ کے برابر بھی اس میں ایمان نہ ہوگا (مشکوٰۃ)

ایک مرتبہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فتنوں کا ذکر فرمایا اور منجملہ ان کے ارشاد فرمایا کہ اس کے بعد ایسے لوگ ہوں گے جو گمراہیوں کی طرف بلانے والے ہوں گے (مشکوٰۃ)

دو شخصوں کے درمیان جھگڑا ہوا۔ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ میں قصہ پہونچا حضور نے ایک شخص کے حق میں فیصلہ فرمادیا جس کے خلاف فیصلہ ہوا تھا اس نے درخواست کی کہ اس قصہ کو عمرؓ کے سپرد فرمادیجئے۔ حضورؐ نے قبول فرمالیا۔ حضرت عمرؓ کے یہاں قصہ پہونچا اور پورا واقعہ معلوم ہوا مکان میں تشریف لے گئے اور تلوار نکال کر اس شخص کو قتل کردیا جو ان کے یہاں مرافعہ لیکر گیا تھا۔ اور فرمایا کہ جو شخص حضورؐ کے فیصلہ کو قبول نہ کرے اسکا میرے یہاں یہی فیصلہ ہے (در)

{ Telegram } >>> https://t.me/pasbanehaq1

لیکن آج نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے فیصلوں کے ساتھ کیا سلوک ہو رہا ہے آج حضورؐ کے کتنے ارشادات کے خلاف طبع آزمائی ہو رہی ہے حضورؐ کی کتنی سنتوں کا مذاق اُڑایا جا رہا ہے حضورؐ کے زوردار احکام کی کس بے دردی سے مخالفت کی جا رہی ہے ایک دو ہو تو کوئی گنوائے ڈاڑھی اور استنجے کا ذکر نہیں شراب اور سود کے ساتھ کیا معاملہ ہو رہا ہے نماز اور زکوٰۃ کا کیا حشر ہے روزہ اور حج کے ساتھ کیا برتاؤ ہے اور پھر ساتھ ہی یہ بھی ہے کہ جن صاحب کو حضرت عمرؓ نے قتل کیا تھا وہ کلمہ گو بھی تھے اور اہل قبلہ بھی تھے مگر آج کسی کلمہ گو کے خلاف کوئی بات قابل سماعت نہیں ہے وہ قبلہ کی طرف منہ کرے اور جو چاہے کرے۔

لَيْسَ الْبِرَّ اَنْ تُوَلُّوْا وُجُوْهَكُمْ قِبَلَ الْمَشْرِقِ وَالْمَغْرِبِ وَلٰكِنَّ الْبِرَّ مَنْ اٰمَنَ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ وَالْمَلٰٓئِكَةِ وَالْكِتٰبِ وَالنَّبِيّٖنَ وَاٰتَى الْمَالَ عَلٰى حُبِّهٖ ذَوِي الْقُرْبٰى وَالْيَتٰمٰى وَالْمَسٰكِيْنَ وَابْنَ السَّبِيْلِ وَالسَّآئِلِيْنَ وَفِي الرِّقَابِ وَاَقَامَ الصَّلٰوةَ وَاٰتَى الزَّكٰوةَ وَالْمُوْفُوْنَ

بر (یعنی نیکی اور کمال) یہی نہیں ہے کہ تم اپنا منہ مشرق کی طرف کر لو یا مغرب کی طرف بلکہ نیک وہ شخص ہے جو ایمان لائے اللہ پر (یعنی اسکی ذات وصفات پر) اور ایمان لائے آخرت کے دن پر اور فرشتوں پر اور اللہ کی (تمام) کتابوں پر اور انبیاء پر اور مال دیتا ہو باوجود اسکی محبت کے رشتہ داروں کو اور یتیموں کو اور مسکینوں کو اور مسافروں کو اور سوال کرنیوالوں کو اور خرچ کرے گردنوں کے چھڑانے میں (یعنی قیدیوں کے چھڑانے میں

{ Telegram } >>> https://t.me/pasbanehaq1

بِعَهْدِهِمْ اِذَا عٰهَدُوْا وَالصّٰبِرِيْنَ فِي الْبَاْسَآءِ وَالضَّرَّآءِ وَحِيْنَ الْبَاْسِ اُولٰٓئِكَ الَّذِيْنَ صَدَقُوْا وَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُتَّقُوْنَ۔

(سورہ بقر ع ۲۲)

اور غلاموں کے آزاد کرانے میں) اور قائم کرے نماز کو اور ادا کرے زکوٰۃ کو اور جو لوگ اپنے عہدوں کو پورا کرنے والے ہوں جب کوئی (جائز) معاہدہ کرلیں اور جو لوگ صبر کرنے والے ہوں تنگی اور تکلیف میں اور لڑائی کے وقت یہی لوگ ہیں جو سچے ہیں اور یہی لوگ متقی ہیں۔

❊ ❊ ❊

حضرت امام اعظمؒ سے بھی یہ ارشاد نقل کیا گیا ہے لَا نُكَفِّرُ اَحَدًا مِّنْ اَهْلِ الْقِبْلَةِ ہم اہل قبلہ میں سے کسی کی تکفیر نہیں کرتے لیکن کیا نعوذ باللہ امام صاحب کے کلام کا یہ مطلب ہے کہ جو قبلہ کی جانب رہنے والے ہیں خواہ مشرک ہوں یا کافر کسی کی بھی تکفیر نہیں کرتے یا خدانخواستہ یہ مطلب ہے کہ جو قبلہ کی طرف منہ کرکے کوئی بات کہے یا بیت اللہ کو قبلہ مانتا ہو یا قبلہ کی طرف نماز پڑھتا ہو پھر وہ چاہے کوئی بھی کام کرے بُت پرستی کرے یا کفریات بکے ہم کسی کی تکفیر نہیں کرتے اگر یہی مطلب امام صاحبؒ کا تھا تو پھر انہوں نے جہنم کو اُخْرُجْ عَنِّیْ یَا کَافِرُ (اکفار) او کافر میرے پاس سے چلا جا کیوں فرمایا۔ یہ ایک بدعتی گمراہ شخص تھا جو ایک فرقہ کا بانی ہے۔ امام یوسفؒ فرماتے ہیں کہ میرا حضرت امام اعظمؒ سے چھ مہینہ مناظرہ رہا آخر ہم دونوں کی رائے اس پر متفق ہوگئی کہ جو قرآن شریف کو مخلوق کہے وہ کافر ہے (اکفا) کیا قرآن شریف کو مخلوق کہنے والے

{ Telegram } >>> https://t.me/pasbanehaq1

اہل قبلہ نہ تھے نماز نہیں پڑھتے تھے روزہ نہیں رکھتے تھے کلمہ نہیں پڑھتے تھے اسی طرح روافض کا وہ فرقہ جو یہ کہتا ہے کہ حضرت جبرئیل علیہ السلام سے وحی میں غلطی ہوگئی اور بجائے حضرت علیؓ کے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو وحی پہونچا گئے کیا وہ کلمہ گو نہیں ہے یا اپنے کو مسلمان نہیں کہتا یا قبلہ کی طرف نماز نہیں پڑھتا۔ کیا قرامطہ کے کفر میں کوئی تردد ہے جو غسل جنابت کا انکار کرتے ہیں شراب کو حلال بتاتے ہیں سال میں صرف دو روزے فرض بتاتے ہیں اذان میں محمد بن الحنفیہ رسول اللہ کا اضافہ کرتے ہیں (اشاعۃ) اور ان کے علاوہ بہت سے امور ان کے مذہب میں ہیں اور اس سب کے باوجود اپنے کو مسلمان کہتے ہیں۔ علماء نے تصریح کی ہے اور ایک دو نے نہیں سیکڑوں نے اسکی تصریح کی ہے کہ اہل قبلہ سے مراد وہ لوگ ہیں جو ضروریات دین میں سے کسی چیز کا انکار نہ کریں علامہ شامی نے لکھا ہے

لَا خِلَافَ فِیْ کُفْرِ الْمُخَالِفِ فِیْ ضُرُوْرِیَاتِ الْاِسْلَامِ وَاِنْ کَانَ مِنْ اَھْلِ الْقِبْلَۃِ الْمُوَاظِبِ طُوْلَ عُمْرِہٖ عَلَی الطَّاعَاتِ ۵ اس میں کوئی اختلاف نہیں کہ جو شخص ضروریات دین میں مخالف ہو وہ کافر ہے اگرچہ وہ اہل قبلہ میں سے ہو اور عمر بھر عبادت کا اہتمام کرتا رہے

اکفار الملحدین میں ہزاس سے نقل کیا ہے۔

| | |
|---|---|
| اَھْلُ الْقِبْلَۃِ فِیْ اِصْطِلَاحِ الْمُتَکَلِّمِیْنَ مَنْ یُّصَدِّقُ بِضُرُوْرِیَاتِ الدِّیْنِ اَیِ | اہل قبلہ متکلمین کی اصطلاح میں وہ شخص ہے جو ضروریات دین کا اقرار کرتا ہو یعنی ایسے امور کا جن کا شریعت میں ثبوت معلوم |

{ Telegram } >>> https://t.me/pasbanehaq1

اَلْاُمُوْرُ الَّتِیْ عُلِمَ ثُبُوْتُهَا
فِی الشَّرْعِ وَاشْتُهِرَ فَمَنْ
اَنْکَرَ شَیْئًا مِّنَ الضَّرُوْرِیَاتِ
کَحُدُوْثِ الْعَالَمِ وَحَشْرِ
الْاَجْسَادِ وَفَرْضِیَّةِ الصَّلٰوةِ
وَالصَّوْمِ لَمْ یَکُنْ مِّنْ
اَهْلِ الْقِبْلَةِ وَلَوْ کَانَ
مُجَاهِدًا بِالطَّاعَاتِ وَکَذٰلِکَ
مَنْ بَاشَرَ شَیْئًا مِّنْ اَمَارَاتِ
التَّکْذِیْبِ کَسُجُوْدِ الصَّنَمِ
وَالْاِهَانَةِ بِاَمْرٍ شَرْعِیٍّ
وَالْاِسْتِهْزَاءِ عَلَیْهِ فَلَیْسَ
مِنْ اَهْلِ الْقِبْلَةِ وَمَعْنٰی
عَدَمِ تَکْفِیْرِ اَهْلِ الْقِبْلَةِ
اَنْ لَّا یُکَفَّرُ بِارْتِکَابِ
الْمَعَاصِیْ وَلَا بِاِنْکَارِ الْاُمُوْرِ
الْخَفِیَّةِ غَیْرِ الْمَشْهُوْرَةِ هٰذَا
مَا حَقَّقَهُ الْمُحَقِّقُوْنَ فَاحْفَظْهُ

ومعروف ہے جیسا کہ عالم کا حادث ہونا
قیامت میں بدن سمیت حشر ہونا نماز
روزہ کی فرضیت وغیرہ وغیرہ پس جو شخص
ایسی چیزوں کا انکار کرے گا وہ اہل قبلہ
میں سے نہیں ہے چاہے وہ عبادات
میں کتنی ہی کوشش کرے اسی طرح سے
جس شخص میں علامات تکذیب کی پائی
جائیں جیسا کہ بُت کو سجدہ کرنا یا کسی
امر شرعی کی اہانت کرنا یا اس کا
مذاق اڑانا وہ بھی اہل قبلہ میں
سے نہیں ہے علماء کے اس ارشاد
کا مطلب کہ اہل قبلہ کی تکفیر
نہیں کرتے یہ ہے کہ کسی گناہ کے
کرنے سے کافر نہیں بتاتے اور اسی
طرح ایسے امور کے انکار سے
جو شریعت میں غیر معروف ہیں
یہ ہے محققین کی تحقیق اس کو
خوب محفوظ رکھو۔

درحقیقت امام صاحب یا دوسرے حضرات سے جو یہ ارشاد

{ Telegram } >>> https://t.me/pasbanehaq1

نقل کیا گیا ہے کہ وہ کسی کلمہ گو کی تکفیر نہیں کرتے یا اہل قبلہ کی تکفیر نہیں کرتے وہ خوارج کے مقابلہ میں ہے جو ہر حرام کے کرنے سے کافر بتاتے ہیں یا ان لوگوں کے بارہ میں ہے جو غیر معروف کا انکار کرتے ہیں خود امام محمدؒ نے سیر کبیر میں ارشاد فرمایا ہے۔ مَنْ اَنْکَرَ شَیْئًا مِّنْ شَرَائِعِ الْاِسْلَامِ فَقَدْ اَبْطَلَ قَوْلَ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ جو شخص شرائع اسلام میں سے کسی چیز کا انکار کردے اس نے کلمہ لا الہ الا اللہ کو باطل کردیا۔

اور اگر یہی بات ہو کہ کلمہ پڑھنے کے بعد آدمی آزاد ہے جو چاہے کرے یا جو چاہے بکے تو پھر اللہ جل جلالہ کے ارشاد میں یہود کی مذمت بے محل ہو جائیگی۔

| | |
|---|---|
| اَفَتُؤْمِنُوْنَ بِبَعْضِ الْكِتَابِ وَتَكْفُرُوْنَ بِبَعْضٍ فَمَا جَزَآءُ مَنْ يَّفْعَلُ ذٰلِكَ مِنْكُمْ اِلَّا خِزْيٌ فِي الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا وَيَوْمَ الْقِيٰمَةِ يُرَدُّوْنَ اِلٰى اَشَدِّ الْعَذَابِ وَمَا اللّٰهُ بِغَافِلٍ عَمَّا تَعْمَلُوْنَ (سورہ بقرہ رکوع ۱۰) | کیا پس ایمان لاتے ہو تم کتاب اللہ کے بعض حصہ پر اور بعض پر ایمان نہیں لاتے پس نہیں ہے بدلہ اس شخص کا جو ایسی حرکت کرے بجز اسکے کہ دنیوی زندگی میں رسوائی ہو اور قیامت کے دن ایسے لوگ سخت عذاب میں ڈالدیئے جاویں اور اللہ جل شانہٗ تمہارے اعمال سے غافل نہیں ہیں |

اسلام حتماً اور قطعاً وہی معتبر ہے جو اپنے تمام ضروری احکام کے ساتھ ہو کوئی جز بھی اس میں سے خارج نہ ہو ان اہل کتاب کی تردید فرماتے ہوئے جو اسلام لانے کے بعد تورات کے بعض احکام پر عمل کی خواہش رکھتے تھے اللہ جل جلالہٗ نے ارشاد فرمایا:۔

{ Telegram } >>> https://t.me/pasbanehaq1

يَآ اَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا ادْخُلُوْا فِي السِّلْمِ كَآفَّةً وَّلَا تَتَّبِعُوْا خُطُوٰتِ الشَّيْطٰنِ اِنَّهٗ لَكُمْ عَدُوٌّ مُّبِيْنٌ فَاِنْ زَلَلْتُمْ مِّنْ بَعْدِ مَا جَآءَتْكُمُ الْبَيِّنٰتُ فَاعْلَمُوْٓا اَنَّ اللّٰهَ عَزِيْزٌ حَكِيْمٌ

اے ایمان والو اسلام میں پورے کے پورے داخل ہو جاؤ اور شیطان کے قدم بقدم نہ چلو وہ حقیقت میں تمہارا کھلا ہوا دشمن ہے پس اگر تم ان واضح دلائل کے بعد بھی لغزش میں پڑ جاؤ تو سمجھ لو کہ حق تعالیٰ شانہٗ زبردست ہیں (جو چاہیں سزا دیں) اور حکمت والے ہیں (کہ جب مصلحت سمجھیں سزا دیں)۔

(سورہ بقرہ رکوع ۲۵)

حضرت عبداللہ بن عباس ارشاد فرماتے ہیں کہ اہل کتاب ایمان لانے کے بعد تورات کے بعض احکام پر عمل کرنے کے خواہشمند تھے جس پر یہ آیت نازل ہوئی کہ دین محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی شرائع میں پورے پورے داخل ہو جاؤ اور کوئی چیز اس میں سے چھوڑو نہیں۔ عکرمہ کہتے ہیں کہ بعض مسلمان اہل کتاب نے تورات کے موافق شنبہ کے دن کی تعظیم کی درخواست کی تھی جس پر یہ آیت نازل ہوئی۔ یہ بھی کہا جاتا ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم منافقین کے ساتھ بھی مسلمانوں کا سا برتاؤ فرماتے تھے اور آج مسلمانوں کو بھی کافر کہا جاتا ہے یہ صحیح ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے ابتداء اسلام میں منافقین کے ساتھ مسلمانوں کا سا برتاؤ فرمایا تھا۔ لیکن کیا قرآن پاک کی آیت يٰٓاَيُّهَا النَّبِيُّ جَاهِدِ الْكُفَّارَ وَالْمُنٰفِقِيْنَ وَاغْلُظْ عَلَيْهِمْ وَمَاْوٰىهُمْ جَهَنَّمُ وَبِئْسَ الْمَصِيْرُ (سورہ توبہ رکوع ۱۰) اور اس

---

لہ اے نبی (صلی اللہ علیہ وسلم) کفار سے (ہتھیار سے) اور منافقوں سے (زبان سے) جہاد کیجئے اور ان پر سختی ---- کیجئے دنیا میں تو یہ ہے (اور آخرت میں) انکا ٹھکانہ جہنم ہے اور بری جگہ ہے ۱۲

{ Telegram } >>> https://t.me/pasbanehaq1

جیسی آیات کے بعد بھی یہی معاملہ رہا۔ حضرت ابن عباس فرماتے ہیں کہ ایک مرتبہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم جمعہ کے روز منبر پر تشریف فرما ہوتے اور ایک ایک منافق کا نام لیکر مجلس سے نکالدیا۔ حضرت عمر اس وقت تشریف فرما نہ تھے وہ آئے تو ایک شخص نے ان کو مژدہ سنایا کہ آج اللہ نے منافقوں کو رسوا فرمایا۔ حضرت ابو مسعود فرماتے ہیں کہ ایک مرتبہ حضورؐ نے وعظ فرمایا اور ایسا وعظ کہ ہم نے ویسا نہیں سُنا اور ارشاد فرمایا کہ میں جن جن کا نام لیتا جاؤں وہ اُٹھ جائیں اور چھتیس آدمیوں کو نکال دیا (در منثور)

حضرت حذیفہ فرماتے ہیں کہ نفاق حضورؐ کے زمانہ میں تھا آج کفر ہے یا اسلام (بخاری)

اہل شام کے چند افراد نے شراب پی حضرت یزید بن ابی سفیان اس وقت شام کے حاکم تھے انہوں نے مواخذہ فرمایا ان لوگوں نے عرض کیا کہ یہ حلال ہے اور قرآن شریف کی آیت لَيْسَ عَلَى الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَ عَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ جُنَاحٌ فِيْمَا طَعِمُوْٓا الآیہ (سورۂ مائدہ رکوع ۱۲) سے استدلال کیا حضرت یزید نے حضرت عمر کی خدمت میں یہ واقعہ لکھا۔ عمرؓ نے تحریر فرمایا کہ میرا یہ خط اگر دن میں پہونچے تو ---- رات کا انتظار نہ کرو اور رات کو پہونچے تو دن کا انتظار نہ کرو ان لوگوں کو قبل ازیں کہ دوسروں کو گمراہ کریں فوراً میرے پاس بھیجدو۔ وہ لوگ فوراً حضرت عمرؓ کی خدمت میں بھیجے گئے۔ صحابہ کرام سے مشورہ کیا گیا صحابہ نے فرمایا کہ ان

{ Telegram } >>> https://t.me/pasbanehaq1

لوگوں نے دین میں ایسی چیز اختیار کی ہے جس کی اللہ نے اجازت نہیں دی اس لئے ان کی گردن اڑادی جائے۔ حضرت علی کرم اللہ وجہہ خاموش رہے۔ حضرت عمرؓ نے ان سے دریافت کیا تم بھی اپنی رائے ظاہر کرو۔ انہوں نے عرض کیا کہ ان سے استفسار کیا جائے اگر انہوں نے حلال سمجھ کر پی ہے تب تو قتل کر دیا جائے کہ ان لوگوں نے ایسی چیز کو حلال کیا جس کو اللہ جل شانہٗ نے حرام فرمایا ہے اور اگر ان لوگوں نے حرام سمجھ کر پی ہے تو اسّی اسّی کوڑے لگائے جائیں (درمنثور)

کیا یہ لوگ کلمہ گو نہ تھے یا اہل قبلہ نہ تھے کہ صرف ایک شراب کو حلال سمجھنے کی وجہ سے ان سب حضرات نے متفقہ فیصلہ ان کے قتل کا فرمادیا۔ خیر القرون کے بیسیوں واقعات اسکی تائید میں ہیں کہ ضروریات دین میں سے کسی ایک جز کا انکار بھی کفر وارتداد ہے یہاں نہ اُنکی تفصیل کا موقع نہ گنجائش مجھے صرف اس پر متنبہ کرنا ہے کہ جو لوگ یہ کہتے ہیں کہ ہم کسی کلمہ گو کی تکفیر نہیں کرتے خواہ وہ کچھ ہی کرے یا کچھ ہی کہے یہ علماء کا کام ہے کہ وہ کافر بناتے پھریں۔ کہنے والے خواہ طعن سے کہتے ہوں مگر یہ صحیح ہے کہ صرف علما کا کام ہے۔ غیر عالم نہ بتا سکتا ہے کہ کیا چیز کفر کی ہے نہ سمجھ سکتا ہے البتہ یہ ضروری ہے کہ بلا کسی شرعی حجت کے کسی شخص کو کافر کہنا ناجائز اور حرام ہے جیسا کہ میں اس خط کے ۳ کے سلسلہ میں لکھ چکا ہوں۔ یہ مضمون طبعًا درمیان میں آگیا تھا میں یہ لکھ رہا تھا کہ علما پر سب وشتم کرنے والے ان امور کا بھی لحاظ کریں۔ اس سلسلہ میں چوتھی بات یہ بھی قابل لحاظ

{ Telegram } >>> https://t.me/pasbanehaq1

ہے کہ ذاتی اوصاف ذاتی کمالات طبعی اخلاق ایک مستقل جوہر ہے اور علمی غور و خوض علمی تبحر علمی کمال ایک مستقل کمال ہے مستقل فن ہے ان دونوں کو آپس میں خلط کر دینا ان دونوں میں تلازم سمجھنا غلطی ہے یہ ضروری نہیں کہ ہر وہ شخص جو علمی دریا میں غوطہ زن ہو وہ ذاتی کمالات اور محاسنِ اخلاق میں بھی کمال کا درجہ رکھتا ہو اگر یہ بات ہوتی تو ہر عالم شیخ وقت ہوتا۔ حضرات صوفیاء کرام کو درستی اخلاق کے لئے مستقل خانقاہوں کی ضرورت نہ پڑتی۔ مشائخ طریقت کو اس کے لئے مجاہدات کرانے نہ پڑتے حضرات صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو حق تعالیٰ شانہٗ نے جامعیت کی شان عطا فرمائی تھی اور اس قلیل جماعت کے لئے اس کی ضرورت بھی تھی کہ ہر چیز کو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے لیکر پھیلانے والی وہی ایک جماعت تھی اور مشکوٰۃ نبوت سے نور کی ہر نوع کا پھیلنا ضروری تھا لیکن صحابہ کرام کے بعد تابعین ہی کے زمانہ سے ہر نوع کو مستقل طور پر حاصل کرنے کی ضرورت پیش آگئی اور اسی لئے محدثین اور فقہاء مفسرین اور صوفیہ کی جماعتیں مستقل قائم ہونا شروع ہو گئیں ان میں بہت سے اللہ کے بندے مختلف صفات کے جامع بھی ہوئے اور اب تک ہوتے رہتے ہیں لیکن بہت سے افراد کسی خاص صفت کے ساتھ ممتاز ہوئے اور ہیں اس لئے یہ سمجھ لینا کہ ہر وہ شخص جو علم کے کسی خاص رُتبہ پر فائز ہو وہ اخلاق و اوصاف کے بھی اسی رُتبہ پر ہو گا زمانہ کے تدریجی تغیرات سے ناواقفیت ہے یا ذہول ہے اس میں شک نہیں کہ علم کے لئے کمالات باطنیہ اور اخلاقِ حسنہ نہایت ضروری

{ Telegram } >>> https://t.me/pasbanehaq1

اور زینت ہیں لیکن ان کا حصول نہ علم کے لئے لازم ہے نہ علم کا ان پر مدار اور توقف ہے۔ اس کے علاوہ علماء اور مشائخ تصوّف کے بعض اخلاق میں بھی فرق ہے یہ ضروری نہیں کہ ہر وہ چیز جو مشائخ سلوک کے یہاں کمال سمجھی جاتی ہے وہ علما کے حق میں بھی کمال ہو۔ ایک معمولی سی چیز حسنِ ظن اور تحقیق حال ہی کو دیکھ لو کہ صوفیہ کے یہاں حسنِ ظن اور مومن کے ساتھ مطلقاً نیک گمان کمال ہے اور علما جرح و تعدیل پر مجبور ہیں اسی لئے صوفیہ کی روایات محدثین کے یہاں اکثر مجروح ہو جاتی ہیں کہ وہ حسنِ ظن کی بنا پر ہر مومن سے روایت لے لیتے ہیں اور ان حضرات محدثین کے یہاں جرح و تعدیل مستقل فن بن گیا اور اس کے مستقل ائمہ بن گئے۔ اس لئے علمی درجہ میں جس چیز کو دیکھنا ہے وہ یہ ہے کہ جو بات وہ کہہ رہا ہے وہ مذہب کے موافق ہے یا نہیں قرآن و حدیث کے مطابق ہے یا مخالف۔ سلف صالحین اور فقہائے معتبرین کے ارشادات سے باہر تو نہیں۔ اگرچہ علمی درجہ میں اس سے کچھ کوتاہی بھی ہو جاتی ہو۔ حضرت انسؓ فرماتے ہیں ہم نے حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا کہ ہم لوگ نیک کام کا حکم نہ کریں جب تک خود عمل نہ کرلیں اور بری بات سے کسی کو نہ روکیں جب تک خود اس سے بالکل نہ رُک جائیں۔ حضورؐ نے ارشاد فرمایا نہیں بلکہ نیک کاموں کا حکم کیا کرو اگرچہ خود عمل نہ کر سکو اور بُری باتوں سے روکا کرو اگرچہ خود اس سے نہ رُک سکو (جمع الفوائد و حکم علیہ بالضعف و فی الجامع الصغیر رقم لہٗ بالحسن)

پانچویں چیز یہ بھی قابلِ لحاظ ہے کہ تغیر زمانہ کا عام اثر دنیا کی ہر چیز پر ہے

{ Telegram } >>> https://t.me/pasbanehaq1

تو اہلِ علم اس سے باہر کہاں جا سکتے ہیں۔ زمانہ جتنا بھی زمانہ نبوت سے دور ہوتا جائے گا اتنے ہی فتنے و شرور اس میں بڑھتے جائیں گے۔ لیکن ہم لوگ اپنے اندر ہر قسم کے ضعف و انحطاط کو تسلیم کرتے ہیں مگر اہل علم کے لئے وہی پہلا منظر چاہتے ہیں اور اسی معیار پر جانچنا چاہتے ہیں۔

جب قوائے جسمانیہ کا ذکر آجائے ہر شخص کہتا ہے اجی وہ قوتیں اب کہاں رہیں لیکن جب قوائے روحانیہ مجاہدات علمیہ کا ذکر آئے تو ہر شخص جنید، شبلی، بخاری، غزالی کے اوصاف کا طالب اور خواہشمند بن جاتا ہے حالانکہ دینی انحطاط کی پیشین گوئی خود نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے منقول ہے حضورؐ کا ارشاد ہے۔

لَا يَأْتِيْ عَلَيْكُمْ عَامٌ وَلَا يَوْمٌ اِلَّا وَالَّذِيْ بَعْدَهٗ شَرٌّ مِّنْهُ حَتّٰى تَلْقَوْا رَبَّكُمْ كَذَا فِي الْجَامِعِ الصَّغِيْرِ بِرِوَايَةِ اَحْمَدَ وَالْبُخَارِيِّ وَغَيْرِهِمَا وَرَقَمَ لَهٗ بِالصِّحَّةِ ۝

تم پر کوئی سال اور کوئی دن ایسا نہیں آئے گا جس سے بعد والا سال اور دن اس سے زیادہ برا نہ ہو۔ یہاں تک کہ تم اپنے رب سے جا ملو۔

مناوی کہتے ہیں کہ یہ دین کے اعتبار سے اور اکثریت کے لحاظ سے ہے یعنی بعض افراد کا اس سے خارج ہونا موجب اشکال نہیں۔ علقمی حضرت عبداللہ بن مسعودؓ سے نقل کرتے ہیں کہ کوئی دن بھی ایسا نہ آئے گا جو علم کے اعتبار سے گذشتہ دن سے کم نہ ہو اور جب علماء نہ رہیں گے اور کوئی نیک باتوں کا حکم کرنے والا اور بری باتوں سے روکنے والا نہ رہے گا۔ تو اس وقت سب

{ Telegram } >>> https://t.me/pasbanehaq1

ہی ہلاک ہو جائیں گے (جامع الصغیر)

ایک حدیث میں ارشاد نبوی ہے کہ صلحا ایک ایک ہو کر اٹھ جائیں گے اور لوگ ایسے رہ جائیں گے جیسے کہ خراب جو (بیجھے ہوئے) اور خراب کھجور (کیڑا لگی ہوئی) کہ حق تعالیٰ شانہٗ ان کی ذرا بھی پرواہ نہ کرینگے (مشکوٰۃ بروایۃ البخاری) اس لئے دین اور دینی امور کا انحطاط کمی ضعف تو سب ہی کچھ ہو کر رہے گا ایسی حالت میں صلاح و فلاح کی سعی کرتے ہوئے جو کچھ موجود ہے اسکو مغتنم سمجھنا ہی ضروری ہے کہ اس کے بعد اس سے کمی ہی کی طرف رجوع کرنا پڑے گا۔ اس زمانہ میں جن آنکھوں نے اکابر کو دیکھا ہے اُن کے فیوض و علوم سے تمتع حاصل کیا ہے وہ ان کے بعد والی نسلوں کو ان جیسا نہ پاکر اعراض اور روگردانی کرتے ہیں میں نے بہت سے لوگوں کو دیکھا ہے کہ وہ حضرت گنگوہی نور اللہ مرقدہٗ کے وصال کے بعد حضرت کے اجلہ خلفاء حضرت سہارنپوری حضرت شیخ الہند حضرت رائے پوری نور اللہ مراقدہم کی طرف بھی متوجہ نہ ہوئے اور محروم رہ گئے حالانکہ یہ حضرات ہدایت کے آسمانوں کے آفتاب تھے اور ان سے تعلق رکھنے والے بہت سے ان کے جانشینوں کی طرف متوجہ نہ ہوئے کہ وہ ان بعد والوں کا مقابلہ ان سے پہلے والوں کے ساتھ کرنا چاہتے تھے اور چونکہ یہ حضرات بالکل ویسے نہیں ملتے اس لئے ان کی نگاہوں میں نہیں جمتے لیکن اس کا اثر اور نتیجہ کیا ہوا خود ان لوگوں کی محرومی ہوئی کہ وہ اپنے اس تخیل کی وجہ سے ترقیات سے محروم رہ گئے۔ حالانکہ یہ نہیں سوچتے کہ جو جا چکے ہیں

{ Telegram } >>> https://t.me/pasbanehaq1

وہ واپس نہیں آئیں گے اور جو آنے والے ہیں وہ ان جیسے بھی نہ ہونگے ہاں یہ ضرور دیکھیں کہ یہ شخص ضروریات دین پر عمل کرتا ہے یا نہیں کہ ان کا انکار کرنے والا تو سرے سے اسلام ہی میں نہیں ہے اس کے بعد جو شخص جتنا زیادہ اتباع سنت کا دلدادہ ہے اتنا ہی ہدایت یافتہ ہے کہ اصل ہدایت طریقہ سنت ہے۔

چھٹی چیز یہ بھی قابل لحاظ ہے کہ اہل علم آخر ہم ہی لوگوں میں سے پیدا ہوں گے اور ہوتے ہیں کہیں باہر سے دوسری مخلوق نہیں آتی۔ اس لئے جس قسم کے لوگوں سے وہ طیار ہوں گے اکثر ویسے ہی اثرات اپنے میں رکھیں گے۔ جیسا لوہا ہوگا ویسی ہی تلوار بن سکے گی اور جیسی مٹی ہوگی ویسا ہی برتن ڈھلے گا جیسا تانبا ہوگا ویسی ہی اس پر قلعی ہوگی نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے۔ خِيَارُكُمْ فِي الْجَاهِلِيَّةِ خِيَارُكُمْ فِي الْإِسْلَامِ إِذَا فَقِهُوا (مشکوٰۃ بروایۃ الشیخین) تم میں سے جو لوگ جاہلیت کے زمانہ میں بہترین شمار ہوتے ہیں وہی اسلام میں بھی بہترین ہیں بشرطیکہ فقیہ اور عالم بن جائیں۔ اب بھی یہی بات ہے کہ جو لوگ ذاتی شرافتوں کے ساتھ علم دین حاصل کرتے ہیں وہ اخلاق حسنہ کے منتہا پر پہونچے ہوئے ہوتے ہیں اور کچھ علم دین کے ساتھ مخصوص نہیں دنیاوی علوم میں دیکھ لو کہ ذاتی شرافت سے عاری لوگ جب دنیوی علوم پڑھ کر اعلیٰ عہدوں پر پہونچتے ہیں تو وہ کس قدر رشوت ستانی اور مظالم سے خلق خدا کی اذیت کا سبب بنتے ہیں اس لئے اگر عام طور سے مسلمانوں کے

{ Telegram } >>> https://t.me/pasbanehaq1

بہترین دماغ علوم دینیہ کی طرف متوجہ نہ ہوں تو یہ علماء کا قصور ہے یا خود ان کا قصور ہے۔ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے علامات قیامت میں شمار کرایا ہے کہ بڑے لوگوں میں فواحش کی کثرت ہو جائیگی اور حکومت چھوٹے لوگوں میں اور علم کم حیثیت جماعتوں میں ہوگا اچھے لوگ دین کے بارے میں مداہنت کرنے لگیں گے (اشاعۃ) ایک حدیث میں آیا ہے کہ علم چھوٹے لوگوں کے پاس سے حاصل کیا جائیگا (اشاعۃ) یعنی بڑے آدمیوں کو حبِ مال اور حبِ جاہ کی بدولت علم دینیہ حاصل کرنے کی فرصت ہی نہ ملے گی۔ کس قدر ظلم ہے کہ جو لوگ فارغ البال ہیں کچھ آسودگی رکھتے ہیں وہ اپنی قیمتی عمروں کو کس قدر بیکار ضائع ہو جانے والی فنا ہو جانے والی کوششوں میں تلف کر دیتے ہیں۔ کیا ان حضرات کے پاس اللہ کے یہاں جواب دہی کے لئے کوئی معقول عذر ہے۔

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ آدمی کے دونوں قدم قیامت کے دن اس وقت تک اپنی جگہ سے نہ ہٹیں گے جب تک پانچ باتوں کی جواب دہی نہ کرلے گا۔ اپنی عمر کو کس چیز میں خرچ کیا اپنی جوانی کو کس جگہ صرف کیا (یعنی اس جوانی کی قوت وطاقت کو رضا الٰہی میں خرچ کیا یا ناراضی میں) اور اپنے مال کو کہاں سے کمایا اور کہاں خرچ کیا۔ (یعنی مال کے کمانے کے ذرائع جائز اختیار کئے یا ناجائز طریقہ سے حاصل کیا۔ مثلاً رشوت سود اور دوسرے ناجائز معاملات۔ اسی طرح جہاں خرچ کیا وہ جائز تھا یا ناجائز تھا۔ اسراف اور بخل کے درمیان تھا یا کسی ایک جانب بڑھا ہوا تھا۔) اور جو کچھ علم حاصل کیا اس

{ Telegram } >>> https://t.me/pasbanehaq1

پر کیا عمل کیا۔ (علم حاصل کرنا مستقل فریضہ ہے اور جو کچھ حاصل کیا اس پر عمل کرنا مستقل امر ہے لاعلمی سے کسی معصیت میں مبتلا ہونا ایک گناہ ہے۔ اور علم کے باوجود اس پر عمل نہ کرنا اور گناہ میں مبتلا ہونا اور بھی زیادہ سخت ہے) (مشکوٰۃ) اس لئے جو لوگ اپنی عمروں کو اور اس زندگی کو جو صرف اللہ تعالیٰ ہی کی عطا کی ہوئی ہے اللہ تعالیٰ کی رضا کے علاوہ کسی چیز میں ضائع کر رہے ہیں وہ خود ہی جواب دہی کی فکر کر لیں۔ اس بارگاہ میں نہ تو کسی کی وکالت اور بیرسٹری کام آنے والی ہے نہ لسانی اور جھوٹے گواہ کچھ مدد کر سکتے ہیں ہر شخص کے لئے ضروری ہے کہ ان پانچ باتوں کے جواب کی تیاری رکھے۔ بڑی عدالت میں جواب دہی کرنا ہے۔

میرا مقصود تو اس طرف توجہ دلانا ہے کہ ذاتی اور نسبی اوصاف اثر رکھتے ہیں اس لئے حضورؐ نے الائمۃ من قریش ارشاد فرمایا۔ حضرت عمرؓ ایک مرتبہ شب کو مدینہ طیبہ کی پاسبانی فرما رہے تھے۔ پھرتے پھرتے تکان کی وجہ سے ایک دیوار سے سہارا لگا کر تھوڑی دیر کے لئے کھڑے ہو گئے۔ ایک بڑھیا کی آواز آئی جس نے اپنی لڑکی کو آواز دیکر کہا کہ دودھ میں پانی ملا دے، لڑکی نے عذر کیا کہ امیر المومنین کی طرف سے اس کی ممانعت کا اعلان ہو چکا ہے۔ ماں نے کہا کہ امیر المومنین کیا یہاں بیٹھے دیکھ رہے ہیں۔ لڑکی نے کہا یہ تو بہت ہی ناموزوں ہے کہ سامنے تو امیر کی اطاعت کریں۔ اور پس پردہ نافرمانی یہ نہیں ہو سکتا۔ حضرت عمرؓ نے اس مکان کو ذہن نشین فرما لیا اور صبح ہوتے ہی اپنے صاحبزادہ حضرت عاصمؓ کی منگنی اس لڑکی سے بھیجدی۔

{ Telegram } >>> https://t.me/pasbanehaq1

اسی لڑکی کی اولاد سے حضرت عمر بن عبد العزیز پیدا ہوئے (ازالۃ الخفاء ۲۸)

ساتویں چیز یہ بھی قابلِ غور ہے کہ قوم کی طرف سے علمی مشاغل اور دینی خدمات کے لئے علی العموم کن افراد کو چنا جاتا ہے۔ آپ خاص طور سے دیکھیں گے کہ جس شخص کے کئی بیٹے ہیں ان کو اوّل خاص طور سے دنیاوی علوم میں لگایا جائے گا۔ اس کی سعی کی جائے گی۔ انتھک کوشش کی جائیگی۔ جب اس سے مایوسی ہو جائیگی تب وہ دینی مدرسہ کے سپرد کیا جائیگا۔ کیا یہ دین اور علم دین پر سخت ظلم نہیں کیا اللہ کے یہاں اسکا جواب دینا نہیں۔ بہت کم خاندان ایسے ملیں گے۔ جہاں دینی علوم کے حاصل کرنے کو مستقل مقصود اور اصل سمجھا جاتا ہو۔ ورنہ عام طور سے مجبوری کا نام صبر ہے۔ بالعموم عربی کے حاصل کرنے والے وہی افراد ملیں گے جو اپنے مربیوں کی غربت و افلاس سے دنیوی علوم حاصل کرنے کی صلاحیت نہ رکھتے ہوں ایسی صورت میں وہ یقیناً ضرورت مند بھی ہوں گے وہ سوال کی طرف بھی مضطر ہونگے اور حقیقت میں اگر دیکھا جائے تو ان کا سوال کی طرف مضطر ہونا ان کی بے غیرتی نہیں ہے ان لوگوں کی بے غیرتی ہے جو خود ان کی ضروریات کی فکر اپنے ذمہ نہیں سمجھتے جب یہ لوگ انکی دینی ضروریات کرتے ہیں تو کیا شرعاً عقلاً عرفاً ان کی ذمہ داری نہیں ہے کہ وہ ان کو ضروریات بشریہ سے سبکدوش رکھیں یہی وجہ ہے کہ اس دور انحطاط میں عام طور سے جو افراد علوم دینیہ کو حاصل کرتے ہیں اور وہ کسی درجہ میں ذی استعداد ذی فہم ہو جاتے ہیں وہ اس زندگی کو جو دنیاداروں کی نگاہ میں ذلت ہے اکثر خیرباد کہہ کر یا طب پڑھتے ہیں یا پھر کسی ڈگری وغیرہ کی فکر میں لگ کر

{ Telegram } >>> https://t.me/pasbanehaq1

دنیوی مشاغل ملازمت تجارت وغیرہ میں مشغول ہوتے ہیں اور رفتہ رفتہ اپنے ان علوم سے جن کو محنت و مشقت سے حاصل کیا تھا بیگانہ ہوجاتے ہیں اوّل تو ان علوم دینیہ کی طرف آمد ہی کم تھی اور آنے کے بعد بھی پھر معظم حصہ اس سے نکل جاتا ہے یہ میں نہیں کہہ سکتا کہ الزام کس پر ہے لیکن یہ ضرور کہوں گا کہ چند بھائیوں کی جائیداد ہو اور وہ خود ملازم پیشہ ہوں تو اپنے میں سے کسی ایک کو جائیداد کے انتظام کے واسطے منت سماجت سے لجاجت سے خوشامد سے اس پر راضی کیا جائیگا کہ وہ اپنی ملازمت کو خیرباد کہے اور سب کی جائیداد کی خبرگیری کرے اپنی تنخواہ اس مشترک کھاتے سے نکالے اور اس ایثار پر اس کا احسان مند ہونا پڑے گا وہ بھی دس نخرے کرے گا۔ یہ سب کیوں ہے اس لئے کہ جائیداد کی حفاظت کی ضرورت ہے سخت مجبوری ہے وہ ضائع نہ ہوجائے لیکن گھرانے کے چند بھائی نہیں سارے محلہ کے متمول نہیں پورے گاؤں پورے قصبہ اور تمام شہر کو اسکی ضرورت نہیں کہ وہاں دین سے واقف مسائل سے واقف ضروریاتِ دین کا پورا کرنے والا کوئی شخص ہو یہ کیوں اس لئے کہ دین کی ضرورت نہیں ہے اس کے ضائع ہونے سے کچھ نقصان نہیں ہے ہر شخص اردو کے چند رسائل دیکھ کر خود عالم بن سکتا ہے اور بن جاتا ہے حالانکہ حق تعالیٰ شانہٗ نے جہاد جیسی عظیم الشان اور ضروری چیز میں بھی اسکی رعایت کا حکم فرمایا کہ سب کے سب جہاد میں نہ چلدیں بلکہ علم سیکھنے کیلئے بھی ایک جماعت باقی رہے چنانچہ سورۂ توبہ کے اخیر میں فَلَوْلَا نَفَرَ مِنْ

{ Telegram } >>> https://t.me/pasbanehaq1

كُلِّ فِرْقَةٍ الآیۃ میں اس پر تنبیہ فرمائی ہے کہ ہر فرقہ میں ایک فقہاء کی جماعت رہنا چاہیئے۔

آٹھویں چیز یہ بھی قابلِ غور ہے کہ ہر شخص کا مقابلہ علم کے بعد اسکی حیثیت سے ہو سکتا ہے یہ ظلم محض ہے کہ ایک جانب دین یا دنیا کے اعتبار سے اعلیٰ طبقہ لے لیا جائے اور دوسری جانب ادنیٰ طبقہ شمار کیا جائے۔ ہر شخص کے متعلق یہ دیکھنا چاہیئے کہ اگر یہ علم کے ساتھ متصف نہ ہوتا تو اپنے ماحول کے اعتبار سے یا اپنی حیثیت کے اعتبار سے کن اخلاق و اوصاف اور کن مشاغل کا اختیار کرنے والا ہوتا اس کے بعد اب غور کیا جائے کہ علم نے کتنی اصلاح کی ہے مثال کے طور پر میں نے یہ چند امور ذکر کئے ہیں غور سے اور بھی بہت سے امور کا اس میں اضافہ ہو سکتا ہے میں نے تو جو کچھ لکھا ہے وہ بھی بمجبوری لکھا ہے ؎

کہنا پڑا مجھے پئے الزام پند گو ✻ وہ ماجرا جو قابلِ شرح و بیاں نہیں

اس سب کے بعد مجھے اس چیز سے بھی انکار نہیں ہے کہ علماء سوء اور علمائے حق دو مستقل علیحدہ علیحدہ قسمیں ہیں علماء سوء کے متعلق احادیث میں بڑی سخت سے سخت وعیدیں وارد ہوئی ہیں۔ جہنم میں سب سے پہلے جانے والے طبقہ میں بھی ان کو شمار کیا ہے خود گمراہ اور دوسروں کو گمراہ کرنے والا بھی ان کو بتایا ہے حضور کا ارشاد ہے کہ جو شخص علم اس لئے حاصل کرتا ہے کہ دنیا کمائے وہ جنت کی خوشبو بھی نہیں سونگھ سکتا (ترغیب)

حضورؐ کا ارشاد ہے کہ جو علم اس لئے حاصل کرے کہ لوگوں کو اپنی طرف

{ Telegram } >>> https://t.me/pasbanehaq1

متوجہ اور مائل کرے وہ جہنم میں داخل کیا جائے گا (ترغیب) حضور کا ارشاد ہے کہ بدترین لوگوں کے بدترین علما ہیں (ترغیب) حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ علم دو طرح کا ہوتا ہے ایک وہ علم ہے جو صرف زبان پر ہو (دل میں اسکا کچھ بھی اثر نہ ہو) وہ اللہ کی حجت ہے مخلوق پر (کہ اللہ جل شانہ نے اپنی حجت تمام فرمادی) اور ایک علم وہ ہے جو دل میں ہو وہی علم نافع ہے۔ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ اخیر زمانہ میں عابد لوگ (یعنی صوفی) جاہل ہونگے اور عالم فاسق۔ حضورؐ کا ارشاد ہے کہ علم اس لئے نہ سیکھو کہ علماء کا اس سے مقابلہ کرو اور بے وقوفوں سے اس کے ذریعہ سے جھگڑو اور لوگوں کو اسکی وجہ سے اپنی طرف متوجہ کرو جو شخص ایسا کرے گا وہ جہنم میں ڈالدیا جائے گا۔

حضرت عمرؓ کا ارشاد ہے کہ میں اس امت پر سب سے زیادہ خائف منافق عالم سے ہوں لوگوں نے عرض کیا کہ منافق عالم کیسا ہوتا ہے ارشاد فرمایا کہ زبان کا عالم اور دل کا جاہل۔ حضرت حسن فرماتے ہیں تو ایسا نہ بن کہ علما کے علم کا حامل ہو کر اور حکما کی (تحقیقات) نادرہ کا واقف ہو کر بے وقوفوں کے سے عمل کرنے لگے۔ ابراہیم بن عیینہ سے کسی نے پوچھا کہ سب سے زیادہ نادم کون شخص ہے انہوں نے فرمایا کہ دنیا میں شرمندہ وہ ہے جو احسان فراموش کے ساتھ احسان کرے اور موت کے وقت شرمندہ وہ عالم ہے جو حدود سے بڑھ جائے۔ حضرت حسنؒ کا یہ بھی ارشاد ہے کہ علما کا عذاب دل کی موت ہے اور دل کی موت یہ ہے کہ آخرت کے عمل سے دنیا کمانے

{ Telegram } >>> https://t.me/pasbanehaq1

لگے، یحییٰ بن معاذ کہتے ہیں کہ علم و حکمت سے جب دنیا کمائی جاتی ہے تو انکی رونق جاتی رہتی ہے۔ حضرت عمرؓ کا ارشاد ہے کہ جب تم کسی عالم کو دنیا سے محبت رکھنے والا دیکھو تو اپنے دین کے بارہ میں اس کو متہم سمجھو اس لئے کہ ہر چیز کا محبت کرنے والا اسی میں گھل مل جاتا ہے جس سے اس کو محبت ہوتی ہے۔ مالک بن دینار کہتے ہیں کہ میں نے پہلی کتابوں میں لکھا دیکھا ہے حق تعالیٰ شانہ فرماتے ہیں جب کوئی عالم دُنیا سے محبت کرنے لگتا ہے تو کم سے کم معاملہ میں اس کے ساتھ یہ کرتا ہوں کہ اپنی مناجات کی حلاوت اس کے دِل سے نکالدیتا ہوں (احیاء) یہ سب ارشادات اور ان جیسے فرامین یقیناً علماء سو کے بارے میں کثرت سے وارد ہوئے ہیں لیکن یہ بات کہ فلاں شخص یا فلاں جماعت علمائے حق میں ہے اور فلاں شخص اور فلاں جماعت علماء سو میں ہے اپنے اختیار میں نہیں ہے یہ بھی شریعت ہی کے میزان سے معلوم ہو سکتی ہے یہ نہیں ہو سکتا کہ جو شخص ہماری رائے کے موافق کہے وہ علماء حق سے ہے اور جوں ہی وہ کوئی بات ہمارے خلاف کہدے وہ فوراً علمائے سوء کی فہرست میں داخل ہو کر گردن زدنی بن جائے۔ کل تک ہماری رائے فلاں سیاسی جماعت کے موافق تھی لہٰذا جتنے علماء اسکے موافق تھے وہ سب علمائے حق تھے اور آج ہماری رائے اسکے خلاف ہوگئی تو جتنے علماء اس پہلے خیال پر باقی ہیں آج سے سب علمائے سوء کی کالی فہرست میں داخل ہوگئے۔ علمائے حق اور علمائے سوء ہونے کا دارو مدار صرف قرآن و حدیث کے موافق علم و عمل پر ہے اور بس۔ لیکن ہم لوگوں کی حالت یہ ہے کہ اپنی

{ Telegram } >>> https://t.me/pasbanehaq1

فہم نارسا اور جذبات یا کفار کے زیر اثر ایک مسئلہ خود ہی گھڑ لیتے ہیں اس کے بعد جو شخص اس کے موافق ہے وہ بڑا علامہ ہے واقف اسرار ملت ہے رموز شریعت کا ماہر ہے خواہ وہ کتنا ہی جاہل اور بے علم ہو قرآن و حدیث سے ذرا بھی مس نہ ہو اور جو اکابر ہماری اس رائے کے خلاف ہیں خواہ وہ کتنے ہی علوم کے ماہر ہوں حقیقۃً رموز شریعت کے ماہر ہوں اور صحیح معنے میں واقف اسرار ملت ہوں لیکن ہم لوگ ہر بُرے سے بُرے لفظ کے ساتھ ان کا مضحکہ اُڑانے کے لئے ان کو ذلیل کرنے کے لئے تیار ہیں۔ حالانکہ سلفِ صالحین نے صوفیہ کرام کو بھی اسکی اجازت نہیں دی کہ وہ اپنی قلبی معرفت سے اپنے باطنی علوم کی روشنی سے کوئی ایسی بات اختیار کرلیں جو علمائے ظاہر کے خلاف ہو۔ اہلِ فن کے اقوال انکی کتابیں اس مضمون سے لبریز ہیں۔

حضرت اقدس مجدد الف ثانیؒ آپنے ایک مکتوب میں ارشاد فرماتے ہیں جو مولانا امان اللہ فقیہ کے نام تحریر فرمایا ہے کہ سالک کے لئے سب سے اوّل وہ اعتقاد ضروری ہے جس کو علمائے اہلِ سنت والجماعت نے قرآن وحدیث اور آثار سلف سے استنباط فرمایا ہے نیز قرآن وحدیث کا ان معانی پر حمل کرنا بھی ضروری ہے جو علمائے حق نے کتاب وسنت سے سمجھے ہیں اگر بالفرض اس کے خلاف کوئی معنے کشف یا الہام سے ظاہر ہوں ان کا ہرگز اعتبار نہیں اور ایسے معنے سے پناہ مانگنا چاہیئے اور اللہ جل جلالہٗ سے دُعا کرنا چاہیئے کہ اس گرداب

{ Telegram } >>> https://t.me/pasbanehaq1

سے نکال کر علمائے حق کی صائب رائے کے موافق امور کو ظاہر فرما دے ان کی رائے کے خلاف کوئی چیز بھی زبان سے ظاہر نہ کرے اور اپنے کشف کو ان معانی کے موافق بنانے کی کوشش کرے جو ان حضرات نے سمجھے ہیں اس لئے کہ جو معانی ان حضرات کے سمجھے ہوئے معنی کے خلاف دل میں آئیں وہ ہرگز بھی قابل اعتبار نہیں بالکل ساقط ہیں کیونکہ ہر گمراہ شخص اپنے معتقدات کو قرآن و حدیث ہی سے ثابت کرنا چاہتا ہے۔ یُضِلُّ بِهٖ كَثِيْرًا وَّيَهْدِيْ بِهٖ كَثِيْرًا ۭ اور یہ بات کہ ان حضرات ہی کے سمجھے ہوئے معانی صحیح ہیں اسلئے ہے کہ ان حضرات نے ان معانی کو صحابہ کرام اور تابعین رضی اللہ عنہم اجمعین کے آثار سے سمجھا ہے اور ہدایت کے ستاروں کے انوار سے اخذ کیا ہے۔ لہٰذا نجات ابدی ان کے ساتھ مخصوص ہے اور دائمی فلاح ان ہی کا حصہ ہے۔ اُولٰٓئِكَ حِزْبُ اللّٰهِ ۭ اَلَآ اِنَّ حِزْبَ اللّٰهِ هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ (یہی لوگ اللہ کی جماعت ہیں اور اللہ کی جماعت ہی فلاح یافتہ ہے) اور اگر بعض علماء باوجود صحیح العقیدہ ہونے کے مسائل میں کچھ سستی کرتے ہیں یا اعمال میں کوتاہی کرتے ہیں۔ اور تقصیرات کا ارتکاب کرتے ہیں تو اس وجہ سے مطلقاً علماء کی جماعت پر انکار کرنا یا سب کو مطعون کرنا کمال بے انصافی ہے بلکہ اکثر ضروریات دین کا انکار ہے اس لئے کہ ضروریات دین کے بتانے والے یہی لوگ ہیں اور یہی حق ناحق کو پرکھنے والے ہیں۔

{ Telegram } >>> https://t.me/pasbanehaq1

لَوْلَا نُوْرُ هِدَايَتِهِمْ لَمَا اهْتَدَيْنَا وَلَوْلَا تَمْيِيْزُهُمُ الصَّوَابَ عَنِ الْخَطَاءِ لَغَوَيْنَا وَهُمُ الَّذِيْنَ بَذَلُوْا جَهْدَهُمْ فِيْ اِعْلَاءِ كَلِمَةِ الدِّيْنِ الْقَوِيْمِ وَاَسْلَكُوْا طَوَائِفَ كَثِيْرَةً مِّنَ النَّاسِ عَلَى الصِّرَاطِ الْمُسْتَقِيْمِ فَمَنْ تَابَعَهُمْ نَجٰى وَاَفْلَحَ وَمَنْ خَالَفَهُمْ ضَلَّ وَاَضَلَّ۔

اگر ان لوگوں کی ہدایت کا نور نہ ہوتا تو ہم لوگ ہدایت یافتہ نہ ہوتے اور ان لوگوں کا غلط اور صحیح کو ممتاز کر دینا نہ ہوتا تو ہم گمراہ ہو جاتے۔ یہی لوگ ہیں جنہوں نے اپنی کوشش کو دین متین کے بلند کرنے میں خرچ کیا اور بہت سی جماعتوں کو صراطِ مستقیم پر چلایا پس جو شخص انکا اتباع کریگا کامیاب ہوگا۔ اور نجات پائیگا اور جو انکی مخالفت کریگا وہ خود بھی گمراہ ہوگا اور دوسروں کو بھی گمراہ کرے گا۔

(دفتر اول حصہ پنجم مکتوب ص۲۸۶)

دوسری جگہ ایک مکتوب میں ارشاد فرماتے ہیں۔

فَاعْلَمْ اَنَّ كَلَامَهُمْ اِنْ لَّمْ يَكُنْ مُطَابِقًا بِاَحْكَامِ الشَّرِيْعَةِ فَلَا اِعْتِبَارَ لَهٗ اَصْلًا فَكَيْفَ يَصْلُحُ لِلْحُجَّةِ وَالتَّقْلِيْدِ وَاِنَّمَا الصَّالِحُ لِلْحُجَّةِ وَالتَّقْلِيْدِ اَقْوَالُ الْعُلَمَاءِ مِنْ اَهْلِ السُّنَّةِ فَمَا وَافَقَ اَقْوَالَهُمْ مِنْ كَلَامِ الصُّوْفِيَّةِ يُقْبَلُ

اس بات کو جان لے کہ صوفیہ کا کلام اگر شریعت کے احکام کے موافق نہیں ہے تو اس کا کچھ بھی اعتبار نہیں وہ دلیل اور قابل تقلید کیسے ہو سکتا ہے دلیل اور تقلید کے قابل صرف علماء سنت کے اقوال ہیں صوفیہ کے اقوال میں سے جو قول علماء کے اقوال کے موافق ہوگا وہ

{ Telegram } >>> https://t.me/pasbanehaq1

| | |
|---|---|
| وَمَاخَالَفَهُمْ لَا يُقْبَلُ (مکتوبات دفتر اول حصہ پنجم ص۲۸۹) | معتبر ہوگا جو اس کے خلاف ہوگا وہ غیر مقبول ہے۔ |

جب اکابر صوفیہ کا یہ حال ہے کہ جن کے قلوب حقیقۃً روشن ہیں اللہ جل جلالہٗ کی عظمت اور دین کا احترام دینیات کی وقعت اور احکام شرعیہ پر مرمٹنا ان کی جان ہے جب ان کے اقوال بھی علماء کی موافقت کے بغیر ناقابلِ احتجاج ناقابلِ تقلید ناقابلِ بیان ہیں تو پھر ان لوگوں کے اقوال وافعال کا کیا اعتبار ہو سکتا ہے جنہیں نہ دین کی خبر ہے نہ قرآن پاک اور احادیث اور اقوال سلف کی ہوا لگی ہے۔ کلام اللہ شریف کا ترجمہ دیکھا اور ایک مطلب سمجھ لیا اس کے بعد پھر وہ مستقل مجتہد ہیں اور اس کے خلاف کوئی عالم بلکہ سارے علماء اگر بھی جو کہیں وہ سب لغو و بیکار ہے حالانکہ قرآن و حدیث کا مطلب وہی ہے جو صحابہ کرام رضی اللہ عنہم فرما گئے اور عمل کر کے بتا گئے۔ حق تعالیٰ شانہٗ کا ارشاد ہے۔ اِنَّ الَّذِيْنَ يُلْحِدُوْنَ فِيْ اٰيٰتِنَا لَا يَخْفَوْنَ عَلَيْنَا الآیۃ (سورہ سجدۃ رکوع ۵) بلاشبہ جو لوگ ہماری آیتوں میں الحاد کرتے ہیں وہ ہم پر مخفی نہیں بھلا جو شخص --- آگ میں ڈال دیا جائے وہ اچھا ہے یا وہ شخص جو قیامت کے دن امن وامان کے ساتھ آئے۔ تم جو چاہے اعمال کرو حق تعالیٰ شانہٗ تمہارے اعمال کو دیکھنے والے ہیں۔ درمنثور میں متعدد صحابہ اور تابعین سے الحاد کی تفسیر یہ نقل کی گئی ہے کہ قرآن پاک کی آیات کو کسی دوسرے محمل پر محمول کیا جائے۔ سیکڑوں احادیث

{ Telegram } >>> https://t.me/pasbanehaq1

میں سلف کے اتباع کا حکم ہے۔

عَنِ الْعِرْبَاضِ بْنِ سَارِيَةَ رض قَالَ صَلّٰى بِنَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ذَاتَ يَوْمٍ ثُمَّ اَقْبَلَ عَلَيْنَا بِوَجْهِهٖ فَوَعَظَنَا مَوْعِظَةً بَلِيْغَةً ذَرَفَتْ مِنْهَا الْعُيُوْنُ وَوَجِلَتْ مِنْهَا الْقُلُوْبُ فَقَالَ رَجُلٌ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ كَاَنَّ هٰذِهٖ مَوْعِظَةُ مُوَدِّعٍ فَاَوْصِنَا فَقَالَ اُوْصِيْكُمْ بِتَقْوَى اللّٰهِ وَالسَّمْعِ وَالطَّاعَةِ وَاِنْ كَانَ عَبْدًا حَبْشِيًّا فَاِنَّهٗ مَنْ يَّعِشْ مِنْكُمْ بَعْدِيْ فَسَيَرٰى اِخْتِلَافًا كَثِيْرًا فَعَلَيْكُمْ بِسُنَّتِيْ وَسُنَّةِ الْخُلَفَاءِ الرَّاشِدِيْنَ الْمَهْدِيِّيْنَ تَمَسَّكُوْا بِهَا وَعَضُّوْا عَلَيْهَا بِالنَّوَاجِذِ وَاِيَّاكُمْ وَمُحْدَثَاتِ الْاُمُوْرِ فَاِنَّ كُلَّ مُحْدَثَةٍ بِدْعَةٌ وَكُلَّ بِدْعَةٍ

ایک مرتبہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے (صبح کی) نماز ہم کو پڑھائی اسکے بعد ہماری طرف متوجہ ہو کر وعظ فرمایا جو ایسا بلیغ تھا کہ سننے والوں کی آنکھوں سے آنسو جاری ہو گئے اور دل خوف سے لرزنے لگے۔ کسی صحابی نے عرض کیا یا رسول اللہ یہ تو ایسا وعظ ہے گویا الوداعی (اور آخری وعظ) ہو۔ پس ہم کو کوئی وصیت فرمادیجئے (یعنی کوئی ایسی پختہ بات فرمادیجئے جس کو مضبوط پکڑے رکھیں) ارشاد فرمایا میں تم کو اسکی وصیت کرتا ہوں کہ اللہ کا تقویٰ کرتے رہنا اور امیر کی اطاعت خواہ وہ حبشی غلام ہی کیوں نہ ہو میرے بعد جو تم میں سے زندہ رہے گا وہ بڑے اختلافات دیکھے گا۔ پس میرے طریقہ کو اور خلفائے راشدین کے جو ہدایت یافتہ ہیں طریقہ کو مضبوط پکڑے رہنا اسی کا اتباع کرنا اور دانتوں سے مضبوط

{ Telegram } >>> https://t.me/pasbanehaq1

ضَلَالَةٌ۔ رَوَاہُ اَحْمَدُ وَاَبُوْدَاوٗدَ وَالتِّرْمِذِیُّ وَابْنُ مَاجَۃَ کَذَا فِی الْمِشْکٰوۃِ۔

پکڑ لینا نئی نئی باتوں سے احتراز رکھنا کہ (دین میں) ہر نئی بات بدعت ہے اور ہر بدعت گمراہی ہے۔

حضرت عمر بن عبدالعزیزؒ نے ایک نہایت اہم خط سنت کے اہتمام اور صحابہ کرامؓ کے اتباع کے بارے میں لکھا ہے جو ابوداؤد شریف میں مذکور ہے اس کا ہر ہر حرف قیمتی ہے اس میں تحریر فرماتے ہیں: فَمَا دُوْنَھُمْ مِنْ مقصر وَمَا فَوْقَھُمْ مِنْ محسر وَقَدْ قصر دُوْنَھُمْ فَجَفَوْا وطمح عَنْھُمْ اَقْوَامٌ فَغَلَوْا وَاِنَّھُمْ بَیْنَ ذٰلِكَ لَعَلٰی ھُدًی مُّسْتَقِیْمٍ ۃ ان کے اتباع میں کوتاہی کرنا تقصیر ہے اور اس سے آگے بڑھنا تکان ہے۔ ایک جماعت نے اس سے کوتاہی کی تو ظلم کیا اور دوسرے اس سے آگے بڑھ گئی انہوں نے غلو کیا صحابہ کرام اسی افراط و تفریط کے درمیان میں سیدھے راستہ پر ہیں۔

حضرت عمر بن عبدالعزیزؒ ہی سے یہ بھی نقل کیا گیا ہے آپؐ نے فرمایا کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے اور آپ کے بعد آپ کے خلفا نے جو طریقے جاری کئے ہیں ان کو اہتمام سے پکڑنا ہی اللہ کی کتاب کی تصدیق اور اسکی اطاعت ہے اور دین کی قوت ہے نہ کسی کو ان کی تبدیلی کا حق ہے نہ تغیر کا نہ ان کے مخالف کی رائے قابلِ غور ہے جو ان کا اتباع کرے وہ ہدایت یافتہ ہے اور جو

{ Telegram } >>> https://t.me/pasbanehaq1

ان چیزوں سے مدد حاصل کرے وہ منصور ہے جو ان کے خلاف کرے اور مومنین کے علاوہ کوئی راستہ اختیار کرے اللہ جل شانہٗ اسکو اپنے اختیار کردہ راستہ پر عمل نہ کرنے دیں گے اور جہنم میں پھینک دیں گے جو نہایت ہی بُرا ٹھکانہ ہے (شفا) حق تعالیٰ شانہٗ توفیق عطا فرمائے کہ ہم لوگ ان اسلاف کے قدم بقدم چلتے رہیں۔ وَمَا ذٰلِكَ عَلَى اللّٰهِ بِعَزِيْزٍ ؕ

اس ساری تحریر سے یہ بات واضح ہوگئی ہوگی کہ علمائے حق کا اتباع اور احترام نہایت ضروری اور نہایت اہم ہے ان کا احترام نہ کرنا اپنی بربادی ہے اپنی ہلاکت ہے ان کی کوئی بات سمجھ میں نہ آئے تو سمجھ کا قصور ہے ہاں ان کی بات محقق طور پر شرع کے خلاف ہو تو اس بات کا لینا جائز نہیں ہے مگر اس کی وجہ سے ان سے دوری اپنے بقیہ امور دینیہ کا نقصان ہے جیسا کہ میں خط کے شروع میں حضرت معاذؓ کی وصیت سے لکھ چکا ہوں۔ اس کے بالمقابل علمائے سوء کی بات ناقابلِ التفات ناقابلِ عمل ہے وہ قابلِ احتراز ہیں قابلِ دوری ہیں البتہ اگر کوئی بات انکی شریعت کے موافق ہو تو وہ قابلِ عمل ہے اور ضرور لی جائے لیکن اسکا پہچاننا کہ یہ بات شریعت کے موافق ہے اور یہ شریعت کے خلاف ہے خود شریعت سے واقفیت پر موقوف ہے محض اپنی رائے سے نہ کسی بات کو شریعت کے موافق کہا جا سکتا ہے نہ شریعت کے خلاف جیسا کہ کسی غیر شرعی چیز کو شریعت بنا لینا گناہ ہے اور قابلِ رد ہے اسی طرح کسی شریعت کی بات کو رد کر دینا بھی سخت معصیت ہے اور جس چیز

{ Telegram } >>> https://t.me/pasbanehaq1

میں اشتباہ پیدا ہو اس میں احتیاط کی جانب عمل کرنا چاہیئے۔

عَنِ النُّعْمَانِ بْنِ بَشِيْرٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَلْحَلَالُ بَيِّنٌ وَالْحَرَامُ بَيِّنٌ وَبَيْنَهُمَا مُشْتَبِهَاتٌ لَا يَعْلَمُهُنَّ كَثِيْرٌ مِّنَ النَّاسِ فَمَنِ اتَّقَى الشُّبُهَاتِ اسْتَبْرَأَ لِدِيْنِهٖ وَعِرْضِهٖ وَمَنْ وَّقَعَ فِي الشُّبُهَاتِ وَقَعَ فِي الْحَرَامِ كَالرَّاعِيْ يَرْعٰى حَوْلَ الْحِمٰى يُوْشِكُ اَنْ يَّرْتَعَ فِيْهِ اَلَا وَاِنَّ لِكُلِّ مَلِكٍ حِمًى اَلَا وَاِنَّ حِمَى اللّٰهِ مَحَارِمُهٗ اَلَا وَاِنَّ فِي الْجَسَدِ مُضْغَةً اِذَا صَلَحَتْ صَلَحَ الْجَسَدُ كُلُّهٗ وَاِذَا فَسَدَتْ فَسَدَ الْجَسَدُ كُلُّهٗ اَلَا وَهِيَ الْقَلْبُ كَذَا فِي الْمِشْكٰوةِ۔ بِرِوَايَةِ الشَّيْخَيْنِ۔

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ حلال کھلا ہوا ہے اور حرام ظاہر ہے اور ان دونوں کے درمیان کچھ مشتبہ چیزیں ہیں جس کو بہت سے آدمی نہیں جانتے پس جو شخص شبہ کی چیزوں سے بچا اس نے اپنے دین کو اور آبرو کو (عیب سے) پاک صاف رکھا اور جو شبہ کی چیزوں میں پڑا وہ حرام میں بھی مبتلا ہو جائے گا جیسا کہ وہ چرواہا کہ باڑہ (علاقہ ممنوعہ) کے قریب اپنے جانوروں کو چرائے قریب ہے کہ جانور باڑہ کے اندر بھی چرنے لگیں گے خبردار ہو کہ ہر بادشاہ کے لئے ایک باڑہ (یعنی ممنوعہ علاقہ) ہوتا ہے اللہ کا ممنوع علاقہ اس کی حرام کی ہوئی چیزیں ہیں خبردار ہو کہ بدن میں ایک ٹکڑا ایسا ہے کہ جب وہ درست رہتا ہے تو سارا بدن درست رہتا ہے اور جب وہ بگڑ جاتا ہے تو سارا بدن خراب ہو جاتا ہے اور وہ ٹکڑا دل ہے۔

{ Telegram } >>> https://t.me/pasbanehaq1

ایک دوسری حدیث میں :

عَنْ اِبْنِ عَبَّاسٍؓ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اَلْاَمْرُ ثَلٰثَۃٌ اَمْرٌ بَیِّنٌ رُشْدُہٗ فَاتَّبِعْہُ وَاَمْرٌ بَیِّنٌ غَیُّہٗ فَاجْتَنِبْہُ وَاَمْرٌ اُخْتُلِفَ فِیْہِ فَکِلْہُ اِلَی اللّٰہِ رَوَاہُ اَحْمَدُ کَذَا فِی الْمِشْکٰوۃِ۔

حضورؐ کا ارشاد ہے کہ امور تین طرح کے ہوتے ہیں ایک وہ امر ہے جس کا حق ہونا کھلا ہوا ہو اس کا اتباع کرو ایک وہ امر ہے جسکی گمراہی واضح ہو اس سے پرہیز کرو ایک وہ امر ہے جس میں اختلاف ہو (اور حق ناحق واضح نہ ہو) اس کو اللہ کے سپرد کرو۔

اللہ کے سپرد کرنے کا مطلب یہ ہے کہ اپنی رائے سے بے دلیل کوئی حکم نہ لگاؤ یہ بات اچھی طرح ذہن نشین کرلینا ضروری ہے کہ مذہب اسلام نقلی مذہب ہے اسکی ہر بات کے لئے اور ہر مسئلہ کے لئے نقل کی ضرورت ہے اللہ جل جلالہٗ اور اس کے سچے رسول نے کوئی دین کا جز ایسا نہیں چھوڑا جس کے باب میں اصولی یا فرعی کوئی حتمی اور قطعی فیصلہ نہ فرمادیا ہو اس لئے ہر بات میں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشادات اور عمل اور اسی طرح صحابہ وتابعین اور ائمہ مجتہدین کے اقوال بغیر چارہ کار نہیں ہے اسی وجہ سے علم کا حاصل کرنا ہر مسلمان پر فرض کیا گیا ہے کہ بغیر علم کے دین کے احکام کا پتہ نہیں چل سکتا اس لئے ضروری ہے کہ ہر شخص اپنی دینی ضروریات سے خود واقف بنے اور اگر یہ نہ ہو سکتا ہو تو دوسرے درجہ میں لامحالہ کسی عالم کی طرف رجوع کرنا ضروری ہے۔

{ Telegram } >>> https://t.me/pasbanehaq1

جو لوگ نہایت بے فکری سے کہدیتے کہ آجکل علماء ایسے ہی ہیں اور چناں وچنیں ہیں ہم علما کی مانتے ہی نہیں وہ اپنے کو زیادہ مشکلات میں پھنسا رہے ہیں کہ اگر واقعی ان کو علما پر اعتماد نہیں ہے تو ان کو اس کے بغیر چارہ کار ہی نہیں ہے کہ دین کا علم خود سیکھیں تاکہ شریعت کے موافق احکام پر عمل کر سکیں۔ اللہ جل شانہٗ کے یہاں اس کی کوئی پوچھ نہ ہوگی کہ دنیوی وجاہت کے لئے اتنی اتنی ڈگریاں حاصل کی تھیں یا بنک میں جمع کرنے کے لئے اتنا اتنا مال کمایا وہاں جس قدر وقعت اور پوچھ ہے وہ صرف دین کی ہے اور اسی کے لئے ہماری پیدائش ہے قرآن پاک کا قطعی فیصلہ ہے۔

| | |
|---|---|
| وَمَا خَلَقْتُ الْجِنَّ وَالْاِنْسَ اِلَّا لِيَعْبُدُوْنِ مَا اُرِيْدُ مِنْهُمْ مِّنْ رِّزْقٍ وَّمَآ اُرِيْدُ اَنْ يُّطْعِمُوْنِ اِنَّ اللّٰهَ هُوَ الرَّزَّاقُ ذُو الْقُوَّةِ الْمَتِيْنُ - (سورہ حجرات رکوع ۳) | میں نے جن اور انسان کو صرف اس لئے پیدا کیا ہے کہ وہ میری عبادت کیا کریں نہ میرا مقصود ان سے یہ ہے کہ وہ (مخلوق کو) روزی دیا کریں نہ یہ کہ وہ مجھے کھلایا کریں اللہ تعالیٰ خود ہی سب کو رزق پہونچانیوالے ہیں اور قوت والے نہایت قوت والے ہیں۔ |

دوسری جگہ ارشاد ہے:

| | |
|---|---|
| وَاْمُرْ اَهْلَكَ بِالصَّلٰوةِ وَاصْطَبِرْ عَلَيْهَا لَا نَسْئَلُكَ رِزْقًا نَحْنُ نَرْزُقُكَ وَالْعَاقِبَةُ لِلتَّقْوٰى. سورۂ طٰہٰ رکوع ۸ | اپنے گھر والوں کو نماز کا حکم کیجئے اور خود بھی اس کا اہتمام کرتے رہیئے ہم آپ سے روزی (کموانا) نہیں چاہتے روزی تو ہم دینگے اور بہترین انجام تو پرہیزگاری ہی کا ہے۔ |

{ Telegram } >>> https://t.me/pasbanehaq1

میں روپیہ جمع کرنے کو نہیں روکتا میرا مقصود یہ ہے کہ ہم لوگوں کی پیدائش صرف دین کے لئے ہے اللہ کی عبادت کے لئے ہے اس کی فرمانبرداری اور اطاعت کے لئے ہے اسکے علاوہ جو کچھ ہے وہ ہماری کم ظرفی ناصبری کی وجہ سے ہے اور غیر مقصود ہے اس لئے مقصود اور غیر مقصود میں فرق ہونا تو ضرور چاہیئے نہ یہ کہ آجکل کے رواج کے موافق ڈاڑھی سے مونچھ بڑھ جائے اس لئے میں تم کو ایک خاص وصیت اور نصیحت کرتا ہوں کہ جب رات کو سب مشاغل سے نمٹ کر سونے لیٹا کرو تو تھوڑی دیر یہ غور کر لیا کرو کہ آج کے تمام دن میں کتنا وقت عبادت اور دین میں خرچ کیا جو اصل مقصود تھا اور کتنا وقت دنیا کے لغو دھندوں میں خرچ کیا اور پھر دونوں وقتوں کا موازنہ کیا کرو کہ دونوں میں کیا نسبت ہے اگر دینی مشاغل کا وقت دنیوی مشاغل سے بڑھے نہیں تو کم از کم برابر تو ہونا چاہیئے۔ اور جب دین اصلی غرض اصلی مقصد ہے تو اس کی جتنی ضروریات ہونگی وہ مقصود ہی کے حکم میں ہونگی۔ فقہانے تصریح کی ہے کہ ہر شخص پر جتنے علم کا وہ اپنے دین کے تحفظ میں محتاج ہے اتنا سیکھنا فرض ہے (درمختار)

علامہ شامی نے نقل کیا ہے کہ منجملہ اسلام کے فرائض کے علم کی اس مقدار کا سیکھنا بھی فرض ہے جس کا وہ اپنے دین کی حفاظت اور بقاء میں محتاج ہے لہٰذا ہر مکلف پر اصول دین کے سیکھنے کے بعد وضو غسل نماز روزہ کے احکام سیکھنا فرض ہے اور جو مالدار ہو اس کو زکوٰۃ کے

{ Telegram } >>> https://t.me/pasbanehaq1

مسائل کا سیکھنا بھی فرض ہے اور جس کے پاس کچھ مال زیادہ ہو اس کو حج کے احکام کا سیکھنا بھی ضروری ہے اور جو تجارتی مشغلہ رکھتا ہو اسکو بیع و شرا کے مسائل کا سیکھنا بھی ضروری ہے اسی طرح سے ہر وہ شخص جو کسی پیشہ کو اختیار کئے ہوئے ہو اس پیشہ کے مسائل کا سیکھنا اس پر ضروری ہے۔

تبیین المحارم میں لکھا ہے کہ اس میں ذرا بھی شک نہیں کہ آدمی کے لئے اسلام کے پانچوں ارکان کا سیکھنا ضروری ہے اور اخلاص کا سیکھنا بھی ضروری ہے کہ اعمال کی صحت اس پر موقوف ہے اور حلال وحرام کا جاننا بھی ضروری ہے اور ریاکاری کی حقیقت کا معلوم کرنا بھی ضروری ہے اس لئے کہ آدمی ریاکاری کی وجہ سے اپنے اعمال کے ثواب سے محروم ہوجاتا ہے نیز حسد اور خود بینی کا علم بھی حاصل کرنا ضروری ہے۔ اسلئے کہ یہ دونوں چیزیں نیک اعمال کو اس طرح کھالیتی ہیں جیسا آگ ایندھن کو کھاتی ہے اور خرید وفروخت نکاح وطلاق کے مسائل کا جاننا بھی اس شخص کے لئے ضروری ہے جس کو ان چیزوں سے سابقہ پڑتا ہو نیز ایسے الفاظ کا معلوم کرنا بھی ضروری ہے جن کا استعمال حرام ہے یا کفر تک پہونچا دینے والا ہے اور قسم کھا کر کہتا ہوں کہ اس زمانہ میں اس چیز کا سیکھنا بہت ہی مہتم بالشان ہے اس لئے کہ عوام کفریہ الفاظ زبان سے نکالدیتے ہیں اور ان کو اسکی خبر بھی نہیں ہوتی کہ کیا کہدیا (شامی) اور جب ان سب چیزوں کو معلوم کرنا اور سیکھنا ضروری ہے تو اس کے بغیر چارہ ہی نہیں ہے کہ یا آدمی ان سب کو خود حاصل کرے کہ یہ اصل ہے لیکن اگر یہ

{ Telegram } >>> https://t.me/pasbanehaq1

حاصل نہ ہوسکتا ہو تو پھر کسی معتبر اور معتمد دیندار عالم کا دامن پکڑلے اور ہر بات میں اس کے مشورہ کو اسکی رائے کو اصل قرار دیکر اسکا اتباع کرے اور جو شخص دونوں باتوں میں سے کوئی چیز اختیار نہ کرے گا اس کا جو حشر ہوگا وہ ظاہر ہے کہ قوانین سے جہل کسی جگہ بھی عذر نہیں تو قانون شریعت سے جہل کیا معتبر ہوسکتا ہے اور بغیر علم کے رائے زنی گمراہی کے سوا اور کیا ہے۔

عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَمْرٍو قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِنَّ اللّٰهَ لَا يَقْبِضُ الْعِلْمَ اِنْتِزَاعًا يَنْتَزِعُهٗ مِنَ الْعِبَادِ لٰكِنْ يَّقْبِضُ الْعِلْمَ بِقَبْضِ الْعُلَمَاءِ حَتّٰى اِذَا لَمْ يُبْقِ عَالِمًا اتَّخَذَ النَّاسُ رُؤُسًا جُهَّالًا فَسُئِلُوْا فَاَفْتَوْا بِغَيْرِ عِلْمٍ فَضَلُّوْا وَاَضَلُّوْا مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ كَذَا فِى الْمِشْكٰوةِ۔

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ حق تعالیٰ شانہٗ علم کو اس طرح نہیں اُٹھائیں گے کہ سینوں سے کھینچ لیں بلکہ علم اس طرح اُٹھے گا کہ علماء کا انتقال ہوتا رہے گا اور دوسرے لوگ علم حاصل نہ کریں گے جب علماء نہ رہیں گے تو لوگ جاہلوں کو سردار بنالیں گے وہ بغیر علم کے فتاوے جاری کریں گے جن سے خود بھی گمراہ ہوں گے دوسروں کو بھی گمراہ کریں گے۔

اور یہ حقیقت واضح ہے کہ کوئی بھی کام بغیر سیکھے نہیں آتا اور علم کے متعلق تو متعدد احادیث میں یہ مضمون آیا ہے (انما العلم بالتعلم) کہ علم سیکھنے ہی سے آتا ہے۔ حق تعالیٰ شانہٗ اپنے لطف سے مجھے بھی اسکی توفیق عطا

{ Telegram } >>> https://t.me/pasbanehaq1

فرمائے اور تمہیں بھی۔

**جواب نمبر ۷**۔ میری سمجھ میں یہ بات نہیں آئی۔ میرا تو خیال ہے کہ علماء کا اختلاف اللہ کی بڑی رحمت ہے۔ تمہیں یاد ہوگا کہ میں نے تو حدیث کے اسباق میں بھی اپنے اس خیال کا متعدد بار اظہار کیا کہ جس مسئلہ میں ائمہ کا اختلاف مل جاتا ہے مجھے اس میں بڑی سہولت معلوم ہوتی ہے کہ فی الجملہ عمل کی کچھ گنجائش مل گئی جو حسبِ قواعد شرعیہ اپنی جگہ پر ثابت ہے اور جس مسئلہ میں اختلاف نہیں ملتا حق اسی میں منحصر ہو گیا اس لئے کہ امت محمدیہ کا اجتماع ضلالت پر نہیں ہو سکتا۔ علمائے اُمت نے اس خیر الامم کی خصوصیات میں اس چیز کو شمار کیا ہے کہ گمراہی پر اس کا اجتماع نہیں ہو سکتا۔ جس چیز پر بھی علمائے امت کا اجماع ہوگا وہ اللہ کے نزدیک بھی ایسی ہی ہوگی۔ خود نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے یہ ارشاد نقل کیا گیا ہے کہ میری امت کا اجتماع ضلالت (گمراہی) پر نہیں ہو سکتا۔ متعدد صحابہ نے اس روایت کو نقل فرمایا ہے اس کے علاوہ ایک حدیث میں ارشاد ہے کہ میں نے اللہ تعالیٰ شانہٗ سے یہ دُعا کی کہ میری امت کا ضلالت پر اجتماع نہ ہو۔ حق تعالیٰ شانہٗ نے اس کو قبول فرمالیا۔

ایک حدیث میں وارد ہے کہ اللہ جل جلالہٗ نے تم کو تین چیزوں سے محفوظ فرمادیا منجملہ ان کے یہ ہے کہ تمہارا اجتماع گمراہی پر نہیں ہوگا۔ حافظ عراقی فرماتے ہیں کہ یہ اجتماع عام ہے کہ اقوال میں ہو یا افعال میں یا اعتقادیں امور شرعیہ میں ہو یا لغویہ میں اھ۔

{ Telegram } >>> https://t.me/pasbanehaq1

ایسی حالت میں تم ہی سوچو کہ جو روشن خیال اپنی روشن خیالی میں کوئی ایسی بات شریعت میں پیدا کر دیتے ہیں جو اسلاف میں کسی کا قول بھی نہ ہو بلکہ ان سب کا اجتماع اس کے خلاف پر ہو چکا ہو وہ سراسر گمراہی نہیں تو اور کیا ہے اس کے بالمقابل جس امر میں اہل حق کا اختلاف رہ چکا ہو اس میں فی الجملہ وسعت و سہولت پیدا ہو گئی ہے۔ خود نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے متعدد ارشادات سے اس مضمون کی تائید ہوتی ہے۔

حضرت عمر بن عبدالعزیز جن کا لقب عمر ثانی ہے اور انکی خلافت خلافتِ راشدہ کے گویا برابر سمجھی جاتی ہے ارشاد فرماتے ہیں کہ:
مَا سَرَّنِیْ لَوْاَنَّ اَصْحَابَ مُحَمَّدٍ لَمْ یَخْتَلِفُوْا لِاَنَّھُمْ لَوْ لَمْ یَخْتَلِفُوْا لَمْ تَکُنْ رُخْصَۃٌ (مجھے اس بات سے مسرت نہ ہوتی کہ حضور کے صحابہ میں اختلاف نہ ہوتا اس لئے کہ ان میں اگر اختلاف نہ ہوتا تو گنجائش نہ رہتی (زرقانی علی المواہب) دارمی نے بھی اس قسم کا مقولہ حضرت عمر بن عبدالعزیز کا نقل کیا ہے اور اس کے بعد لکھا ہے کہ پھر حضرت عمر بن عبدالعزیز نے اپنی سلطنت میں یہ احکام بھیجدیئے کہ ہر قوم اس کے موافق عمل کرے جو وہاں کے علماء کا فتویٰ ہو۔ عون بن عبداللہ تابعی جو بڑے قراء اور بڑے عابدین میں ہیں کہتے ہیں کہ مجھے یہ بات پسند نہیں کہ حضرات صحابہ کرام میں اختلاف نہ ہو اس لئے کہ اگر وہ حضرات کسی چیز پر مجتمع ہوں اور پھر کوئی شخص اس کے خلاف کرے تو وہ تارک سنت ہے اور

{ Telegram } >>> https://t.me/pasbanehaq1

اگر ان میں اختلاف ہو پھر کوئی شخص ان کے اقوال میں سے کسی پر عمل کرلے تو وہ حدود سنت سے نہیں نکلتا (دارمی) عبداللہ بن مبارک جو جلیل القدر امام ہیں کہتے ہیں ---- کہ قرآن و حدیث کے مقابلہ میں کسی کا قول معتبر نہیں نہ صحابہؓ کے اجماعی قول کے مقابلہ میں ہاں جس چیز میں صحابہ میں اختلاف ہے اس میں ہم اس چیز کو اختیار کریں گے جو قرآن و حدیث کے زیادہ قریب ہوگی۔ دوسری جگہ ارشاد فرماتے ہیں صحابہ کے اقوال سے باہر نہیں جائیں گے (مقدمہ اوجز) درمختار اور شامی میں لکھا ہے کہ مجتہدین کا اختلاف رحمت ہے اور جتنا بھی اختلاف زیادہ ہوگا رحمت زیادہ ہوگی۔ اور میں پوچھتا ہوں کہ علماء کا اختلاف کب نہیں ہوا کونسا دور کونسا وقت ابتداء اسلام بلکہ ابتدائے عالم سے ایسا گذرا ہے جس میں علماء کا اور اہل حق کا اختلاف نہیں ہوا۔ خود حق جل وعلا نے سارے ہی انبیاءؑ پر کیا ایک ہی دین اُتارا۔ اصول دین میں اتحاد رہا اور فروع میں ہمیشہ اختلاف رہا۔ کیا حضرت داؤد اور حضرت سلیمان علیٰ نبینا وعلیہما السلام کے متعدد فیصلوں میں اختلاف نہیں ہوا اور باوجود اس اختلاف کے حق تعالیٰ شانہٗ نے دونوں کی مدح نہیں فرمائی ہے چنانچہ ارشاد ہے۔ فَفَهَّمْنَاهَا سُلَيْمَانَ وَكُلًّا اٰتَيْنَا حُكْمًا وَّعِلْمًا (سورۂ انبیاء رکوع ۶) ہم نے اس کھیت والے مقدمہ کو جس کا اُوپر سے ذکر ہو رہا ہے) سلیمانؑ کو سمجھا دیا اور دونوں کو (حضرت داؤدؑ اور حضرت سلیمانؑ کو) حکمت اور علم عطا فرمایا

{ Telegram } >>> https://t.me/pasbanehaq1

تھا (یعنی داؤد علیہ السلام کا فیصلہ بھی خلاف شرع نہ تھا (بیان القرآن)
اس کے علاوہ سُنو۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ
آسمان میں دو فرشتے ہیں ایک سختی کا حکم کرتے ہیں دوسرے نرمی
کا اور دونوں صواب پر ہیں ایک جبرئیل علیہ السلام اور دوسرے میکائیل
علیہ السلام اور دو نبی ہیں ایک نرمی کا حکم کرتے ہیں دوسرے سختی کا
اور دونوں صواب پر ہیں ایک ابراھیم علیہ السلام دوسرے نوح علیہ السلام
اور میرے دو ساتھی ہیں ایک نرمی کا حکم کرتے ہیں اور دوسرے سختی کا
(کذا فی الجامع الصغیر بروایۃ الطبرانی وابن عساکر عن ام سلمۃ ورقم لہٗ بالضعف
لکن قال العزیزی باسناد صحیح تشرف) ایک حضرت ابوبکرؓ دوسرے حضرت
عمرؓ۔

اس کلیہ کے تحت میں علمائے امت اور صوفیۂ ملت نیز ہر دور کے
اکابر کا بیشتر و اکثر امور میں اختلاف رہا ہے کہ طبیعت کے اختلاف
کی وجہ سے بہت سے اُمور میں ایک عالم باعمل محقق کی رائے سختی
کی طرف مائل ہوئی اس نے بہت سے اُمور میں سخت گیری کو ضروری
سمجھا دوسرے نے نرمی کو ضروری سمجھا۔ چنانچہ بدر کے قیدیوں کے بارے
میں حضرات شیخین رضی اللہ عنہم اجمعین کا اختلاف اسی شدت و نرمی کے
رنگ کا اثر تھا۔ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہٗ فرماتے ہیں کہ
جب بدر کے قیدی لائے گئے تو حضرت ابوبکرؓ نے عرض کیا یا رسول اللہ یہ
لوگ آپ کی قوم ہیں آپ کے قرابت دار ہیں ان کو زندہ چھوڑ دیجئے کیا

{ Telegram } >>> https://t.me/pasbanehaq1

بعید ہے کہ یہ توبہ کرلیں اور حضرت عمرؓ نے عرض کیا کہ ان لوگوں نے آپ کو جھٹلایا آپ کو مکہ چھوڑنے پر مجبور کیا ان کی گردنیں اُڑا دیجئے۔ لوگوں میں اختلاف تھا کہ حضرت ابوبکرؓ کی رائے پر عمل ہوگا یا حضرت عمرؓ کی حضورؐ نے سکوت فرمایا اندر تشریف لے گئے پھر باہر تشریف لائے اور ارشاد فرمایا کہ اللہ جل شانہٗ بعض لوگوں کے دِل نرم فرمادیتے ہیں حتّٰی کہ دودھ سے بھی زیادہ نرم ہوجاتے ہیں اور بعض لوگوں کے دِلوں کو سخت فرماتے ہیں حتّٰی کہ پتھر سے زیادہ سخت ہوجاتے ہیں ابوبکر تمہاری مثال حضرت ابراھیمؑ جیسی ہے جنہوں نے فرمایا۔ فَمَنْ تَبِعَنِیْ فَاِنَّهٗ مِنِّیْ وَمَنْ عَصَانِیْ فَاِنَّكَ غَفُوْرٌ رَّحِیْمٌ (سورۂ ابراہیم ع ۶) جو میری راہ پر چلے گا وہ تو میرا ہے ہی اور اسکی مغفرت کا وعدہ ہے اور جو میرا کہنا نہ مانے تو آپ بڑی مغفرت والے اور بڑی رحمت والے ہیں۔ اور تمہاری مثال (اے ابوبکر) حضرت عیسٰیؑ جیسی ہے جنہوں نے فرمایا۔ اِنْ تُعَذِّبْهُمْ فَاِنَّهُمْ عِبَادُكَ وَاِنْ تَغْفِرْ لَهُمْ فَاِنَّكَ اَنْتَ الْعَزِیْزُ الْحَكِیْمُ (سورہ مائدہ ع ۱۶) اگر آپ ان کو سزا دیں (جب بھی آپ مختار ہیں کیونکہ) یہ آپ کے بندے ہیں (اور آپ مالک ہیں اور مالک کو حق ہے کہ بندے کو ان کے جرائم پر سزا دے، اور اگر آپ معاف فرمادیں (تب بھی مختار ہیں کہ) آپ قدرت والے حکمت والے ہیں۔ اور عمر تمہاری مثال حضرت نوحؑ جیسی ہے جنہوں نے فرمایا۔ رَبِّ لَا تَذَرْ عَلَى الْاَرْضِ مِنَ الْكَافِرِیْنَ دَیَّارًا (سورہ نوح رکوع ۲)

{ Telegram } >>> https://t.me/pasbanehaq1

اے میرے پروردگار کافروں میں سے زمین پر ایک باشندہ بھی نہ چھوڑ (کیونکہ اگر آپ ان کو چھوڑ دیں گے تو یہ تیرے بندوں کو گمراہ کریں گے) اور عمرؓ تمہاری مثال حضرت موسیٰ علیہ السلام جیسی ہے جنہوں نے فرمایا۔ رَبَّنَا اطْمِسْ عَلٰٓى اَمْوَالِهِمْ وَاشْدُدْ عَلٰى قُلُوْبِهِمْ فَلَا يُؤْمِنُوْا حَتّٰى يَرَوُا الْعَذَابَ الْاَلِيْمَ ۝ (سورہ یونس رکوع ۹) اے ہمارے پروردگار ان کے مالوں کو نیست نابود (اور ملیا میٹ) کر دیجئے اور ان کے دِلوں کو (زیادہ) سخت کر دیجئے (جس سے ہلاکت کے جلد مستحق ہو جائیں) پس وہ ایمان نہ لاویں (بلکہ اپنے کفر میں بڑھتے رہیں (یہاں تک کہ دُکھ دینے والے عذاب کو دیکھیں (در روایۃ الترمذی وحسنہ والحاکم وصححہ وغیرہما) اسی طرح حضرات شیخینؓ میں اور بھی امور میں اختلاف ہوا مانعین زکوٰۃ سے قتال میں اختلاف ہوا اور پھر قتال کے بعد اُن لوگوں کے اموال کو غنیمت اور اہل وعیال کو باندی اور غلام بنانے میں اختلاف ہوا۔ اسامہؓ کے لشکر کو بھیجنے میں اختلاف ہوا۔ حضرت خالد بن ولیدؓ کی معزولی میں اختلاف ہوا بالآخر حضرت صدیق اکبرؓ نے اپنے زمانہ میں باوجود حضرت عمرؓ کے اصرار کے معزول نہ کیا اور حضرت عمرؓ نے خلیفہ ہوتے ہی معزول کر دیا۔ جمع قرآن پر اختلاف ہوا۔ دادے کی میراث میں اختلاف ہوا۔ اس چور کے بارے میں اختلاف ہوا جو تیسری مرتبہ چوری کرے کہ حضرت ابوبکر صدیقؓ نے بایاں ہاتھ کاٹا، حضرت عمرؓ نے اپنے زمانہ میں بایاں ہاتھ کاٹنے سے انکار کر دیا۔ اُم ولد کی

{ Telegram } >>> https://t.me/pasbanehaq1

بیع حضرت ابوبکرؓ کے نزدیک جائز ہے حضرت عمرؓ کے نزدیک ناجائز ہے
غرض بیسیوں مسائل فقہی اور سیاسی ایسے ہیں جن میں ان جلیل القدر
خلفاء اور امت کے سرداروں میں اختلاف تھا تفاصیل کے لئے بڑے
دفتر کی ضرورت ہے ایک خط میں سب کا ذکر مشکل ہے۔ اسی طرح
اور حضرات صحابہ کرامؓ میں بھی بہت سے مسائل میں مشہور و معروف
اختلافات ہیں ابو جعفر منصور نے حضرت امام مالکؒ سے درخواست
کی کہ ایک کتاب ایسی تصنیف کر دیجئے جس میں حضرت عبداللہ بن عمرؓ کی
سختیاں اور حضرت عبداللہ بن عباسؓ کی سی سہولتیں نہ ہوں (مقدمہ وجز)
جس سے معلوم ہوا کہ حضرات شیخینؓ کی طرح ان دونوں حضرات میں سختی
اور نرمی کے اعتبار سے کلی اختلاف تھا۔ بالجملہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم
اجمعین میں بہت کثرت سے مسائل میں اختلاف رہا ترمذی شریف
پڑھنے والے اس سے بخوبی واقف ہیں تمہیں معلوم ہے کہ اغلام کی سزا
حضرت ابوبکرؓ کے نزدیک یہ ہے کہ اس کو آگ میں جلا دیا جائے۔ حضرت
ابن عباسؓ کے نزدیک اس آبادی میں جو سب سے اونچا مکان ہو اس پر سے
اوندھے منہ گرایا جائے اور بہت سے صحابہ کے نزدیک قتل کر دیا جائے۔
شرمگاہ کے چھونے سے حضرت عمرؓ کے نزدیک وضو ٹوٹ جاتا ہے۔
حضرت علیؓ اور حضرت عبداللہ بن مسعودؓ کے نزدیک نہیں ٹوٹتا۔ سمندر
کے پانی سے وضو کرنا جمہور صحابہ کے نزدیک جائز ہے۔ حضرت عبداللہ
بن عمرؓ کے نزدیک مکروہ ہے۔ جمعہ کے دن خوشبو کا استعمال کرنا جمہور

{ Telegram } >>> https://t.me/pasbanehaq1

صحابہ کے نزدیک مستحب ہے۔ حضرت ابو ہریرہؓ کے نزدیک واجب ہے۔
حضرت عمرؓ اور حضرت عبداللہ بن عمرؓ کے نزدیک زندوں کے رونے
سے مُردے کو عذاب ہوتا ہے۔ حضرت عائشہؓ اسکا سختی سے انکار کرتی
ہیں۔ زہری کہتے ہیں کہ حضرت عبداللہ بن عباسؓ اور حضرت ابو ہریرہؓ
میں اختلاف تھا کہ رمضان کے روزوں کی قضا کا لگاتار رکھنا ضروری
ہے یا الگ رکھنا بھی جائز ہے۔ ایک بڑی جماعت کا صحابہ کرام میں سے
مذہب یہ تھا کہ آگ کی پکی ہوئی چیز کھانے سے وضو ٹوٹ جاتا ہے
ان میں حضرت انس ابو ہریرۃ عبداللہ بن عمر عائشہ وغیرہ بھی ہیں۔
لیکن خلفائے راشدین اور جمہور صحابہ کا مذہب یہ ہے کہ اس سے وضو
نہیں ٹوٹتا۔ حضرت عبداللہ بن عمر کا مذہب ہے کہ نیم میں کہنیوں تک
ہاتھ پھیرنا ضروری ہے حضرت علی کرم اللہ وجہہ کا مذہب ہے کہ پہنچوں
تک کافی ہے۔ حضرت عبداللہ بن عمرؓ حضرت انس کا مذہب ہے کہ نمازی
کے سامنے کو گدھا گذر جائے تو نماز ٹوٹ جاتی ہے۔ حضرت عثمان حضرت
علی وغیرہ حضرات کا مذہب ہے کہ نہیں ٹوٹتی۔ اگر صرف دو مقتدی ہوں
تو جمہور صحابہ کے نزدیک امام کو آگے کھڑا ہونا چاہیئے۔ حضرت عبداللہ
بن مسعودؓ کا مذہب ہے کہ ان دونوں کے درمیان میں کھڑا ہونا چاہیئے
حضرت عمرؓ اور ان کے بیٹے حضرت عبداللہ میں بہت سے مسائل میں
اختلاف تھے۔ حسن بصریؒ سے کسی نے کہا کہ حضرت ابن عمرؓ وتر کی تین
رکعتوں کے درمیان سلام پھیرتے ہیں (یعنی دو رکعت علیحدہ اور ایک

{ Telegram } >>> https://t.me/pasbanehaq1

رکعت علیحدہ پڑھتے ہیں) انہوں نے جواب دیا کہ حضرت عمرؓ تینوں رکعتوں کو ملا کر پڑھتے تھے اور وہ ابن عمر سے زیادہ فقیہ تھے (حاشیہ بخاری) غرض سیکڑوں ہزاروں نہیں بلکہ لاکھوں مسئلے فقہی اور سیاسی ایسے ہیں جن میں صحابہ اور تابعین کا اختلاف ہے اس کے بعد ائمہ مجتہدین رحمہم اللہ تعالیٰ کا مستقل اختلاف تو بارہ سو برس سے مسلسل چلا آرہا ہے۔ ہر امام کے لاکھوں کروڑوں مقلد اسی اختلاف پر عمل کرتے چلے آئے چار رکعت نماز میں علماء کے اختلافات ایک مرتبہ تلاش کرنے شروع کئے تھے ڈیڑھ سو سے زیادہ مسئلے مختلف فیہ مجھ جیسے کوتاہ نظر کو ملے تھے وسیع النظر لوگوں کے علم میں نہ معلوم کتنے ہونگے۔ جمعہ کے دن میں ایک ساعت مبارک ہے جس میں جو دُعا کی جاتی ہے وہ قبول ہوتی ہے اہلِ علم کے اُسکی تعیین میں تقریباً پچاس قول ہیں کہ وہ کب ہوتی ہے (اوجز) لیلۃ القدر کے تعیین میں بھی تقریباً پچاس قول علماء کے ہیں۔ (اوجز) قرآن پاک کی آیت میں تمام نمازوں کے اہتمام کا عموماً اور درمیانی کے اہتمام کا خصوصی حکم ہے۔ علماء کے اس درمیانی نماز کے تعیین میں بائیس قول ہیں اسی طرح بہت سے مسائل ایسے ہیں جن میں علماء کا اختلاف ایک دو قولوں پر ختم نہیں ہوتا۔ بلکہ کئی کئی مذہب علماء کے ان میں ہوتے ہیں۔ اور ہوتے چلے آتے ہیں کیا یہ سب ہی فتنہ تھا اور ہے۔ کیا ان اختلافات کی وجہ سے اُمت مصیبت میں گرفتار ہوگئی یا ان کو سہولت نصیب ہوئی۔ قدر دانوں کی رائے میں ابھی لکھ چکا ہوں کہ حضرت عمر بن عبدالعزیز کو

{ Telegram } >>> https://t.me/pasbanehaq1

اس سے کتنی مسرت تھی۔ ابو جعفر منصور بادشاہ جب حج کو گئے تو انہوں نے حضرت امام مالک سے درخواست کی کہ میرا دل چاہتا ہے کہ آپ اپنی تصانیف کے متعدد نسخے لکھدیں میں ان کو سلطنت میں شائع کر دوں گا اور حکم دیدوں گا کہ سب اسکے موافق عمل کریں اور اس سے تجاوز نہ کریں۔ حضرت امام مالک نے اس ارادہ سے روکا اور فرمایا کہ لوگوں کے پاس مختلف روایات حدیث پہونچی ہوئی ہیں اور ہر جماعت نے ان روایات کے موافق عملدرآمد کر رکھا ہے۔ اس لئے ان کو ان کے مذاہب کے موافق چھوڑا جائے۔ اس کے بعد امیر المؤمنین ہارون رشید نے اپنے زمانہ سلطنت میں حضرت امام مالک سے مشورہ کیا کہ میرا دل چاہتا ہے کہ موطا مالک کا ایک نسخہ کعبہ میں رکھدیا جائے اور اعلان کر دیا جائے کہ سب اسکے موافق عمل کریں۔ حضرت امام نے اس مشورہ کو بھی قبول نہیں فرمایا اور ارشاد فرمایا کہ صحابہ کرام کا فروعی مسائل میں اختلاف رہا ہے اور وہ اپنے اجتہادات میں حق پر ہیں شہروں میں وہ مسائل شائع ہیں لوگ ان پر عمل کر رہے ہیں ہارون رشید نے اس مشورہ کو پسند کیا (مقدمہ اوجز)

حنفیہ اور شافعیہ کا اختلاف مشہور و معروف ہے اور سیکڑوں ہزاروں مسئلوں میں اختلاف ہے۔ لیکن امام شافعی صاحب رحمۃ اللہ علیہ کا ارشاد ہے جو فقیہ بننا چاہے اس کو چاہیئے کہ امام ابو حنیفہ کے شاگردوں کو چمٹ جائے۔ میں خود امام محمد کی کتابوں سے فقیہ بنا ہوں (درمختار) امام اعظم نے اپنے شاگردوں سے خود فرمایا کہ جہاں کہیں میرے قول

{ Telegram } >>> https://t.me/pasbanehaq1

کے خلاف تمہیں کوئی دلیل مل جائے اسکو اختیار کرلو۔ صاحب درمختار فرماتے ہیں کہ امام اعظمؒ کا یہ ارشاد اسی پر مبنی ہے کہ (علما کا) اختلاف رحمت کے آثار سے ہے جتنا اختلاف ہوگا (بشرطیکہ وہ قواعد کے موافق ہو اصول کے تحت میں ہو) اتنی ہی رحمت زیادہ ہوگی (شامی)

ان حضرات کو اختلاف میں ذرا بھی اشکال پیش نہیں آتا تھا۔ اس سب کے بعد میں پوچھتا ہوں کہ جن چیزوں میں علما میں اختلاف نہیں ہے انہیں کا کیا حشر ہو رہا ہے نماز کے پڑھنے میں کسی عالم کا اختلاف ہے؟ داڑھی شراب سود غرض ہزاروں مسئلے ایسے ہیں جن میں ذرا بھی علماء کا اختلاف نہیں ہے ان کا حشر تم خود دیکھ رہے ہو اب غور سے سنو۔ میرے خیال ناقص و نارسا میں ان روز افزوں نزاعات کی اکثر و بیشتر دو وجہیں میں ایک بعض علماء کی طرف سے ہے دوسری اکثر عوام کی طرف سے۔ علماء کی طرف سے تو یہ ہے کہ وہ اپنے ان جزوی اختلافات کو علماء تک محدود نہیں رکھتے بلکہ بعض تو اسکی سعی کرتے ہیں کہ عوام کی مدد اور اعانت ان کے ساتھ ہو اور انکی اعانت سے وہ دوسرے اہل حق کی توہین و تذلیل کریں۔ حالانکہ بہتر یہ تھا کہ وہ جس چیز کو حق سمجھتے ہیں اس کو بلا خوف لومۃ لائم ظاہر کردیں اور اسکی پروا نہ کریں کہ ان کے قول پر کوئی عمل کرتا ہے یا نہیں کسی کے عمل کرنے سے اہل حق کی حقانیت میں کیا فرق آتا ہے۔ بعض انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام بھی ایسے تھے جن پر ایمان لانے والا ان کے کہنے پر عمل کرنے

{ Telegram } >>> https://t.me/pasbanehaq1

والا ایک ہی شخص تھا (مشکوٰۃ) تو کیا اسکی وجہ سے نبی کی شان میں کوئی نقص پیدا ہو گیا۔ حضرت ابوذر کی تحقیق جمہور صحابہ کے خلاف یہ تھی کہ مال کا جمع کرنا مطلقاً ناجائز ہے وہ ہر مجمع میں اپنی تحقیق کا اعلان کر دیتے تھے اور اسکی پرواہ بھی نہ کرتے تھے کہ کوئی قبول کرتا ہے یا نہیں بالخصوص ایسی حالت میں کہ عوام ان کے اختلافات کو سمجھنے سے قاصر ہیں تو ایسی حالت میں ان پر ان چیزوں کا یا اظہار نہ ہوتا جہاں علماء کا مجمع ہوتا وہاں ظاہر کی جاتیں یا اگر بضرورت تبلیغ اور بخوف کتمان علم اظہار کیا جاتا تو جب عوام کی عقول ان کے سمجھنے سے قاصر ہیں تو ان پر اس کا زور نہ دیا جاتا کہ وہ خواہ مخواہ ان کے ہمنوا بنیں یہ حضرات یہ سمجھ لیتے کہ جب دوسرے اہل حق اس میں خلاف کر رہے ہیں تو عوام کے لئے عمل کی گنجائش ہے نہ یہ کہ دوسرے اہل حق کے خلاف عوام کو مشتعل کریں جس کا لازمی نتیجہ یہ ہوگا کہ دوسروں کے متبعین ان کے خلاف مشتعل ہونگے اور اس کا جو حشر ہو رہا ہے وہ ظاہر ہے۔ ہمارے اکابر و اسلاف کا اسوہ اس چیز میں بھی ہمارے سامنے ہے صحابہ کا عام معمول وتر کی تین رکعت پڑھنے کا تھا امیر معاویہؓ نے ایک رکعت وتر کی پڑھی حضرت ابن عباسؓ کے مولا کریب نے دیکھا۔ تعجب سے حضرت ابن عباسؓ سے کہا۔ حضرت ابن عباس نے فرمایا ان سے تعرض نہ کرو وہ خود فقیہ ہیں (بخاری) حضرت عبداللہ بن مسعودؓ اور جمہور صحابہ کا معمول سفر میں دو رکعت فرض نماز پڑھنے کا تھا کسی نے ان سے کہا کہ حضرت

{ Telegram } >>> https://t.me/pasbanehaq1

عثمانؓ نے منیٰ میں چار رکعتیں پڑھیں (حالانکہ وہ مسافر تھے) تو عبداللہ بن مسعودؓ نے اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ پڑھا اور فرمایا کہ میں نے منیٰ میں حضورؐ کے ساتھ دو رکعتیں پڑھیں حضرت ابوبکرؓ کے ساتھ دو رکعتیں پڑھیں حضرت عمرؓ کے ساتھ دو رکعتیں پڑھیں ایک حدیث میں ہے کہ خود حضرت عثمانؓ کے ساتھ ان کی خلافت کے شروع زمانہ میں دو رکعتیں پڑھیں (بخاری) لیکن اس سب کے باوجود ابوداؤد وغیرہ کی روایت میں ہے کہ حضرت عبداللہ بن مسعودؓ نے حضرت عثمانؓ کے ساتھ چار رکعتیں پڑھیں۔ کسی نے عرض کیا کہ آپ نے تو حضرت عثمان پر چار رکعت پڑھنے کا اعتراض کیا تھا پھر خود بھی چار پڑھیں انہوں نے فرمایا کہ مخالفت زیادہ سخت ہے اسکی وجہ ظاہر ہے کہ عبداللہ بن مسعود کے نزدیک حضرت عثمانؓ مسافر تھے لیکن انہوں نے اپنے کو مقیم تجویز کر کے چار رکعت پڑھیں اور چونکہ مجتہد محقق تھے اس لئے ابن مسعودؓ نے اپنی تحقیق کو ایک محقق کے مقابلہ میں واجب العمل نہیں سمجھا۔ حضرت عمرؓ سے کسی نے پوچھا کیا آپ کسی شخص کو اپنا خلیفہ ولی عہد بنائیں گے انہوں نے فرمایا اگر میں کسی کو خلیفہ نہ بناؤں تو میرے لئے گنجائش ہے اس لئے کہ حضورؐ نے کسی کو (نصاً) خلیفہ نہیں بنایا اور اگر خلیفہ بنادوں تب بھی گنجائش ہے کہ حضرت ابوبکرؓ نے اپنے بعد کے لئے خلیفہ بنایا۔ حضرت ابوبکرؓ کے نزدیک مانعین زکوٰۃ سے قتال کے بعد ان کے اموال غنیمت تھے اور ان کے اہل و عیال غلام باندیاں حضرت عمرؓ کو اس میں اختلاف تھا صدیقی دور

{ Telegram } >>> https://t.me/pasbanehaq1

میں حضرت صدیق اکبرؓ کے فتویٰ پر عمل رہا اور حضرت عمرؓ اور دیگر صحابہ نے قبول کیا۔ فاروقی دور میں حضرت عمرؓ کے فتوے پر عمل تھا اور دوسرے لوگوں نے اس پر عمل کیا (فتح الباری) حضرت امام شافعیؒ صاحب کے نزدیک صبح کی نماز میں قنوت کا پڑھنا سنت ہے۔ ایک مرتبہ امام اعظم کی قبر پر حاضر ہوئے اور صبح کی نماز وہاں پڑھی اور دعا قنوت نہیں پڑھی۔ بعض روایات میں ہے کہ بسم اللہ بھی آواز سے نہیں پڑھی (حالانکہ وہ بھی ان کے نزدیک سنت ہے) کسی نے استفسار کیا تو فرمایا کہ اس قبر والے کے ادب نے روک دیا۔ بعض لوگ اس قصہ پر بہت شور کرتے ہیں کہتے ہیں یہ کیسے ہو سکتا ہے کہ کسی کی وجہ سے سنت پر عمل چھوڑ دیا جائے۔ امام شافعیؒ کی شان اس سے ارفع ہے کہ ایک مجتہد کی قبر کی وجہ سے سنت کو چھوڑ دیں۔ حالانکہ اس چیز کا تعلق سمجھ سے ہے امام اعظم کے ادب سے سنت کو نہیں چھوڑا بلکہ ان کے ادب سے ان کی تحقیق کو اپنی تحقیق پر مقدم سمجھا کہ ان کے نزدیک یہ چیزیں سنت نہیں ہیں بلکہ سنت قنوت کا نہ پڑھنا ہے اور بسم اللہ کا آہستہ پڑھنا ہے۔ ایک شخص اپنی تحقیق سے کسی چیز کو سنت سمجھنے کے باوجود دوسرے محقق عالم کی تحقیق پر عمل کرلے تو کیا حرج ہے۔ محققین شافعیہ اس قصہ کو قبول فرماتے ہیں، چنانچہ علامہ ابن حجر مکی باوجود محقق شافعی ہونے کے لکھتے ہیں کہ لوگوں نے اس قصہ میں اشکال سمجھ لیا حالانکہ اس میں کوئی اشکال نہیں ہے اس لئے کہ بسا اوقات سنت کے ساتھ ایسی چیز معارض ہو جاتی ہے جو اس

{ Telegram } >>> https://t.me/pasbanehaq1

سے زیادہ اہم ہوتی ہے۔ مثلاً علماء کی رفعت شان کا اظہار کہ وہ امر مؤکد ہے بالخصوص حاسدوں اور جاہلوں کے مقابلہ میں بالخصوص ایسی حالت میں کہ یہ امر متفق علیہ ہے اور قنوت اور بسم اللہ کا مسئلہ مختلف فیہ ہے بالخصوص امام اعظم کے معاملہ میں کہ ان کے حاسد بہت زیادہ تھے جو غلط الزامات ان پر لگاتے تھے حتی کہ جھوٹے الزام سے انکی زندگی کو ختم کرادیا گیا ایسی حالت میں انکی تعظیم و تکریم کا اظہار از بس ضروری تھا وغیرہ وغیرہ (مقدمہ اوجز) ہمارے مشائخ و اکابر میں ہمیشہ سے بہت سے مسائل میں اختلاف ہوتا آیا ہے لیکن کبھی بھی ان حضرات نے اپنے متبعین پر اس کا جبر نہیں کیا کہ ہمارے قول پر عمل کیوں نہیں کرتے۔ میرے شیخ حضرت مولانا خلیل احمد صاحب اور میرے والد صاحبؒ میں متعدد مسائل میں اختلاف تھا اور حضرتؒ بعض لوگوں کو خود فرمادیتے تھے کہ میرے نزدیک تو فلاں چیز جائز نہیں۔ لیکن مولوی محمد یحییٰ صاحب کے نزدیک جائز ہے تیرا دل چاہے اُدھر جاکر ان سے پوچھ لے اس کے موافق عمل کرلے۔ خود میرے ساتھ یہ واقعہ پیش آیا کہ حضرتؒ کے اخیر رمضان المبارک میں شعبان کے کے چاند کی گڑبڑ سے یہ بحث شروع ہوئی کہ آج مطلع صاف ہے تیس روزے پورے ہو جانے کے بعد اگر شام کو رویت نہ ہوئی تو کل روزہ رکھنا چاہیئے یا نہیں حضرت کا ارشاد مبارک تھا کہ شعبان کے چاند میں جس شہادت پر مدار تھا بعض وجوہ سے شرعی حجت نہ تھی اس لئے روزہ ہے اور میرا ناقص خیال تھا کہ وہ شرعی حجت سے صحیح تھی اس

{ Telegram } >>> https://t.me/pasbanehaq1

لئے کل کا روزہ نہیں ہے دن بھر بحث رہی شام کو چاند نظر نہ آیا حضرت نے طے فرمایا کہ میں روزہ رکھوں گا میں نے عرض کیا میرے لئے کیا ارشاد ہے فرمایا کہ میرے اتباع کی ضرورت نہیں سمجھ میں آگیا ہو تو رکھو ورنہ نہیں بالآخر حضرت کا روزہ تھا اور میرا افطار حضرت کے خدام میں اور بھی متعدد ایسے تھے جنہوں نے افطار کیا اور متعدد نے روزہ رکھا حضرت نے ان سے دریافت بھی نہ فرمایا کہ تم نے افطار کیوں کیا گو مجھے اب تک قلق ہے کہ میں نے اپنی سمجھ کو حضرت کی رائے کے مقابلہ میں کیوں قابلِ اعتنا سمجھا مگر حضرت نے ذرا بھی اشارۃً کنایۃً کچھ بھی نہیں فرمایا بلکہ کچھ تصویب ہی فرمائی۔

دوسری وجہ جو اس پہلی وجہ سے بھی زیادہ سخت ہے وہ یہ کہ عوام نے مسائل میں رائے زنی کو خواہ مخواہ اپنا مشغلہ بنالیا ان کو اہل علم کے اختلاف میں حکم بننے کی کیا ضرورت ہے کہ انکے علمی ابحاث انکے علمی دلائل سمجھنے کی اہلیت نہیں لیکن ان میں محاکمہ اور فیصلے یہ حضرات فرمانے لگے۔ حالانکہ ان کا کام یہ تھا کہ علمائے حق میں سے جس کے ساتھ حُسنِ عقیدت ہو تجربہ سے اس کا دیندار تجربہ کار ہونا اور اللہ والا ہونا ثابت ہو چکا ہو اس کا اتباع کرتے، لیکن یہ تو جب ہوتا جب عمل مقصود ہوتا۔ یہاں مقصود ہی نزاع ہے اس جلسہ اور اس تقریر میں ان کو لطف ہی نہیں آتا جس میں دوسروں پر سب و شتم نہ ہو دوسروں پر تنقید نہ ہو دوسروں کی پگڑیاں نہ اچھالی جاتی ہوں جس جلسہ میں

{ Telegram } >>> https://t.me/pasbanehaq1

سیدھی سیدھی دین کی باتیں بیان کی جائیں وہ جلسہ نہایت پھیکا اور بے مزہ ہے وہ وعظ ہی نہیں، تقریر جانتا ہی نہیں۔ ماہر تقریر وہی ہے جو مخالفین کو کھری کھری سُنائے۔ حالانکہ شریعتِ مطہرہ میں قرآن حدیث میں جس چیز کو سب سے زیادہ اہتمام سے روکا گیا ہے وہ آپس کا جھگڑا ہے قرآن میں سختی سے اسکی ممانعت کی گئی ہے۔ ارشاد ہے۔ وَلَا تَنَازَعُوْا فَتَفْشَلُوْا وَتَذْهَبَ رِيْحُكُمْ (سورہ انفال ع ۶) اور آپس میں نزاع پیدا نہ کرو ورنہ کم ہمت ہو جاؤ گے (کہ قومیں منتشر ہو جائیں گی) اور تمہاری ہوا اُکھڑ جائے گی۔

بخاری شریف میں ایک قصہ نقل کیا گیا ہے۔ حضرت عبداللہ بن مسعودؓ فرماتے ہیں کہ میں نے ایک شخص کو قرآن پاک کی ایک آیت پڑھتے ہوئے سُنا جو اسکے خلاف تھی جس طرح کہ میں نے حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم سے سُنا تھا میں اس کا ہاتھ پکڑ کر حضورؐ کی خدمت میں لے گیا۔ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تم دونوں نے صحیح پڑھا۔ تم لوگ آپس میں اختلاف نہ کرو پہلے لوگوں نے بھی آپس میں اختلاف کیا تھا تو وہ لوگ ہلاک ہو گئے یہاں آپس میں قرأت میں اختلاف ضرور تھا اس کے باوجود حضورؐ نے دونوں کی تصویب فرمائی گویا وہ اختلاف باقی بھی رکھا جو پہلے سے تھا لیکن پھر بھی اختلاف کی ممانعت فرمائی اور اس کو ہلاکت کا سبب قرار دیا تو یقیناً اس سے مُراد وہی اختلاف تھا جو جھگڑے کی صورت میں نمودار ہوا۔ اسی قسم کا واقعہ حضرت عمرؓ

{ Telegram } >>> https://t.me/pasbanehaq1

کو پیش آیا وہ فرماتے ہیں کہ میں نے ہشام کو سورہ فرقان پڑھتے ہوئے سُنا وہ اس کے خلاف پڑھ رہے تھے جسطرح مجھے حضورؐ نے پڑھائی تھی (وہ نماز پڑھ رہے تھے میرے دِل میں آیا کہ ان کو نماز پڑھتے ہوئے پکڑ کر حضورؐ کے پاس لے جاؤں مگر میں نے اتنی دیر صبر کیا کہ وہ نماز پڑھ چکیں اس کے بعد میں نے ان کے گلے پر سے چادر پکڑ کر پوچھا کہ اس طرح یہ سورت تم کو کس نے پڑھائی انہوں نے حضور ہی کا نام لیا میں نے کہا جھوٹ ہے۔ پھر میں ان کو اسی طرح پکڑ کر حضور کی خدمت میں لے گیا اور جاکر عرض کیا کہ یہ اس کے خلاف پڑھ رہے تھے جس طرح آپ نے مجھے پڑھائی ہے۔ حضورؐ نے ہم دونوں کا پڑھنا سُنا اور دونوں کو صحیح بتایا (در منثور بروایۃ الشیخین وغیرہما) ان کے علاوہ سیکڑوں واقعات حدیث کی کتابوں میں وارد ہوئے ہیں جہاں آپس میں اختلاف ہوا اور حضورؐ نے دونوں کو صحیح فرمادیا۔ لیکن اسکا مطلب یہ بھی نہیں کہ اپنی تحقیق کے خلاف کوئی بات پائی تو اسکا اظہار بھی نہ کرے اگر وہ اہلِ تحقیق ہے یا اہل علم ہے اسکی اہلیت رکھتا ہے تو ضرور مناسب طریقہ سے اسکا اظہار کیا جائے۔ اسی سورۃ کے بارہ میں خود حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ یہ واقعہ پیش آیا کہ ایک مرتبہ حضور صبح کی نماز میں سورہ فرقان پڑھ رہے تھے کہ ایک آیت چھوٹ گئی۔ نماز کے بعد حضورؐ نے دریافت فرمایا کہ جماعت میں ابی بن کعب (جو بڑے مشہور قاری تھے) موجود نہیں انہوں نے عرض کیا حاضر ہوں۔ آپ نے ارشاد فرمایا تم نے مجھے متنبہ کیوں نہ کیا۔ انہوں

{ Telegram } >>> https://t.me/pasbanehaq1

نے معذرت کی کہ میں یہ سمجھا کہ یہ آیت منسوخ ہوگئی (دُرِّ بِرِوَایَۃِ ابْنِ الْاَنْبَارِیْ)
ابوداود شریف میں دو قصے اسی نوع کے مذکور ہیں تو جب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے خود اپنے لئے تنبیہ کا حکم فرمایا تو دوسروں کو تنبیہ میں کیا مضائقہ ہے۔ شریعت مطہرہ نے تو اس کو اس قدر وسعت دی ہے کہ کلمہ حق کو ظالم بادشاہ کے سامنے اظہار کر دینے کو افضل الجہاد قرار دیا ہے اور لَا طَاعَۃَ لِمَخْلُوْقٍ فِیْ مَعْصِیَۃِ الْخَالِقِ اللہ کی نافرمانی میں مخلوق کی کوئی اطاعت نہیں کلیہ قرار دیدیا ہے البتہ یہ ضروری ہے کہ مقصود اللہ کی اطاعت ہو کلمہ حق کا اظہار ہو اپنی جماعت کی بیجا حمایت نہ ہو جس کو عصبیت اور تعصب کہا ہے۔ اختلاف میں کوئی مضائقہ نہیں وہ قواعد کے تحت میں ہو تو ممدوح ہے اس اختلاف کو نزاع بنالینا اس کو مسلمانوں کے تشتت اور افتراق کا سبب بنالینا مذموم ہے اور دونوں میں کھلا ہوا فرق ہے ہم لوگ اس اختلاف کو جو خوبی کی چیز تھی اپنے لئے خود مصیبت اور سبب ہلاکت بنا رہے ہیں۔
حضرت حسن بصریؒ جلیل القدر تابعی اور مشہور فقہاء اور اکابر صوفیہ میں ہیں بعض مرتبہ تحقیق کے زور میں تقدیر کے مسئلہ میں ایسے الفاظ نکل گئے جو جمہور علماء کے خلاف تھے بڑا شور مچا بڑے زور بندھے پھر کیا تھا جھوٹی باتیں بھی انکی طرف منسوب ہونے لگیں ایوب کہتے ہیں کہ دو قسم کے آدمیوں نے حضرت حسنؒ پر جھوٹ باندھا ایک وہ لوگ کہ فرقہ قدریہ میں تھے وہ اپنی رائے کو رواج دینا چاہتے تھے تو حسن بصریؒ

{ Telegram } >>> https://t.me/pasbanehaq1

کو اپنا ہم مسلک ظاہر کرتے تھے دوسرے وہ لوگ جن کو ان سے ذاتی بغض تھا وہ ان کے اقوال کو پھیلاتے تھے (ابوداؤد) بعینہٖ یہی مثال ہمارے زمانہ میں ہے کہ جن لوگوں کو اپنی رائے کو رائج کرنا ہوتا ہے وہ جماعت کے بڑے کی طرف اسکو منسوب کر دیتے ہیں اور جن لوگوں کو ان سے خلاف ہوتا ہے وہ ان اقوال کو جا و بیجا جھوٹ نقل کرتے ہیں جس سے جھگڑے اور مخالفت کی خلیج وسیع ہوتی رہتی ہے حالانکہ اتباع کا منصب یہ تھا کہ علمائے حق میں جس سے عقیدت ہو اس کا عالم باعمل ہونا محقق ہو جائے اس کے ارشادات پر عمل ہو لیکن ہم لوگوں میں باوجود ادعائے محبت و عقیدت عمل تو ندار دہے۔ ساری محبت کا خلاصہ یہ ہے کہ اپنے بڑے کی حمایت میں دوسروں کے بڑوں کو گالیاں دیں کلام اللہ شریف جسکی تعلیم مسلمان کا ایمان ہے وہ تو اس بارہ میں اتنا سخت کہ وَلَا تَسُبُّوا الَّذِيْنَ يَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ فَيَسُبُّوا اللّٰهَ عَدْوًا بِغَيْرِ عِلْمٍ (سورۃ انعام ع ۱۳) ارشاد ہے کہ تم گالیاں نہ دو ان (معبودوں) کو جن کو یہ مشرک اللہ (کی توحید) کو چھوڑ کر پکارتے ہیں (اور عبادت کرتے ہیں کیونکہ تمہارے ایسا کرنے سے) پھر وہ لوگ بوجہ جہل کے حد سے گذر کر اللہ تعالیٰ کی شان میں گستاخی کریں گے۔ قرآن پاک تو دوسروں کے بتوں کو گالیاں دینے کی بھی ممانعت کرتا ہے لیکن اس کے اتباع کے دعویداروں کا یہ عمل کہ ان کا کوئی جلسہ کوئی جلوس بھی دوسروں کی بربادی کے نعروں سے ان کے اکابر پر

{ Telegram } >>> https://t.me/pasbanehaq1

سب وشتم سے خالی نہیں ہوتا آج کل ہر جماعت کا معظم عمل بجائے اپنی تعمیر اپنی تقویت اور عمل کی تدابیر کے دوسروں کی تخریب ان کو گالیاں دینا مُردہ باد کے نعرے لگانا بن گیا ہے پھر لطف یہ ہے کہ اسکی شکایت بھی ہر فریق کو ہے کہ مسلمان تباہ ہوگئے برباد ہوگئے خود ہی ہر فریق دوسرے مسلمانوں کی بربادی کی دُعائیں کرتا ہے اور خود ہی اس کا رونا روتا ہے کہ مسلمان برباد ہوگئے۔ فاللہ المستعان۔

**تنبیہ:** اس تقریر سے یہ اَمر واضح ہوگیا کہ ہر اختلاف مذموم نہیں بلکہ بہت سے اختلافات ممدوح بھی ہیں البتہ بہت سی انواع اختلافات کی یقیناً مذموم اور قبیح ہیں لہٰذا مطلق علما کے اختلاف کو منشاء فساد قرار دینا اصول سے ناواقفیت ہے بلکہ منشاء فساد علمائے حق کے ممدوح اختلاف میں نزاع کا پیدا کرنا ہے خواہ وہ علماء کی طرف سے ہو یا عوام کی طرف سے جیسا کہ آج کل کثرت سے پیدا ہو رہا ہے۔ البتہ اختلاف ممدوح کی حقیقت قواعد سے واقفیت پر مبنی ہے۔ یہ بھی صحیح نہیں کہ ہر شخص جس چیز میں چاہے اختلاف پیدا کردے اور وہ ممدوح بن جائے ہر وہ چیز جو شریعت مطہرہ کی طرف سے منصوص طور پر ثابت ہے استنباط کو اس میں دخل نہیں اس میں اختلاف کا پیدا کرنا گمراہی ہے جس کو اللہ جل جلالہٗ نے کلام پاک میں وَلَا تَكُونُوا كَالَّذِينَ تَفَرَّقُوا وَاخْتَلَفُوا مِنْ بَعْدِ مَا جَاءَهُمُ الْبَيِّنَاتُ ۚ (سورہ آل عمران رکوع ۱۱) سے ارشاد فرمایا ہے۔ اور نہ بن جاؤ تم ان لوگوں کی طرح جنہوں نے آپس میں تفریق پیدا کی اور (دین کے

{ Telegram } >>> https://t.me/pasbanehaq1

بارہ میں) اختلاف کیا بعد ازاں کہ ان کے پاس واضح احکام پہونچ چکے تھے۔ حضرت سعید بن المسیبؒ نے ایک شخص کو دیکھا کہ عصر کے بعد نفلیں پڑھ رہا ہے اس شخص نے نماز کے بعد حضرت سعید بن المسیبؒ سے کہا کیا اللہ جل شانہٗ مجھے نماز پڑھنے پر عذاب کریگا۔ سعید نے فرمایا کہ نماز پر نہیں بلکہ حضورؐ کے خلاف طریقہ اختیار کرنے پر عذاب فرمائے گا۔ (دارمی)

اس شخص کا مقصود یہ تھا کہ نماز تو بہترین اور افضل ترین عبادت ہے اس میں کیا ناجائز ہو سکتا ہے۔ لیکن چونکہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے عصر کے بعد نفل نماز کو ناجائز فرمادیا ہے اس لئے حضرت سعید نے کہا کہ نماز اگرچہ بہترین چیز ہے لیکن ناجائز وقت میں پڑھنا تو گناہ کا ہی سبب ہے۔ حضرت عبادۃ بن الصامتؓ نے ایک حدیث بیان کی کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک درم (چاندی کا ایک سکہ) کے بدلہ میں دو درم لینے سے منع کیا ہے۔ ایک شخص وہاں موجود تھا کہنے لگا میرے خیال میں تو اس میں کوئی نقصان نہیں معلوم ہوتا۔ حضرت عبادہؓ نے فرمایا میں کہتا ہوں کہ حضورؐ نے منع کیا ہے اور تو کہتا ہے کہ اس میں کوئی حرج نہیں۔ خدا کی قسم میں تیرے ساتھ کبھی بھی ایک مکان میں مجتمع نہیں ہو سکتا (دارمی)

تمام علماء محدثین نے سلفاً خلفاً اس کی تصریح کی ہے کہ جو چیز اسلام میں قطعیت کے ساتھ ثابت ہو چکی ہے اس کا انکار کفر ہے۔

{ Telegram } >>> https://t.me/pasbanehaq1

قاضی عیاضؒ نے شفا میں اور ملا علی قاریؒ نے اسکی شرح میں لکھا ہے کہ مسلمانوں کا اجماع ہے اس شخص کے کفر پر جو مسلمان کے قتل کو جائز سمجھے یا شراب پینے کو یا زنا کرنے کو یا کسی ایسی چیز کا انکار کردے جس کا دین ہونا بالتواتر والبداہۃ ثابت ہے ہاں کوئی نومسلم ہو کہ اسکو ابھی تک سارے احکام معلوم نہ ہوئے ہوں تو معذور ہے۔ حضرت اقدس شاہ ولی اللہ صاحبؒ نے ازالۃ الخفا میں تحریر فرمایا ہے کہ بادشاہ کے خلاف بغاوت تین وجہ سے کی جا سکتی ہے منجملہ ان کے یہ ہے کہ وہ خدانخواستہ ضروریات دین کے انکار کی وجہ سے کافر ہو جائے اس صورت میں اس کے خلاف بغاوت واجب ہے اور یہ افضل ترین انواع جہاد ہے۔ اسی طرح سے ہر وہ چیز جو اختلاف کی حدود سے خارج ہے اس میں اختلاف پیدا کرنا ضلال ہے گمراہی ہے۔ علامہ زرقانی شرح مواہب میں لکھتے ہیں کہ اس اُمت کا اختلاف ان چیزوں میں جن میں اجتہاد کی گنجائش ہے رحمت ہے بہت بڑی نعمت ہے بڑی عظیم فضیلت ہے اُمت پر وسعت ہے اور یہ سب اقوال ایسے ہوں گے جیسے کہ مختلف شریعتیں ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم یہ سب مجموعہ لیکر تشریف لائے۔ لہٰذا حضرات صحابہ کرام اور ان کے بعد کے علما نے جو استنباطات حضور کے اقوال و افعال سے کئے ہیں وہ سب اپنے اختلاف کے باوجود بمنزلہ مختلف شرائع کے ہیں اور یہ بھی حضور کے معجزات میں داخل ہے لیکن عقائد میں اجتہاد کرنا گمراہی ہے اور حق وہی ہے جس پر اہل سنت والجماعت

{ Telegram } >>> https://t.me/pasbanehaq1

کا عقیدہ ہے حدیث میں جس اختلاف کی تعریف ہے اس سے فرعی احکام کا اختلاف مراد ہے اور جس تفریق کی ممانعت وارد ہوئی اس سے اصول کی تفریق مراد ہے علامہ سبکیؒ فرماتے ہیں کہ اس میں ذرا بھی شک نہیں کہ اصول کا اختلاف گمراہی ہے اور ہر فساد کا ذریعہ ہے اھ۔

مثال کے طور پر دیکھئے کہ تقدیر کا مسئلہ اصول مسائل میں ہے شریعت نے اس میں بحث کرنے کی بھی ممانعت فرمادی ہے اس میں اختلاف پیدا کرنے پر احادیث میں کس قدر سخت سے سخت وعیدیں وارد ہوئی ہیں کہ الامان والحفیظ۔ حضور کا ارشاد ہے کہ فرقہ قدریہ (تقدیر کے انکار کرنے والے لوگ) اس اُمت کے مجوس ہیں اگر وہ لوگ بیمار ہوں تو عیادت بھی نہ کرو مرجائیں تو جنازہ میں بھی شریک نہ ہو (ابوداؤد)

دوسری حدیث میں ہے کہ اس اُمت کے مجوس وہ لوگ ہیں جو تقدیر کا انکار کرتے ہیں ان میں سے جو مرجائے اس کے جنازہ کی نماز میں بھی شریک نہ ہو جو بیمار پڑجائے اسکی عیادت بھی نہ کرو۔ وہ دجال کی جماعت ہے حق تعالیٰ شانہ ان کو دجال کی جماعت کے ساتھ شریک کردیں گے۔ یحییٰ بن یعمر کہتے ہیں کہ میں اور حمید حج یا عمرہ کرنے جارہے تھے ہمیں تمنا ہوئی کہ حضرات صحابہ میں سے کسی کی زیارت ہو تو ان سے قدریہ فرقہ کے بارہ میں سوال کریں۔ اتفاق سے حضرت عبداللہ بن عمرؓ سے ملاقات ہوگئی میں نے ان سے سوال کیا کہ ہمارے نواح میں ایک جماعت پیدا ہوئی ہے جو علم میں بڑی تحقیقات کرتے ہیں

{ Telegram } >>> https://t.me/pasbanehaq1

قرآن پاک بھی پڑھتے ہیں مگر تقدیر کا انکار کرتے ہیں۔ حضرت عبداللہ بن عمرؓ نے فرمایا کہ ان لوگوں سے کہدو کہ میں ان سے بری ہوں وہ مجھ سے بری ہیں (ابوداؤد) اور کثرت سے اس قسم کی روایات ان کے بارہ میں وارد ہوئی ہیں۔ ابوبکر فارسی نے کتاب الاجماع میں نقل کیا ہے کہ جو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم پر کسی قسم کی تہمت باندھے وہ باجماع علماء کافر ہے (فتح الباری)

بخاری شریف میں نقل کیا ہے کہ حضرت علی کرم اللہ وجہہ کی خدمت میں زندیقیوں کی ایک جماعت لائی گئی حضرت علیؓ نے ان کو آگ میں جلوا دیا۔ حضرت ابن عباسؓ کو جب اسکی اطلاع ہوئی تو انہوں نے فرمایا کہ میں آگ میں نہ جلاتا بلکہ قتل کرا دیتا۔ متشابہات میں کلام کرنے کی ممانعت ہے۔ صبیغ بن عسل عراقی ایک شخص بصرہ میں رہتا تھا جو متشابہات قرآنیہ میں بحث کرتا تھا مصر پہونچا وہاں بھی مسلمانوں سے اس میں بحث شروع کی حضرت عمرو بن العاص نے حضرت عمرؓ کو اس بارہ میں عریضہ لکھا انہوں نے اسکو طلب فرمایا جب مدینہ پہونچا تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اس سے سوال کیا کہ تو کون شخص ہے اس نے کہا اللہ کا بندہ صبیغ ہوں۔ حضرت عمرؓ نے ارشاد فرمایا کہ میں اللہ کا بندہ عمر ہوں اور تر و تازہ لکڑیوں (قمچیوں) سے اسکو مارنا شروع کیا حتیٰ کہ سارا بدن خون سے لبریز ہوگیا پھر جب وہ زخم اچھے ہونے لگے تو دوبارہ مارنا شروع کیا جس سے بدن اور سر پر

{ Telegram } >>> https://t.me/pasbanehaq1

خون ہی خون ہوگیا اس نے عرض کیا اگر آپ میرے قتل کرنے کا ارادہ کرچکے ہیں تو سہولت سے قتل کر دیجئے اور اگر میرے دماغ (کے سودا کا) علاج مقصود ہے تو میرے دماغ میں جو چیز تھی وہ نکل چکی ہے۔ حضرت عمرؓ نے چھوڑ دیا اور بصرہ اپنے گھر جانے کی اجازت مرحمت فرمادی۔ لیکن ایک حکم بھی بھیجدیا کہ کوئی شخص اس کے پاس نہ بیٹھے۔ ابوعثمان نہدی کہتے ہیں کہ حضرت عمرؓ کے اس ارشاد پر اگر ہم لوگ سو نفر کا مجمع ہوتا اور صبیغ آجاتا تو سب اس جگہ سے چلے جاتے اسکو یہ مصیبت بہت ہی شاق تھی۔ حضرت ابوموسیٰ اشعری نے حضرت عمرؓ کو عریضہ لکھا کہ اب اسکی حالت درست ہوگئی ہے وہ خیالات بالکل نہیں رہے تو حضرت عمرؓ نے لوگوں کو اس سے ملنے جلنے کی اجازت مرحمت فرمادی (دارمی۔ درمنثور)

اسی طرح سیکڑوں واقعات اس قسم کے ہیں جن سے یہ بات ظاہر ہوتی ہے کہ شریعت میں اختلاف کے حدود قائم ہیں یہ نہیں ہے کہ تحقیق کے زور میں جس کا جو دل چاہے لکھ مارے اور اس کو علماء کا اختلاف کہدیا جائے۔ شریعت کے احکام کا مذاق اُڑایا جائے اللہ کے محبوب کی سنتوں کا مضحکہ کیا جائے۔ شریعت کے اہم سے اہم حکم کو لغو بتا دیا جائے۔ قلم لکھنے والے کے ہاتھ میں ہو اور علم سے بے بہرہ۔ پھر جو چیز اپنی سمجھ میں نہ آئے وہی غلط بن جائے وہی دین سے باہر کر دی جائے۔ اور اس کو علماء کا اختلاف کہدیا جائے۔ شریعت کے احکام کے درجات ہیں ان میں بہت سے احکام نہایت اہم ہیں ان کو اپنے درجہ سے

{ Telegram } >>> https://t.me/pasbanehaq1

گرا دینے کا کسی کو حق نہیں بعض معمولی درجہ کے ہیں ان کو اپنے درجہ سے بڑھا دینا کسی کے اختیار میں نہیں ہے اور اسکی تحقیق کہ ہر چیز کا کیا درجہ ہے یہ خود علم پر موقوف ہے۔ قرآن وحدیث کے فہم پر موقوف ہے۔ قرآن وحدیث سے استدلال کے قواعد پر موقوف ہے جو مستقل تین فن اصول فقہ اصول حدیث اصول تفسیر کی واقفیت پر مبنی ہے۔ فقہاء نے لکھا ہے کہ اجتہاد کے لئے کتاب اللہ کا علم ضروری ہے اسکے لغوی معانی کا علم ضروری ہے اسکے شرعی معانی کا علم ضروری ہے اسکے وجوہ استدلال یعنی خاص عام مشترک مؤول ظاہر نص مفسر محکم خفی مشکل مجمل متشابہ حقیقۃ مجاز صریح کنایہ عبارۃ النص اشارۃ النص ولالۃ النص اقتضاء النص اور ان کے ماخذ اشتقاق ان کی ترتیب ان کے معانی اصطلاحیہ ان کے احکام کہ کونسی چیز قطعی ہے کونسی ظنی ہے نیز امر و نہی وغیرہ کے درجات وغیرہ وغیرہ کا معلوم ہونا ضروری ہے اور یہی چیزیں حدیث کے متعلق بھی معلوم ہونے کی ضرورت ہے نیز احادیث میں ان کے علاوہ ان کی صحت کا حال ان کے آپس کے درجات راویوں کے احوال وغیرہ معلوم ہونے کی ضرورت ہے الغرض استدلال کے لئے جتنے اصول ہیں ان سب ہی سے واقفیت کی ضرورت ہے اور ایک کھلی ہوئی حقیقت ہے کہ فن سے تو اہل فن ہی واقف ہو سکتا ہے کوئی شخص انجینری میں بہت

---

* قرآن پاک کی تفسیر کے لئے پندرہ علوم کی مہارت ضروری ہے جس کو میں اپنے رسالہ چہل حدیث میں لکھ چکا ہوں دل چاہے تو دیکھ لو۔

{ Telegram } >>> https://t.me/pasbanehaq1

زیادہ کمال پیدا کرکے یہ چاہے کہ ڈاکٹری میں بھی رائے زنی کروں کیونکہ میں اپنے فن کا بڑا ہوشیار ہوں تو یقیناً بیماروں کی ہلاکت کا سبب بنے گا۔ متعدد احادیث میں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا ایک ارشاد نقل کیا گیا ہے جس کا حاصل یہ ہے کہ جب علماء نہ رہیں گے تو جاہلوں کو سردار بنالیا جائیگا جو بغیر علم کے فتاوے دیں گے خود گمراہ ہوں گے دوسروں کو گمراہ کریں گے مذہبیات میں رائے زنی کے لئے مذہبیات سے پوری واقفیت کی ضرورت ہے بغیر واقفیت کے محض عقل سے مسائل حل نہیں ہوتے۔ مثال کے طور پر دو مسئلے لکھتا ہوں۔ فقہاء نے لکھا ہے کہ اگر کوئی شخص قربانی کے لئے جانور خریدے اور وہ گم ہو جائے اسکے بعد وہ دوسرا جانور اسی نیت سے خریدے اور پھر پہلا جانور بھی مل جائے اگر یہ شخص غریب ہے جس پر قربانی واجب نہیں ہے تو اسکے ذمہ دونوں کی قربانی ضروری ہے اور اگر امیر ہے تو صرف ایک جانور کی قربانی کافی ہے جس جانور کی دل چاہے قربانی کردے اور دوسرے کو بیچ دے یا جو چاہے کرے مسئلہ بالکل صاف ہے لیکن اصول سے واقفیت پر مبنی ہے محض ذہانت اس میں کیا تیر چلالے۔ دوسرا مسئلہ علامہ شامی نے لکھا ہے کہ اگر کوئی شخص نماز میں رکوع کرنا بھول جائے نماز کے بعد یاد آئے اگر اس نے سنت کے موافق متقی اور نیک لوگوں کی سی نماز پڑھی ہے تو فاسد ہوگئی اس کا اعادہ ضروری ہے اور اگر خلاف سنت نماز پڑھی ہے ناواقف لوگوں کی سی نماز پڑھی ہے جیساکہ بہت سے لوگ

{ Telegram } >>> https://t.me/pasbanehaq1

آجکل پڑھتے ہیں تو نماز ہوگئی۔ کیا روشن دماغی یا شستہ تقاریر و تحریرات سے بلا واقفیت اصول و حقائق شرعیہ اس نوع کے مسائل میں رائے زنی ہوسکتی ہے اسی لئے حضرت علی کرم اللہ وجہہ ارشاد فرماتے ہیں کہ اگر دین رائے سے ہوتا تو بجائے موزوں کے اُوپر مسح کرنے کے موزوں کے نیچے مسح کیا جاتا۔ لیکن میں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو موزوں کے اوپر کے حصّہ پر مسح کرتے ہوئے دیکھا ہے اور ایک کھلی ہوئی حقیقت ہے کہ آدمی جب تک قرآن و حدیث پر عمل کی حدود معلوم نہ کرسکے مختلف آیات اور مختلف روایات کو جمع کرنے یا ترجیح دینے کے قواعد معلوم نہ کرسکے وہ کس طرح کسی آیت یا روایت سے استدلال کرسکتا ہے۔ شاہ ولی اللہ صاحبؒ نے ازالۃ الخفا میں لکھا ہے کہ مجتہد کے لئے پانچ علوم کا جاننا ضروری ہے جو شخص ان پانچ علوم کا جامع نہ ہو وہ مجتہد ہو ہی نہیں سکتا۔ اوّل قرآن پاک کی قرأۃ اور تفسیر کا علم دوسرے حدیث کا علم مع اسکی اسانید اور صحت و ضعف کے۔ تیسرے سلف کے اقوال کا علم تاکہ ان سے باہر ہوکر اجماع کے خلاف نہ ہو اور مختلف اقوال میں ان کے اقوال سے باہر نہ جاسکے۔ چوتھے زبان عرب کی واقفیت لغت اور نحو وغیرہ کے اعتبار سے پانچویں مسائل کے استنباط کے طریقوں اور مختلف نصوص میں تطبیق اور ترجیح کا علم ہونا ضروری ہے (ازالۃ) علامہ حازمی نے کتاب الاعتبار فی بیان الناسخ والمنسوخ من الآثار میں دو مختلف حدیثوں میں سے ایک کو راجح قرار دینے کے لئے

{ Telegram } >>> https://t.me/pasbanehaq1

پچاس وجوہ ترجیح مفصل نمبر وار لکھی ہیں۔ علامہ سیوطی نے تدریب الراوی میں لکھا ہے کہ حافظ عراقی نے سو سے زیادہ وجوہ ترجیح تحریر فرمائی ہیں۔ اسکے علاوہ خود وجوہ ترجیح میں بھی اختلاف ہو جاتا ہے کہ ایک وجہ ترجیح کا مقتضا ایک حدیث کو ترجیح دینا ہے اور دوسری وجہ کا تقاضا ہے کہ دوسری حدیث کو ترجیح دی جائے اسی طرح دو روایتوں کے تعارض کا قصہ ہے پس اگر دو وجہ ترجیح متعارض ہو جائیں تو ان متعارض وجوہ ترجیح میں سے کونسی وجہ کی رعایت مقدم ہے یہ مستقل مبحث ہے۔ مثال کے طور پر حضرت عمر ہی کے دو واقعے دیکھ لیجئے ایک مسلم اور غیر مسلم میں جھگڑا تھا نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے غیر مسلم کے حق میں فیصلہ فرما دیا مسلمان کو اپنے مسلمان ہونے کی وجہ سے یہ خیال ہو گیا کہ عمر میری رعایت کریں گے اس لئے درخواست کی کہ عمرؓ کے پاس ہمارا مقدمہ بھیجدیجئے حضور نے قبول فرمالیا یہ دونوں ان کی خدمت میں حاضر ہوئے غیر مسلم نے ان سے عرض کیا کہ حضورؐ نے میرے حق میں فیصلہ کیا تھا اس نے قبول نہیں کیا اور آپ کی خدمت میں مقدمہ لانے کی درخواست کی۔ حضرت عمرؓ نے مسلمان سے پوچھا کیا یہی بات ہے اس نے عرض کیا جی ہاں۔ حضرت عمر اندر تشریف لے گئے تلوار لائے اور اس مسلمان کی گردن اُڑا دی اور ارشاد فرمایا کہ جو حضور کے فیصلہ پر راضی نہ ہو اس کا میرے یہاں یہی فیصلہ ہے (در منثور) اور انہیں حضرت عمرؓ کا

{ Telegram } >>> https://t.me/pasbanehaq1

دوسرا قصہ سنئے۔ قصہ لمبا ہے۔ مختصر یہ کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک مرتبہ حضرت ابوہریرہ کو اپنے نعلین شریف بطور علامت کے مرحمت فرمائے اور ارشاد فرمایا کہ باہر چلے جاؤ اور جو تمہیں ملے اور دل سے لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ کا اقرار کرتا ہو (یعنی منافق وغیرہ نہ ہو) اس کو جنت کی خوشخبری سنا آؤ۔ یہ باہر آئے سب سے پہلے حضرت عمرؓ ملے پوچھا یہ نعلین شریف کیسے اُنہوں نے حضور کا ارشاد سُنایا۔ حضرت عمرؓ نے ان کے سینہ پر اس زور سے دونوں ہاتھ مارے کہ یہ سرین کے بل گر گئے اور ان کو واپس کر دیا یہ حضور کی خدمت میں حاضر ہوئے اور زور سے رونا شروع کیا اور حضور کو قصہ سُنایا۔ حضرت عمرؓ خود بھی پیچھے پیچھے حاضر ہوئے۔ حضورؐ نے ان سے دریافت فرمایا کہ یہ کیوں کیا عرض کیا ایسا ہرگز نہ کیجئے لوگ اِس خوشخبری پر بھروسہ کر کے بیٹھ جائیں گے اور اعمال چھوڑ دیں گے (مشکوٰۃ بروایۃ مسلم) کیا خدانخواستہ یہ واہمہ ہو سکتا ہے کہ حضرت عمرؓ نے حضورؐ کے ارشاد کی بے وقعتی کی یا حضورؐ کا خلاف کیا یا حضور کا مقابلہ یا حضور کی مخالفت کی لیکن اس واقعہ کو اس پہلے واقعہ سے جوڑنا یقیناً علم کی معرفت پر موقوف ہے اس کے علاوہ اور سنیئے۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم بدر کی لڑائی میں تشریف لے جا رہے تھے ایک شخص جسکی بہادری کا شہرہ تھا جنگ میں شرکت کے خیال سے حاضر ہوا۔ صحابہ اسکو دیکھ کر مسرور ہوئے، حضورؐ نے دریافت فرمایا کیا ایمان لے آیا اس نے عرض کیا نہیں حضورؐ نے ارشاد فرمایا کہ میں

{ Telegram } >>> https://t.me/pasbanehaq1

مشرک سے مدد نہیں لیتا لیکن یہ بھی نقل کیا گیا ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کے بعد جنگ خیبر اور غزوہ حنین میں صفوان بن امیہ مشرک سے جانی اور مالی مدد حاصل فرمائی (کتاب الاعتبار و مغنی) حالانکہ جنگ بدر کے وقت مسلمان اپنی قلت و ضعف کی وجہ سے خیبر اور حنین کی بہ نسبت زیادہ ضرورت مند تھے۔

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم ۸ھ میں ایک جگہ تشریف لے جا رہے تھے ایک صحابی روزے کی حالت میں سینگی لگوا رہے تھے حضورؐ نے ارشاد فرمایا کہ سینگی لگانے والا اور سینگی لگوانے والا دونوں کا روزہ نہیں رہا لیکن ۱۰ھ میں حضور نے خود روزہ کی حالت میں سینگی لگوائی اسی طرح سینگی لگانے کے بارہ میں حضور کا ارشاد ہے کہ اسکی اُجرت ناپاک ہے لیکن حضور نے خود سینگی لگانے والے کو اُجرت مرحمت فرمائی

حضور کا ارشاد ہے کہ نماز کو کوئی چیز قطع نہیں کرتی لیکن یہ بھی ارشاد ہے کہ نمازی کے سامنے سے عورت گدھا کتا گذر جاتے تو نماز قطع ہو جاتی ہے۔ حضور کا ارشاد ہے کہ جب نماز کا وقت آگیا ہو اور کھانا بھی تیار ہو تو پہلے کھانا کھا لینا چاہیئے لیکن یہ بھی حضور کا ارشاد ہے کہ نماز کو کھانے وغیرہ کی وجہ سے مؤخر نہ کرو، حضورؐ کا ارشاد ہے جو تیری عیادت نہ کرے اسکی عیادت نہ کر۔ لیکن یہ بھی حدیث میں وارد ہے جو تیری عیادت نہ کرے اسکی عیادت کر۔ (مقاصد حسنہ) الغرض سیکڑوں ہزاروں احکام ہیں جن میں مختلف وجوہ سے مختلف احکام وارد ہوئے محض قرآن

{ Telegram } >>> https://t.me/pasbanehaq1

پاک کے ترجمہ کو دیکھ لینے سے یا کسی مترجم حدیث کی کتاب میں حدیث کا ترجمہ دیکھ لینے سے یا صرف عربی زبان کی ڈگری حاصل کر لینے سے ان ارشادات کی وجوہ ان میں ترجیح ان میں تقدم تاخر ان میں اصل حکم اور کسی عارض کی وجہ سے وقتی حکم کے درمیان فیصلہ نہیں کیا جا سکتا۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ دین کے لئے تین شخص آفت ہیں فاجر فقیہ اور ظالم بادشاہ اور جاہل مجتہد (جامع) یعنی علوم سے ناواقف ہو اور پھر اپنے اجتہاد سے مذہب میں رائے زنی کرتا ہو۔ متعدد احادیث میں وارد ہے کہ جو شخص قرآن شریف (کی تفسیر) میں اپنی رائے سے کچھ کہے وہ اپنا ٹھکانہ جہنم میں تجویز کر لے۔ دین سے ناواقف لوگوں کو یہاں ایک اشکال نے گھیر لیا ہے ان کو یہ خلجان پیش آیا کہ طبعیات حسیات حسابیات وغیرہ امور میں ہم دیکھتے ہیں کہ کوئی اختلاف نہیں ہوتا دو اور دو کے چار ہونے میں کسی کو بھی اختلاف نہیں پھر کیا وجہ ہے کہ شرعیات مذہبیات میں ہمیشہ سے اختلاف چلا آتا ہے۔ ازل سے لیکر آج تک کوئی بھی زمانہ ایسا نہیں گذرا جس کے اندر مذہبیات میں اختلاف نہ ہوا ہو یہ بد دین لوگ اس اشکال میں یہاں تک بڑھے کہ بعض نے سرے سے دین ہی کا انکار کر دیا اور بعض نے دین کا اقرار کرنے کے بعد دینیات سے انکار کر دیا۔ حالانکہ ایک ظاہر سی بات یہ تھی کہ جب خود ان کے اقرار کے موافق ازل ہی سے یہ اختلاف چلا آرہا ہے تو ان کو خود ہی سمجھ لینا چاہیئے تھا کہ یہ ایک فطری چیز ہے اور ضروری ورنہ کوئی وجہ

{ Telegram } >>> https://t.me/pasbanehaq1

نہ تھی کہ ہزاروں برس کے اس طویل زمانہ میں یہ بات مستمراً چلی آتی حالانکہ ان میں نہ معلوم کتنے ہزار عقلا اور حکماء ہر زمانہ میں ہوتے چلے آتے ہیں۔ درحقیقت یہ اشکال بھی دین سے ناواقفیت کی وجہ سے پیدا ہوا ہے دین میں اختلاف کی دو وجہیں ہیں ایک اصولی درجہ میں دوسری فروعی حیثیت سے۔ اصول درجہ میں تو اسکی وجہ یہ ہے کہ دین اور مذہب حقیقت میں مالک الملک خالق الکائنات کے ارشادات اور احکامات پر عمل کرنے کا نام ہے اور مالک کے لئے حق ہے کہ وہ اپنی مملوک کے لئے جس وقت جو حکم مناسب اور موافق مصلحت خیال فرمائے نافذ کردے اس میں کوئی اشکال کی بات نہیں نہ کوئی بے وقوف سا بیوقوف یہ کہہ سکتا ہے کہ فلاں آقا نے اپنے نوکر کو کل یہ کام کرنے کو کہا تھا آج دوسرا کام کیوں بتا دیا ایک حاکم کا حق ہے کہ وہ اپنی رعایا کی بہبود کے لئے آج ایک قانون تجویز کردے کل کو اس میں کوئی مناسب ترمیم کردے۔ مالک الملک نے بھی مختلف اُمتوں کے لئے مختلف اوقات میں اصول کے اتحاد کے ساتھ مناسب ترمیمات فرمائی ہیں جو ان اُمتوں کے حسبِ حال اور ان کے لئے مناسب سمجھیں۔ اور ان ترمیموں کی وجہ سے مذاہب میں اختلاف لازمی اور ضروری تھا۔

| | |
|---|---|
| سَيَقُوْلُ السُّفَهَاءُ مِنَ النَّاسِ مَا وَلّٰهُمْ عَنْ قِبْلَتِهِمُ | اب تو یہ بیوقوف ضرور کہیں گے ہی ان (مسلمانوں) کو ان کے سابقہ قبلہ سے |

{ Telegram } >>> https://t.me/pasbanehaq1

| | |
|---|---|
| الَّتِیْ کَانُوْا عَلَیْھَا قُلْ لِّلّٰہِ الْمَشْرِقُ وَالْمَغْرِبُ (سورہ بقرہ رکوع ۱۷) | جس طرف پہلے متوجہ ہوا کرتے تھے کس نے بدلدیا آپ فرمادیجئے سب مشرق و مغرب اللہ ہی کی ملک ہیں |

(خدا تعالیٰ کو مالکانہ اختیار ہے جس سمت کو دل چاہے مقرر فرمادیں کسی کو منصب علت دریافت کرنے کا نہیں ہے) حق تعالیٰ شانہ نے مختلف ملل کے لئے مختلف احکامات ارشاد فرماتے اور ہر ملت کے لئے جب تک وہ احکام باقی تھے ان پر عمل ضروری تھا جب دوسرا حکم نازل ہوگیا اب اسکی اطاعت اور فرمانبرداری ضروری بن گئی اس لئے یہ تخیل کہ ایک ہی احکام سب کے لئے ہیں نادانی ہے۔

| | |
|---|---|
| لِکُلٍّ جَعَلْنَا مِنْکُمْ شِرْعَۃً وَّمِنْھَاجًا وَلَوْشَاءَ اللّٰہُ لَجَعَلَکُمْ اُمَّۃً وَّاحِدَۃً وَّلٰکِنْ لِّیَبْلُوَکُمْ فِیْمَا اٰتَاکُمْ (س مائدہ ع ۶) | تم میں سے ہر ایک امت کے لئے ہم نے خاص شریعت اور خاص طریقت تجویز کی تھی اور اگر اللہ تعالیٰ کو (سب کا ایک ہی طریقہ رکھنا) منظور ہوتا تو سب |

(یہود و نصاریٰ و اہل اسلام) کو (ایک ہی شریعت دیکر) ایک اُمت بنادیتے لیکن ایسا نہیں کیا (بلکہ ہر امت کو جُدا جُدا طریقہ دیا) تاکہ جو جو دین تم کو (ہر زمانہ میں) دیا ہے اس میں تم سب کا امتحان فرمائیں۔

دوسری بات فروعی حیثیت سے اختلاف کی وجہ یہ ہے کہ احکام شرعیہ کا صدور اور جزئیات کا ورود کتابی صورت سے نہیں ہوا بلکہ عملی صورت سے وقتی واقعات کے طور پر ہوا ہے (جس کو ہمارے حضرت

{ Telegram } >>> https://t.me/pasbanehaq1

شاہ ولی اللہ صاحب نے الانصاف میں تحریر فرمایا ہے اور کسی قدر تفصیل کے ساتھ۔ میں اپنے مضمون اختلاف ائمہ میں بھی لکھ چکا ہوں) ان واقعات سے احکام کا استنباط ہوا ہے اور ظاہر بات ہے کہ سمجھ اور فہم کے اعتبار سے فطرۃً قویٰ بشریہ مختلف ہیں ہر شخص ایک سی سمجھ نہیں رکھتا ایسی حالت میں اپنی فہم اور اپنے اجتہاد کے لحاظ سے احکام میں فرق ضروری تھا اور ہوا۔ لیکن جب شریعت مطہرہ نے اس اجتہاد کی اجازت اور گنجائش بتادی اور خصوصی قواعد کے ماتحت اس اختلاف کو جائز قرار دے دیا بلکہ رحمت بتا دیا تو پھر کوئی خلجان باقی نہ رہا۔ تعجب ہے کہ ہم لوگ شب و روز میں بیسیوں مرتبہ اپنے کمسن بچوں سے یہ بات کہتے ہیں کہ تم ابھی بچے ہو فلاں بات تمہاری سمجھ میں نہ آئے گی جب بڑے ہو جاؤ گے اس وقت سمجھ میں آئیگی لیکن ہم لوگ اپنے کو ایسا کامل الفہم کامل الذہن کامل العقل سمجھتے ہیں کہ قرآن پاک کی آیات کا مطلب وہ سمجھنے کی کوشش کرتے ہیں جہاں تک (نعوذ باللہ) مشکوٰۃ نبوت کی بھی رسائی نہ ہو صحابہ اور تابعین کا تو ذکر ہی کیا ہے حالانکہ ہم لوگ نہ صحابہ اور تابعین رضی اللہ عنہم کی برابری ایمان کی پختگی میں کر سکتے ہیں نہ اعمال کی درستی میں نہ قرآن شریف کی زبان دانی میں نہ انوارِ معرفت میں پھر کیا پوچھنا ہے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی ذاتِ اطہر کا جہاں تک دوسرے انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام کی بھی رسائی نہیں ہے۔ علامہ ابن جوزیؒ نے تلبیس ابلیس میں بالتفصیل وہ صورتیں لکھی ہیں جن

{ Telegram } >>> https://t.me/pasbanehaq1

میں اس امت پر شیطان کا ایک حملہ ان کی ذکاوت اور عقل اور ذہن کی طرف سے ہوتا ہے اور ثابت کیا ہے کہ بشری قوتیں علوم الٰہیہ کو اجمالی طور سے حاصل کر سکتی ہیں اور اسکے لئے ان کو شرائع کی طرف رجوع کرنا ضروری ہے۔ ورنہ وہ گمراہی کے گڑھے میں گر جائیں گی اور اسی وجہ سے بہت سے حکمائے سابق اس بھنور میں پھنس گئے۔ مفید مضمون ہے دل چاہے تو دیکھ لو۔

علاوہ ازیں ایک چیز اور بھی نہایت قابلِ اہتمام ہے غور سے سُنو کہ اختلاف رائے خواہ ممدوح ہو یا مذموم کسی اختلاف میں بھی حدود سے تجاوز کر جانا اور مخالفین کے ساتھ اعتدال سے بڑھ کر معاملہ کرنا اسلامی تعلیم کے منافی ہے قرآن پاک کا ارشاد ہے۔ وَلَا يَجْرِمَنَّكُمْ شَنَاٰنُ قَوْمٍ اَنْ صَدُّوْكُمْ عَنِ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ اَنْ تَعْتَدُوْا۔ (سورۂ مائدہ ع ۱) ایسا نہ ہو کہ تم کو کسی قوم سے جو اس سبب سے بغض ہے کہ انہوں نے تم کو مسجد حرام میں جانے سے روک دیا ہے وہ بغض تمہارے لئے اس کا باعث بن جائے کہ تم حد سے نکل جاؤ۔ غور کرو کہ یہاں کفار کی مخالفت کیسی سخت اور مذموم تھی لیکن اس کے باوجود مسلمانوں کو انکی مخالفت میں بھی حد سے تجاوز کرنے کی ممانعت کر دی گئی۔ میں یہ نہیں کہتا کہ اختلاف رائے نہیں ہوتا یا اختلاف مسائل نہیں ہوتا یا آپس کا نزاع نہیں ہوتا یہ سب چیزیں ہمیشہ ہی سے ہوتی آئی ہیں اور رہیں گی مخالفین ممدوح بھی ہوتے ہیں اور مذموم بھی مگر کونسی چیز ہمارے

{ Telegram } >>> https://t.me/pasbanehaq1

لئے ایسی ہے جس کے بارے میں ہمارے پاس اسلاف کی رائے ان کا فعل ان کا عمل مشعلِ ہدایت نہیں ہے۔ آپس کی مخالفت کے قصے دیکھنا ہوں تو صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اجمعین کے اختلافات دیکھو کہ وہ آپس میں لڑ کر اس تعلیم کو بھی پورا فرما گئے ہیں۔ میں مثال کے طور پر چند واقعات کی طرف تمہیں متوجہ کرتا ہوں مگر اس سے قبل ایک اصولی بات پر بھی متنبہ کرنا ضروری سمجھتا ہوں۔ حضرات صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے معاصی بھی صادر ہوئے اور امور سلطنت و حکومت میں اختلافات اور لڑائیاں بھی ہوئیں ان میں سے بہت سے اُمور گو ان حضرات کی شایانِ شان نہ ہوں ان کے علو مراتب کے بعض امور خلاف ہوں لیکن ہمارے لئے وہ امور مشعلِ ہدایت ہیں اور جو واقعات بھی پیش آئے وہ اُمت کے لئے راہِ عمل اور عمل کے لئے نمونہ ہیں اور حقیقی بات یہ ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم عملی تعلیم کے لئے مبعوث ہوئے تھے اور یہی ضرورت نبی کی ہوتی ہے کہ امت کے لئے جو احکام نازل ہوں وہ ان کو عملی جامہ پہنا کر جاری کر جاتے تاکہ بعد میں یہ کہنے کی گنجائش نہ رہے کہ ان پر عمل کیسے ہو سکتا ہے ایسی حالت میں قوانین دو طرح کے ہوتے ہیں ایک وہ جن سے شانِ نبوت انکار نہ کرتی ہو ان کا صدور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی ذاتِ اطہر سے ہوا۔ یہی وجہ ہے کہ صبح کی نماز کے لئے آنکھ کا نہ کھلنا جو ایک مرتبہ تو قطعاً پیش آیا اور محققین کی رائے یہ ہے کہ ایک مرتبہ سے زیادہ دو یا تین مرتبہ پیش آیا۔

{ Telegram } >>> https://t.me/pasbanehaq1

چونکہ یہ فعل شانِ نبوت کے منافی نہ تھا اس لئے حضور کی ذات سے صادر ہوا۔ حالانکہ ہم دیکھتے ہیں کہ معمولی مشائخ بلکہ معمولی سالکین ایسے ہیں کہ ان کی ہمیشہ خود بخود آنکھ کھل جاتی ہے۔ صبح کی نماز تو بڑی چیز ہے تہجد بھی ان حضرات کا قضا نہیں ہوتا اسی طرح نماز میں سہو جانا متعدد بار حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کو پیش آیا جس کے بارہ میں خود حضور کا ارشاد ہے اِنِّیْ لَاَ اَنْسٰی وَلٰکِنْ اُنْسٰی لِاَ سُنَّ (موطا مالک) میں بھولتا نہیں ہوں بلکہ بھلایا جاتا ہوں تاکہ سنت (اور طریقہ) جاری کروں دوسرے وہ احکام جو ایسے امور کے متعلق ہوں جو شانِ نبوت کے منافی ہیں جیسے زنا چوری وغیرہ اور اس نوع کے احکام کا بتانا بھی ضروری تھا اور ان کی حدود کا جاری کرنا بھی ایسے ہی سلطنت کے مقابلے اور حکومت کرنے اور حکومت لینے کے ضوابط کی ضرورت بھی تھی۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ حیات میں یہ چیز اگر پیش آتی تو جس جانب حضور کا فیصلہ ہو جاتا وہ قطعی تھا خلاف کی گنجائش ہی نہ تھی اس لئے ضرورت تھی کہ حضورؐ کے بعد یہ چیزیں پیش آئیں اور دونوں جانب کے اصول وضوابط معرض ظہور میں آئیں اس لئے جو چیزیں ایسی تھیں کہ شانِ نبوت ان کے منافی تھیں صحابہ کرام نے اپنے آپ کو ان چیزوں کے اجراء کے لئے پیش کیا ان میں سے جو امور ایسے تھے کہ حضورؐ کے زمانہ میں آسکتے تھے جیسے معاصی وہ حضور کے زمانہ میں صادر ہوئے اور جو ایسے تھے کہ حضور کے زمانہ میں ان کا پیش آنا مشکل تھا جیسے کہ سلطنت کے نزاعات وہ بعد میں پیش آئے

{ Telegram } >>> https://t.me/pasbanehaq1

ایسی حالت میں ہم لوگوں کو ان سب نزاعات اور اختلافات پر بھی ان حضرات کرام رضی اللہ عنہم اجمعین کا ممنون احسان ہونا ضروری ہے ہے کہ ہمارے لئے یہ حضرات راستے کھول گئے اور حکومت کرنے اور حکومت کی جائز مخالفت کرنے کے طریقے بتا گئے اب اس تمہید اور اصل کلی کے بعد چند نمونے مخالفت کے بھی لکھتا ہوں غور کی نگاہ سے دیکھو کہ آپس کی مخالفتوں میں بھی ان حضرات نے کیا نمونہ ہمارے سامنے رکھا ہے۔ جنگ جمل کتنی سخت لڑائی ہوئی تھی کہ تقریباً بیس ہزار آدمی اس لڑائی میں قتل ہوئے (تاریخ الخمیس) لیکن جب معرکہ شروع ہو رہا تھا اور دونوں طرف سے گھمسان کی لڑائی شروع ہونے کو تھی تو حضرت علی کرم اللہ وجہہ صف سے آگے بڑھے اور مدمقابل جماعت میں سے حضرت زبیرؓ کو آواز دی وہ بھی اپنی صف سے آگے بڑھے دونوں نے معانقہ کیا اور دونوں روئے حضرت علیؓ نے فرمایا کہ تمہیں کس چیز نے مجبور کیا کہ تم یہاں مقابلہ پر آ گئے، حضرت زبیرؓ نے فرمایا حضرت عثمانؓ کے کے خون کے بدلہ نے۔ دونوں حضرات میں گفتگو ہوتی رہی یہ ایسے دو مخالفوں کا برتاؤ ہے جو ایک دوسرے کے مقابلہ میں تلواریں نکالے ہوئے بالکل تیار بیٹھے تھے (کتاب الامامۃ والسیاستہ) اس کے بعد معرکہ ہوا اور حضرت علی کرم اللہ وجہہ کی جماعت کو فتح ہوئی دوسری جماعت کے بہت سے افراد قید ہوئے۔ حضرت علیؓ کی جماعت کے بعض افراد نے اصرار کیا کہ ان قیدیوں کو قتل کیا جائے حضرت علیؓ نے قبول نہیں فرمایا بلکہ ان سے دوبارہ بیعت لیتے رہے اور معاف فرماتے رہے ان مغلوبین

{ Telegram } >>> https://t.me/pasbanehaq1

کے مال کو غنیمت قرار دیا لیکن ان کی جانوں کو قیدی بنانے سے انکار فرمادیا۔ لوگوں نے اس پر بھی اصرار کیا کہ جب ان کے مال غنیمت بنائے گئے تو جانیں بھی قیدی بنائی جائیں حضرت علی اوّل انکار فرماتے رہے آخر اپنی جماعت کے اصرار پر ارشاد فرمایا کہ اچھا بتاؤ کہ اپنی ماں حضرت عائشہ کو باندی بنا کر اپنے حصّہ میں لینے پر تم میں سے کونسا تیار ہے انہوں نے عرض کیا نستغفر اللہ (یعنی ہم اللہ سے مغفرت چاہتے ہیں یہ تو نہیں ہوسکتا) حضرت علی کرم اللہ وجہہٗ نے فرمایا وانا استغفر اللہ (میں بھی اللہ سے مغفرت چاہتا ہوں) کیا ہم بھی اپنے کسی مخالف کا کوئی احترام باقی رکھتے ہیں، دشمنی اور مقابلہ میں تلوار اُٹھانا بہت بڑی چیز ہے کیا ہم معمولی سا خلاف کرنے والے کا بھی اتنا احترام رکھتے ہیں جتنا یہ حضرات مقابلہ میں تلوار اُٹھانے والے کا رکھتے تھے۔ اس کے بعد دیکھا کہ مقتولین میں محمد بن طلحہ پڑے ہوتے ہیں۔ حضرت علیؓ نے ارشاد فرمایا اللہ تم پر رحم فرمائے، تم بڑے عبادت گذار شب بیدار تمام رات نماز پڑھنے والے تھے، سخت سے سخت گرمی میں کثرت سے روزے رکھنے والے تھے (کتاب الامامۃ) اس لڑائی کے خاتمہ پر جب حضرت عائشہ کا اُونٹ زخمی ہوکر گرا ہے تو حضرت علیؓ نے جلدی سے کہا دیکھو (ام المؤمنین) کو کوئی تکلیف تو نہیں پہنچی۔ (طبری) حضرت عائشہؓ کے بھائی محمد بن ابی بکرؓ جو حضرت علیؓ کے طرفدار تھے جلدی سے بڑھے دریافت کیا کہ کوئی تکلیف تو نہیں پہونچی، اس کے بعد حضرت علی کرم اللہ وجہہ خود ہودج کے پاس تشریف لے گئے۔ فرمایا۔ اماجان کوئی تکلیف تو نہیں ہوئی

{ Telegram } >>> https://t.me/pasbanehaq1

اللہ جل شانہ تمہاری غلطی کو معاف فرمائے۔ حضرت عائشہؓ نے فرمایا اللہ تعالیٰ تمہاری بھی مغفرت فرمائے (طبری) یہ تھا مخالفوں کے ساتھ معاملہ اور یہ تھی مقابلین کی عزت افزائی۔ ہم لوگوں کو اپنے کسی حریف پر تسلط حاصل ہو جائے تو ہمارا کیا برتاؤ ہے۔ کسی مخالف پر غلبہ حاصل ہو جائے تو اسکی جان و مال و آبرو کوئی چیز بھی ایسی ہے جس پر ہم رحم کر سکتے ہیں۔

امیر معاویہ اور حضرت علی کی جنگ ضرب المثل ہے۔ امیر معاویہؓ کی حکومت میں ایک واقعہ پیش آیا۔ کہ ایک شخص ابن خیبری نے اپنی بیوی سے کسی کو زنا کرتے دیکھ لیا۔ صبر نہ ہو سکا اسکو قتل کر دیا۔ حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کے پاس مقدمہ پہونچا۔ ان کی کچھ سمجھ میں نہ آیا، کیا فیصلہ فرما دیں۔ قاتل کی سزا قصاص، لیکن یہ قتل جن حالات میں صادر ہوا وہ بھی بالکل نظر انداز کرنا مشکل۔ حضرت معاویہ نے ابو موسیٰ اشعریؓ کو لکھا کہ حضرت علیؓ سے اس بارے میں مسئلہ تحقیق کر کے لکھیں (موطا امام مالک) کیا ہم بھی اپنے کسی سیاسی مخالف کے سامنے جہل کا اقرار کر سکتے ہیں، کسی مسئلہ میں جو باہمی نزاعی نہ ہو اس کی طرف رجوع کر سکتے ہیں، ہمارے سیاسی مخالف کا نہ کوئی قول معتبر ہے نہ وہ اس قابل ہے کہ کوئی شخص کسی مسئلہ میں اس طرف رجوع کرے۔

حضرت علیؓ سے ان کے خلیفہ ہونے کے وقت جب مہاجرین و انصار نے بیعت عامہ کی تو ایک جماعت بیعت میں شریک نہیں ہوئی۔ حضرت علیؓ نے ان پر جبر نہیں فرمایا اور جب آپ سے کسی نے ان لوگوں کے متعلق سوال

{ Telegram } >>> https://t.me/pasbanehaq1

گیا تو آپ نے ارشاد فرمایا کہ یہ لوگ حق کا ساتھ دینے سے بیٹھ گئے لیکن باطل کا ساتھ بھی نہیں دیا (خمیس) مگر آج کوئی شخص یا کوئی جماعت سکوت اختیار کرے تو اسکا کیا حشر ہے یہ اخبار بینوں سے مخفی نہیں ہے۔

حضرت امام حسنؓ کو زہر پلایا گیا اور جب وصال ہونے لگا تو لوگوں نے دریافت کیا کہ آپ کو کچھ معلوم ہے کہ کس نے زہر دیا ہے آپ نے ارشاد فرمایا کہ واللہ میں ہرگز نہ بتاؤں گا کہ کس نے پلایا ہے اگر وہی ہے جس کو میں سمجھتا ہوں تو اللہ جل جلالہٗ کا انتقام بہت کافی ہے اور اگر وہ نہیں ہے تو میں نہیں چاہتا کہ میری وجہ سے کسی بے گناہ کو مارا جائے (خمیس) لیکن ہمارا کیا عمل ہے جس شخص سے معمولی اختلاف رائے ہے ہر برائی اس کے ذمہ ڈالی جاتی ہے جو اذیت ہم کو پہنچتی ہے اسی کی سازش سمجھی جاتی ہے کوئی دوسرا شخص کسی قسم کی اذیت پہونچاتے تو دیدہ و دانستہ اس اذیت کو اس مخالف رائے کے ذمہ ڈالنے کی کوشش کی جائیگی۔ بسا اوقات ہمارا دل کہتا ہے کہ یہ فعل اسکا نہیں ہے مگر انتقام کا جوش اسکی سعی کرتا ہے کہ اس قصہ میں اسکو بے گناہ جاننے کے باوجود اس کو پھانسا جائے۔ اور سنیئے اسی جنگ جمل میں حضرت عائشہ کی اور حضرت علیؓ کی کس قدر سخت مخالفت تھی کہ اصل جنگ ہی ان دونوں حضرات کی تھی لیکن جب حضرت حسن بن علی پر زہر کے اثر کا غلبہ ہوا تو اپنے بھائی حضرت حسینؓ کو حضرت عائشہ کے پاس بھیجا اور اس کی اجازت منگائی کہ میں

{ Telegram } >>> https://t.me/pasbanehaq1

ان کے گھر میں اپنے نانا حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے قریب دفن ہوں۔
حضرت عائشہؓ نے باوجود اس ساری لڑائی کے بخوشی اسکو قبول فرمایا
اس کے بعد حضرت حسنؓ نے حضرت حسینؓ سے فرمایا کہ شاید میری زندگی
میں میری شرم و لحاظ کی وجہ سے اجازت دیدی ہو میرے انتقال
کے بعد دوبارہ اجازت لے لینا اگر وہ بخوشی اجازت دیں تو وہاں
دفن کر دینا ورنہ عام قبرستان میں دفن کر دینا۔ حضرت حسینؓ نے
بھائی کے انتقال کے بعد دوبارہ اجازت چاہی تو حضرت عائشہ
نے فرمایا (نعم وکرامۃ) ہاں ہاں بڑے اکرام کے ساتھ (یہ ہے مسلمانوں
کے اسلاف کی لڑائی اور آپس کی مخالفت اسکے بعد کا حال بھی سنو کہ)
امراء بنی اُمیہ نے اس وجہ سے کہ حضرت عثمانؓ کو مخالفین نے وہاں
دفن نہ ہونے دیا تھا مزاحمت کی اور کہا کہ جب حضرت عثمان کو وہاں
دفن نہیں ہونے دیا تو حسن بھی دفن نہیں ہو سکتے لیکن اس کے باوجود حضرت
حسینؓ نے جنازہ کی نماز پڑھانے کے لئے امیر مدینہ سعید بن العاصی کو
بڑھایا اور فرمایا کہ یہی سنت ہے (خمیس) کیا ہم بھی سنت کی رعایت
میں اپنے دشمن کے ساتھ یہ معاملہ کرتے ہیں۔ یہاں معمولی سے معمول
اختلاف پر مصلوں سے ہٹا دینا امامت سے علیحدہ کر دینا روزمرہ
کے معمولات ہیں دو چار واقعہ ہوں تو کوئی گنوائے جہاں ہزاروں
لاکھوں واقعات اسی نوع کے ہوں کہاں تک گنوائے جائیں یہ مسلمانوں
کے ساتھ ان حضرات کے معاملات تھے۔ ایک نظر غیر مسلموں کے ساتھ
برتاؤ پر بھی ڈالتے جاؤ۔ کفار مکہ نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اور مسلمانوں

{ Telegram } >>> https://t.me/pasbanehaq1

کو ابتداء اسلام میں کیا کچھ تکلیفیں نہیں پہونچائیں کونسی ایسی اذیت و تکلیف اور توہین و تذلیل تھی جو ان حضرات کے ساتھ نہیں برتی گئی۔ ہر مسلمان ان سے واقف ہے۔ اور عام و خاص کی زبانوں پر یہ واقعات ہیں۔ کچھ نمونہ دیکھنا چاہو تو حکایاتِ صحابہؓ کا یہ باب دیکھو۔ لیکن ان سب کے بعد مکہ مکرمہ فتح ہوتا ہے سب کفار زیر نگین اور مغلوب ہوتے ہیں۔ اس وقت ہر شخص اپنے اُوپر خائف ہے کہ اپنی عداوتیں سامنے ہیں۔ لیکن حضور کی پاک زبان سے نکلتا ہے۔ لَا تَثْرِيبَ عَلَيْكُمُ الْيَوْمَ يَغْفِرُ اللّٰهُ لَكُمْ (درمنثور) آج تم پر کوئی ملامت نہیں۔ اللہ تمہیں معاف کرے۔

غزوہ بدر میں کس زور شور سے کفار نے مقابلہ کیا۔ پھر مغلوب ہوئے پکڑے گئے۔ لیکن قیدیوں کے ساتھ کیا برتاؤ ہوا کہ بعض کو معمولی معاوضہ پر آزادی دی گئی اور بعض غریبوں کو بلا معاوضہ آزادی دے دی گئی (خمیس) اسی طرح جس قدر معرکے حضور کے اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے ہوئے ہیں تاریخ کے صفحات ان سے پُر ہیں۔ کہ ذمیوں اور قیدیوں کے ساتھ جو برتاؤ ہوتا وہ آج مسلمانوں کا مسلمانوں سے نہیں ہے۔ معمولی سے معمولی آدمی عورت اور غلام تک کسی کو امن دیدیتا تھا تو بادشاہ اور امیر کو اس کا پورا کرنا ضروری تھا۔ آج قوم کے بڑے بھی کسی سے معاہدہ کریں تو ساری قوم ان کے خلاف لعنت کا ووٹ پاس کرنے کو تیار ہے۔ فتح مکہ میں حضرت ام ہانی

{ Telegram } >>> https://t.me/pasbanehaq1

نے اپنے سُسرال کے کسی شخص کو اَمن دیدیا۔ حضرت علیؓ نے اس کو رد کرنا چاہا۔ مگر حضورؐ نے فرمادیا کہ ہم نے امان قبول کرلیا ہے اور ضابطہ بنادیا کہ ادنیٰ سے ادنیٰ کا امان دیدینا معتبر ہے ہر مزان کا بار بار بدعہدی کرنا اور پھر امن چاہنا تواریخ میں مفصل مذکور ہے۔ اور اخیر میں جب حضرت عمرؓ نے ان کی مکر رسہ کرر بدعہدی سے قتل فرمانے کا تہیہ کرلیا تھا تو کیسے معمولی حیلے سے امن چاہ کر مسلمان ہوئے کہ اوّل اپنے پیاسے ہونے کو ظاہر کیا اور جب پانی دیا گیا تو کہا کہ مجھے اندیشہ ہے کہ پانی پیتے ہوئے قتل کردیا جاؤں حضرت عمرؓ نے فرمایا کہ اندیشہ نہ کرو۔ پانی پینے تک تم کو امن دیدیا۔ یہ سُن کر گلاس کا پانی گرادیا۔ حضرت عمرؓ نے دوبارہ پانی منگایا تو کہنے لگے مجھے پانی پینا منظور نہیں ہے۔ مگر آپ پانی پینے تک اَمن دے چکے ہیں۔ اگرچہ یہاں بالکل صاف اور ظاہر مفہوم تھا کہ پانی نہیں پینا تو امن ختم ہے۔ مگر چونکہ امن اور ایفائے عہد میں یہ حضرات بہت اُونچی چٹان پر تھے۔ اس لئے حضرت عمرؓ نے اسکو قبول فرمالیا۔ ان حضرات کے اس علوشان کا تھوڑا سا اندازہ اس تحریر سے ہوتا ہے جو حضرت عمر نے حضرت سعد کو لکھی ہے۔ جس میں ارشاد ہے کہ اگر کوئی عجمی مذاق اور لہو ولعب کے طور پر یا کسی ایسی زبان میں یا ایسے الفاظ میں کہے جو ان کے یہاں امن سمجھے جاتے ہوں تو تم اس کو امن کے قائم مقام سمجھو۔ اس لئے کہ امن دینے میں غلطی کرجانا کارآمد ہے اور بدعہدی میں غلطی کرجانا

{ Telegram } >>> https://t.me/pasbanehaq1

ہلاکت ہے۔ اور تمہارے ضعف اور دشمن کے قوی ہو جانے کا سبب ہے۔ (اشاعۃ)

ابو لؤلؤہ جو حضرت عمرؓ کا قاتل ہے نصرانی غلام تھا حضرت عمرؓ کی زندگی ہی میں ان کو اشارے سے قتل کی دھمکی دی۔ حتیٰ کہ کچھ عرصہ کے بعد قتل بھی کر دیا حضرت عمرؓ نے خود فرمایا کہ اس نے اس وقت مجھے قتل کی دھمکی دی ہے لیکن اسکے باوجود کیا کوئی انتقام اس سے لیا۔ بلکہ اسکے بالمقابل اس کے ساتھ احسان کا ارادہ تھا جو کتب احادیث اور تاریخ میں مشہور ہے۔ اور اسکی عداوت کا یہ حال تھا کہ جب نہاوند کے قیدی پکڑ کر لائے گئے اور ایک ایک کے سر پر ہاتھ پھیرتا تھا اور کہتا تھا کہ اَکَلَ عُمَرُ کَبِدِیْ عمرؓ نے میرا جگر کھا لیا ہے (اشاعۃ)

ابن ملجم حضرت علیؓ کا قاتل ایک مرتبہ کسی اپنی حاجت کو لے کر حضرت علیؓ کی خدمت میں حاضر ہوا۔ آپ نے اسکی حاجت پوری فرمادی اور ارشاد فرمایا کہ یہ میرا قاتل ہے۔ کسی نے عرض کیا کہ اسکو آپ قتل کیوں نہیں کرا دیتے۔ آپ نے فرمایا فَمَنْ یَّقْتُلُنِیْ پھر مجھے کون قتل کرے گا۔ (اشاعۃ)

ایک روایت میں ہے کہ ابھی اس نے قتل نہیں کیا (تو پہلے سے قصاص کیسے ہو سکتا ہے) جب اس شقی نے آپ پر حملہ کر دیا اور پکڑا گیا۔ تو آپ نے فرمایا کہ ابھی قتل نہ کرنا۔ قید میں رکھنا وَاَطِیْبُوْا طَعَامَہٗ

{ Telegram } >>> https://t.me/pasbanehaq1

وَاَلِینُوْا فِرَاشَہٗ) اور کھانے کو اچھا دینا اور بستر نرم دینا اگر میں اس حملہ سے مرگیا تو قصاص میں قتل کر دینا۔ اور اچھا ہوگیا تو میں اپنے معاملہ کا مختار ہوں چاہے معاف کر دوں یا بدلہ لوں (خمیس) ان واقعات کا احاطہ کسی مختصر تحریر میں کیا ہو سکتا ہے تواریخ ان سے لبریز ہیں۔ مجھے تو اس نمونہ سے صرف ادھر متوجہ کرنا مقصود ہے کہ مخالفتیں اور دشمنیاں ہوتی آئی ہیں مگر دشمنوں کے ساتھ بھی ان پاک نفوس کا جو برتاؤ تھا وہ ہمارا دوستوں سے بھی نہیں ہے۔ پھر اُمید باندھے بیٹھے ہیں کہ اسلام اسلام کا نام زبان پر رٹیں اور ثمرات وہی حاصل ہوں جو ان کو حاصل تھے۔

فَاِلَی اللّٰہِ الْمُشْتَکٰی۔ (آخری وصیت) ابھی میرا کچھ اور بھی لکھنے کا خیال تھا۔ مگر ماہِ مبارک قریب آرہا ہے۔ اور اس مبارک مہینے میں مجھے خط لکھنا تو درکنار، پڑھنا بھی دشوار ہے۔ اس لئے ایک نہایت مختصر مضمون پر اس خط کو ختم کرتا ہوں اور وہ یہ ہے کہ اس سارے مضمون سے یہ بات واضح ہوگئی ہوگی کہ ہماری ساری پریشانیوں کا منشا اسلامی تعلیمات سے ہماری غفلت اور اس پر عمل نہ کرنا ہے اس لئے کہ مسلمان کی انتہائی ترقی کا راز صرف اسلامی تعلیمات پر عمل کرنے میں مضمر ہے اس کے سوا کچھ نہیں ہے لہٰذا آخری نصیحت اور وصیت کرتا ہوں ؎

نصیحت گوش کن جانان کہ از جان دوست تر دارند
جوانان سعادت مند پند پیر دانا را

کہ جہاں کہیں کسی ناجائز اَمر کو دیکھو اور اس کے روکنے پر قدرت ہو

{ Telegram } >>> https://t.me/pasbanehaq1

اس میں دریغ نہ کرنا۔ اور جہاں قدرت نہ ہو وہاں نزاع و فساد پیدا نہ کرنا۔ یہ دو اُمر نہایت اہم اور دقیق ہیں۔ اس میں ہم لوگ بسا اوقات غلطی کرتے ہیں۔ بہت سے ایسے اُمور کو جو ہماری قدرت میں ہیں ہم اپنے تعلقات کے زور میں اولاد و احباب کی محبت میں ان پر سکوت کرتے ہیں حالانکہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے۔ مَنْ رَاٰی مِنْکُمْ مُنْکَرًا فَلْیُغَیِّرْہُ بِیَدِہٖ فَاِنْ لَّمْ یَسْتَطِعْ فَبِلِسَانِہٖ فَاِنْ لَّمْ یَسْتَطِعْ فَبِقَلْبِہٖ وَذٰلِکَ اَضْعَفُ الْاِیْمَانِ (رواہ مسلم وغیرہٗ) رسالہ تبلیغ) جو شخص تم میں سے کسی ناجائز کام کو ہوتے ہوئے دیکھے اس کو ہاتھ سے بدل ڈالے مثلاً کوئی ناجائز چیز بنتے ہوتے دیکھے اگر قدرت ہے تو اسکو توڑ ڈالے۔ کسی شخص کو کسی گناہ میں مبتلا دیکھے ہاتھ پکڑ کر لے جائے۔ اس پر کچھ زور ہو تو مار کر روک دے) اگر اسکی قدرت نہ ہو تو زبان سے بدل ڈالے (یعنی ہاتھ سے روکنے کی طاقت نہ ہو، تو زبان سے روک دے یا کم از کم زبان سے اس کے ناجائز ہونے کا اعلان کر دے) اگر اس کی بھی قدرت نہ ہو تو دل سے اسکو بُرا سمجھے، اور یہ ایمان کا سب سے کم درجہ ہے دوسری روایت میں آیا ہے کہ اس سے کم درجہ ایمان کا نہیں ہے اور ظاہر بات ہے کہ جب دل سے بھی اس کو بُرا نہیں سمجھا ہے تو گویا دل سے اسکو پسند کر لیا۔ پھر ایمان کا کونسا درجہ رہ سکتا ہے۔ اسی لحاظ سے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اَفْضَلُ الْجِھَادِ کَلِمَۃُ حَقٍّ عِنْدَ سُلْطَانٍ جَائِرٍ ارشاد فرمایا ہے (افضل ترین جہاد حق بات کا ظالم بادشاہ

{ Telegram } >>> https://t.me/pasbanehaq1

کے سامنے کہدیا ہے) کہ چونکہ ہاتھ سے روکنے پر قدرت نہیں ہے اس لئے زبان ہی سے کہدے شاید اثر کر جائے، یا کم از کم اس کے علم میں تو یہ بات آجائے کہ میں فلاں کام ناجائز کر رہا ہوں۔ اپنی جہالت سے ناجائز کو جائز اور باطل کو حق سمجھتا رہے کہ پھر اس سے رُکنے کی یا توبہ کرنے کی توفیق ہی نہ ہوگی۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے:

مَا مِنْ رَجُلٍ يَكُوْنُ فِيْ قَوْمٍ يَعْمَلُ فِيْهِمْ بِالْمَعَاصِيْ يَقْدِرُوْنَ عَلٰى اَنْ يُّغَيِّرُوْا عَلَيْهِ وَلَا يُغَيِّرُوْنَ اِلَّا اَصَابَهُمُ اللّٰهُ بِعِقَابٍ قَبْلَ اَنْ يَّمُوْتُوْا رَوَاهُ اَبُوْدَاوٗدَ وَابْنُ حِبَّانَ وَغَيْرُهُمَا (رسالہ تبلیغ)

جو شخص کسی جماعت میں ہو اور کوئی ناجائز کام کرتا ہو۔ اور وہ جماعت اس کے روکنے پر قادر ہو پھر بھی نہ روکے تو ساری جماعت کو مرنے سے پہلے پہلے اس کے عذاب میں مبتلا ہونا پڑے گا۔ اہ کس قدر سخت وعید ہے۔ ہم لوگ اپنی اولاد کو اپنے چھوٹوں کو علی الاعلان ناجائز اُمور کرتے دیکھتے ہیں ہر طرح سے ان پر قدرت ہے، زور ہے لیکن پھر بھی ان کی محبت کی وجہ سے یا دین سے غفلت اور لاپرواہی کی وجہ سے نہیں روکتے۔ یہ حقیقت میں نہ ان کے ساتھ خیر خواہی ہے نہ اپنے ساتھ، ان کو بھی مصیبت میں گرفتار کرتے ہیں اور اپنے کو بھی، آج اولاد ملازم، بیوی بہن کوئی مالی نقصان کر دے، ہماری اپنی شان کے خلاف کوئی بات کہدے اس کی جان کو آجائیں گے۔ مار پیٹ سے بھی دریغ نہ ہوگا۔ گالی دینے اور بُرا بھلا کہنے کا تو ذکر ہی کیا ہے۔ لیکن

{ Telegram } >>> https://t.me/pasbanehaq1

وہ نماز نہ پڑھتا ہو داڑھی منڈاتا ہو، غرض اللہ جل جلالہٗ اور شریعت مطہرہ کے کسی بھی حکم کی خلاف ورزی کرتا ہو، تو کچھ مارنا تو درکنار زبان سے بھی نہیں کہا جاتا۔ بلکہ دل میں بھی خیال نہیں آتا۔ کوئی حکومت کا مجرم ہو اسکا باغی ہو۔ قتل کا ملزم ہو وہ ہمارے پاس آجائے تو زبان سے اگر کسی وجہ سے نہ کہا جائیگا تو بھی دل میں بار بار خیال آئیگا کہ یہ مجرم میرے پاس ہے کہیں میں اس کے ساتھ نہ پکڑا جاؤں۔ لیکن اللہ کا باغی، اللہ کا نافرمان کھلم کھلا اللہ کی نافرمانی کرنے والا ہمارے پاس آتا ہے تو زبان سے کہنا تو بڑی بات ہے دل میں بھی اسکا وسوسہ نہیں آتا کہ یہ اللہ کا مجرم ہے کہیں اسکی نحوست میں بھی گرفتار نہ ہوجاؤں۔ قرآن حکیم اور احادیث بار بار اس چیز کی مذمت کرتے ہیں۔ اس پر جگہ جگہ تنبیہیں وارد ہیں۔ اور پھر اللہ جل شانہٗ جیسا قادر کہ دنیا اور آخرت کی بادشاہت اسی کی ہے۔ دنیا کے سارے بادشاہ اور حاکم اسی کے قبضۂ قدرت میں ہیں۔ لیکن ذرا بھی اس مالک کا خوف ہمارے دل میں نہیں آتا اور علی الاعلان اسکے احکام کی خلاف ورزی کریں تو پھر ہم پر بلائیں اور مصیبتیں کیوں نہ نازل ہوں۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ اِنَّ اللّٰہَ تَعَالٰی لَا یُعَذِّبُ الْعَامَّۃَ بِعَمَلِ الْخَاصَّۃِ حَتّٰی یَرَوُا الْمُنْکَرَ بَیْنَ ظَھْرَانَیْھِمْ وَھُمْ قَادِرُوْنَ عَلٰی اَنْ یُّنْکِرُوْہُ فَلَا یُنْکِرُوْا فَاِذَا فَعَلُوْا ذٰلِکَ عَذَّبَ اللّٰہُ الْعَامَّۃَ وَالْخَاصَّۃَ (مشکوٰۃ) اللہ جل شانہٗ چند مخصوص لوگوں کے گناہ کرنے سے سب کو عذاب

{ Telegram } >>> https://t.me/pasbanehaq1

نہیں کرتے جب تک کہ وہ لوگ ان مخصوص لوگوں کے روکنے پر قادر ہوں اور نہ روکیں۔ اور جب ایسا ہو کہ وہ روکنے پر قادر ہوں اور نہ روکیں تو پھر عام خاص سب کو عذاب میں مبتلا فرماتے ہیں۔ میں اسی مضمون کو اپنے ایک رسالہ میں جو رسالہ تبلیغ کے نام سے شائع ہو چکا ہے مفصل لکھ چکا ہوں اس لئے یہاں مجھے صرف اتنا ہی کہنا ہے کہ جس جگہ آدمی کو قدرت حاصل ہے وہاں نہ روکنا اپنے آپ کو مصائب اور پریشانیوں کے لئے پیش کرنا ہے۔ اور منجملہ اور پریشانیوں کے اسباب کے جو آج چاروں طرف سے گھیرے ہوئے ہیں یہ بھی بڑا سبب ہے کہ ہم دین کی کسی بات پر کسی مخالف اور دشمن کو تو ضرور اسکی آبروریزی کی نیت سے اسکا وقار گرانے کی فکر میں ٹوکیں گے۔ اور کچھ نہ ہو سکے گا تو اظہارِ حق اور احقاقِ حق کے نام سے اس کے خلاف ایک فتویٰ لیکر شائع کر دیں گے لیکن اپنے عزیز کو اپنے دوست کو اپنے چھوٹے کو کبھی بھی ٹوکنے کا ارادہ نہ کریں گے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ اِذَا عَظَّمَتْ اُمَّتِی الدُّنْیَا نُزِعَتْ مِنْهَا هَیْبَةُ الْاِسْلَامِ وَاِذَا تَرَکَتِ الْاَمْرَ بِالْمَعْرُوْفِ وَالنَّهْیَ عَنِ الْمُنْکَرِ حُرِمَتْ بَرَکَةَ الْوَحْیِ وَاِذَا تَسَابَّتْ اُمَّتِیْ سَقَطَتْ مِنْ عَیْنِ اللّٰهِ (رسالہ تبلیغ) جب میری اُمت دنیا کو عظیم الشان اور اُونچی چیز سمجھنے لگے گی تو اسلامی ہیبت اس سے جاتی رہے گی اور جب نیک کاموں کے کرنے کا حکم اور بُرے کاموں سے روکنا چھوڑ

{ Telegram } >>> https://t.me/pasbanehaq1

دیگی تو وحی کی برکتوں سے محروم ہو جائیگی۔ اور جب آپس میں ایک دوسرے کو گالیاں دینے لگی گی تو اللہ کی نگاہ سے گر جائیگی۔ ایک حدیث میں وارد ہے کہ تمہیں دو نشے گھیریں گے ایک نشہ زندگی کی محبت کا، دوسرا نشہ جہالت کی محبت کا (یعنی علم حاصل کرنے سے پہلو تہی کرنا) اس وقت تم نیک کاموں کا حکم کرنا چھوڑ دو گے اور بُری باتوں سے روکنا چھوڑ دو گے اس وقت قرآن وحدیث پر مضبوطی سے جمنے والے ایسے ہونگے جیسے اُونچے درجہ کے مہاجرین وانصار (جامع) نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ جو لوگ اللہ کی حدود پر قائم ہیں (یعنی دین میں خوب پختہ ہیں) اور جو لوگ ان میں گرنے والے ہیں (یعنی معاصی میں مبتلا ہیں) ان دونوں کی مثال اس جماعت کی سی ہے جو ایک جہاز میں سوار ہوئی جس میں کچھ لوگ اوپر کے طبقہ میں ہیں اور کچھ لوگ نیچے کے حصّہ میں ہیں نیچے والے پانی لینے کے لئے بار بار اُوپر آتے ہیں وہ اس وقت کی وجہ سے کہ اوپر بار بار جانا پڑتا ہے جس سے ان کو بھی تکلیف ہوتی ہے جو اُوپر ہیں اس لئے وہ لوگ جہاز کے نیچے کے حصّہ میں ایک سوراخ کرنے لگیں تاکہ وہیں سے پانی آنے لگے تو ایسی صورت میں اگر اُوپر کے حصّہ والے ان کو سوراخ کرنے سے نہ روکیں گے تو جہاز میں سوراخ ہو جانے سے اندر پانی بھر آئیگا اور دونوں فریق ڈوب جائیں گے (ترغیب عن البخاری) اس لئے خوب سمجھ لینا چاہیئے کہ قدرت کے بعد نہ روکنا صرف گناہ کرنے والے ہی کو نقصان رساں نہیں ہے اپنے آپ

{ Telegram } >>> https://t.me/pasbanehaq1

کو بھی عذاب الٰہی میں مبتلا کرتا ہے اور عام عذاب کے لئے تیار ہوتا ہے۔
آجکل جو لوگ دیندار کہلاتے ہیں اور بہت سے ان میں واقعی دیندار ہیں بھی وہ اپنے آپ کو بالکل ہی سبکدوش سمجھتے ہیں لَا یَضُرُّکُمْ مَنْ ضَلَّ اِذَا اهْتَدَیْتُمْ (جب تم ہدایت یافتہ ہوجاؤ تو کسی کا گمراہ ہونا تم کو نقصان نہیں پہنچاتا) کا پروانہ اپنے اطمینان کے لئے کافی سمجھتے ہیں۔ لیکن صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اجمعین نے اللہ تعالیٰ ان پر لاکھوں رحمتیں نازل فرماویں دین کے کسی جز کو بھی غیر مکمل نہیں چھوڑا ہے۔ متعدد صحابہ سے اس آیت شریفہ کے بارے میں حضور سے سوال کرنا اور حضور کا جواب میں یہ ارشاد فرمانا تفاسیر میں منقول ہے اَمَرْ بِالْمَعْرُوْف اور نَهْیٌ عَنِ الْمُنْکَر کرتے رہو، ورنہ عام عذاب میں مبتلا ہوجاؤ گے اور اس آیت شریفہ کا محمل یہ ہے کہ جب اسکی طاقت نہ رہے اور فتنوں کا دروازہ کھل جائے۔
حضرت ابوبکر صدیقؓ ایک مرتبہ منبر پر کھڑے ہوئے۔ اور یہ آیت تلاوت فرمائی اور ارشاد فرمایا کہ تم لوگ اس آیت کو بے محل پڑھتے ہو۔ میں نے خود حضورؐ سے سنا ہے کہ جو لوگ ناجائز کام کو دیکھیں اور اسکو نہ روکیں قریب ہے کہ وہ عذاب میں مبتلا ہوجائیں۔ حضرت عبداللہ بن مسعودؓ تشریف فرما تھے۔ دو آدمیوں میں کچھ نزاع ہوا۔ پاس بیٹھنے والوں میں سے ایک صاحب نے ارادہ کیا کہ اٹھ کر اس کو روک دیں دوسرے کسی صاحب نے ان کو اٹھنے سے منع کیا اور یہ آیت تلاوت کی۔ حضرت عبداللہ بن مسعودؓ نے تنبیہ فرمائی اور ارشاد فرمایا کہ ابھی اس آیت کا وقت نہیں آیا ہے (درمنثور)

{ Telegram } >>> https://t.me/pasbanehaq1

الغرض جہاں قدرت ہو وہاں نکیر کرنا نہایت ضروری ہے۔ اسی طرح دوسری جانب جہاں قدرت نہ ہو نکیر پر کوئی فساد برپا ہونے کا اندیشہ ہو کسی دینی مضرت اور نقصان کا خیال ہو۔ وہاں خواہ مخواہ خم ٹھوک کر نہ کھڑے ہونا بلکہ اس مجمع سے یکسوئی اختیار کرنا اور لوگ تمہاری یکسوئی پر بُرا بھلا کہیں، گالیاں دیں، طعن و تشنیع کریں اسکو برداشت کرنا۔ ہمت ہو تو ان کے لئے دُعائے خیر کرنا۔ اَللّٰھُمَّ اھْدِ قَوْمِیْ فَاِنَّھُمْ لَا یَعْلَمُوْنَ۔

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا کس قدر پاک اور اُونچا اسوہ[ع] ہے۔ لیکن یہ نہ ہو سکے تب بھی ایسے مواقع میں جھگڑے سے علیحدہ رہنا اصلاح کی فکر میں نہ لگنا اپنے کو سنبھالے رہنا بہت غنیمت ہے۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے۔

| | |
|---|---|
| اِذَا رَأَیْتَ النَّاسَ قَدْ مَرَجَتْ عُھُوْدُھُمْ وَخَفَّتْ اَمَانَاتُھُمْ وَکَانُوْا ھٰکَذَا وَشَبَّکَ بَیْنَ اَنَامِلِہٖ فَالْزَمْ بَیْتَکَ وَامْلِکْ عَلَیْکَ لِسَانَکَ وَخُذْ مَا تَعْرِفُ | جب تو دیکھے کہ آدمیوں کے عہد و پیمان گڑبڑ ہو گئے اور امانتیں ہلکی پڑ گئیں (یعنی ان کا اہتمام نہیں رہا) اور ایک ہاتھ کی انگلیاں دوسرے ہاتھ میں ڈال کر (ارشاد فرمایا کہ جب تو دیکھے کہ) لوگ اس طرح آپس |

---

ع جنگ اُحد میں جب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا دندان مبارک شہید ہو گیا تھا اور چہرۂ انور بھی زخمی ہو گیا تھا تو صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو یہ چیز بہت شاق تھی اور ہونا بھی چاہئے تھی اس لئے انہوں نے درخواست کی تھی کہ ان کفار پر بددُعا فرما دیں۔ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے بجائے بددُعا فرمانے کے یہ پاک الفاظ ارشاد فرمائے تھے کہ جن کا ترجمہ یہ ہے کہ اے اللہ میری قوم کو ہدایت فرما کہ یہ لوگ جانتے نہیں (شفا)

{ Telegram } >>> https://t.me/pasbanehaq1

وَدَعْ مَا تُنْكِرُ وَعَلَيْكَ بِخَاصَّةِ اَمْرِ نَفْسِكَ وَدَعْ عَنْكَ اَمْرَ الْعَامَّةِ رَوَاهُ الْحَاكِمُ عَنِ ابْنِ عُمَرَ وَكَذَا فِي الْجَامِعِ وَقَالَ الْعَزِيْزِيُّ صَحِيْحٌ۔

میں گڑبڑ ہو گئے (کنایہ ہے حق ناحق بھلے بُرے کے آپس میں مخلوط اور غیر ممتاز ہو جانے سے) تو اپنے گھر میں بیٹھ جانا اور زبان کو روک لینا جائز امور کو اختیار کرنا اور ناجائز سے پرہیز کرنا اور اپنے آپ کو سنبھالے رکھنا اور عوام کو چھوڑ دینا۔

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ عنقریب ایسا زمانہ آنے والا ہے کہ آدمی کا بہترین مال چند بکریاں ہوں جن کو لیکر وہ پہاڑ کی چوٹیوں پر اور ایسے مواقع پر جا پڑے جہاں بارش ہوتی رہتی ہو کہ اپنے دین کی وجہ سے فتنوں سے بھاگتا ہو (بخاری)

علامہ عینی شرح بخاری میں فرماتے ہیں کہ اس حدیث سے فتنوں کے زمانہ میں یکسوئی کی فضیلت ثابت ہوتی ہے البتہ جو شخص ایسا ہو کہ اسکو فتنہ کے روکنے پر قدرت ہو اس کے لئے اس کے روکنے میں سعی کرنا واجب ہے جو حالات کے اختلاف کی وجہ سے فرضِ عین یا فرض کفایہ ہے (یعنی اگر کوئی دوسرا شخص اسکو روکنے والا نہیں ہے تو فرضِ عین ہے اور اگر اور لوگ بھی ایسے ہیں جو اسکو روک سکتے ہیں تو فرضِ کفایہ ہے) اور بغیر فتنہ کے زمانہ کے علما میں اختلاف ہے کہ یکسوئی افضل ہے یا لوگوں کے ساتھ اختلاط افضل ہے امام نوویؒ کہتے ہیں کہ حضرت امام شافعیؒ اور دیگر بہت سے علما کا مذہب یہ ہے کہ ایسی حالت میں اختلاط افضل ہے اس لئے کہ

{ Telegram } >>> https://t.me/pasbanehaq1

اس سے بہت سے دینی فوائد حاصل ہوتے ہیں اسلامی شعاروں میں شرکت کی نوبت آتی ہے مسلمانوں کی جماعت کی کثرت ظاہر ہوتی ہے اوران کو بہت سی بھلائی کے پہونچانے کا موقع ملتا ہے مریضوں کی عیادت جنازوں کی شرکت سلام کا شائع کرنا بھلی باتوں کا حکم کرنا بُری باتوں سے روکنا نیکی اور تقوی پر ایک دوسرے کی مدد کرنا محتاج کی مدد کرنا مسلمانوں کی جماعتوں میں شریک ہونا وغیرہ وغیرہ جتنے امور بھی ہو سکتے ہوں سب کا امکان ہے اور جو شخص عالم ہو یا زاہد اس کے لئے اختلاط کا استحباب اور بھی مؤکد ہو جاتا ہے لیکن ایک جماعت کا مذہب یہ ہے کہ باوجود ان سب کے بھی تنہائی افضل ہے اس لئے کہ اس میں سلامتی یقینی ہے بشرطیکہ تنہائی کی عبادت اوران چیزوں سے جو تنہائی کی حالت میں اسکے ذمہ ضروری ہیں واقف ہو۔ امام نووی فرماتے ہیں مذہب راجح یہی ہے کہ جس شخص کو اسکا غلبہ ظن نہ ہو کہ وہ خود معاصی اور گناہوں میں مبتلا ہو جائے گا اس کے لئے اختلاط ہی افضل ہے علامہ کرمانی فرماتے ہیں کہ ہمارے زمانہ میں تو یکسوئی ہی افضل ہے اس لئے کہ مجالس گناہوں سے بہت ہی کم خالی ہوتی ہیں۔ علامہ عینی فرماتے ہیں کہ میں بھی کرمانی کا موافق ہوں اس لئے کہ اس زمانہ میں اختلاط سے بُرائیوں کے سوا اور کچھ حاصل نہیں فقط۔ امام نووی کی وفات ۶۷۶ھ میں ہوئی ہے۔ اور علامہ کرمانی کی ۷۸۶ھ میں تقریباً سو برس کے فرق میں زمانہ کا یہ تغیر ہے کہ امام نووی اختلاط کو افضل بتاتے ہیں اور امام کرمانی سو برس کے بعد فرماتے ہیں کہ آجکل مجالس اس قابل نہیں رہیں۔ علامہ عینی کی وفات ۸۵۵ھ میں ہے وہ علامہ کرمانی

{ Telegram } >>> https://t.me/pasbanehaq1

کی تائید کرتے ہوئے شرور کا اضافہ ہی بتاتے ہیں ایسی صورت میں اب چودھویں صدی کے نصف آخر میں جتنا بھی اضافہ ہو قرین قیاس ہے حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ ہر زمانہ اپنے ماسبق سے شر میں بڑھا ہوا ہوگا اس کے علاوہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ بھی ارشاد ہے کہ بھلی باتوں کا حکم کرتے رہو اور بُری باتوں سے روکتے رہو البتہ جب تم یہ دیکھو کہ بخل کی فرمانبرداری کی جاتی ہے اور خواہشات نفس کی پیروی کی جاتی ہے اور دُنیا کو (دین پر) ترجیح دی جاتی ہے اور ہر ذی رائے اپنی رائے کو بہتر سمجھتا ہے (یعنی خود رائی عام ہو جائے) اور ایسی حالت کو دیکھے کہ (سکوت بغیر) چارہ کار نہیں تو اپنے نفس کی خبر گیری کیجیو (مبادا کسی فساد میں مبتلا ہو جائے) اور عامۃ الناس کو چھوڑ دیجیو۔ عنقریب ایسا زمانہ آنے والا ہے کہ (اپنے دین پر) صبر کرنا ایسا ہوگا گویا آگ کی چنگاری ہاتھ میں لے لی (مشکوٰۃ) یعنی آگ کی چنگاری ہاتھ میں لیکر اس پر صبر کرنا اور اسکو ہاتھ میں روکے رکھنا جیسا مشکل ہوتا ہے ایسا ہی دین کا تھامنا مشکل ہو جائے گا چنانچہ اس زمانہ میں دینی امور کا پھیلانا انکی جانب متوجہ کرنا بلکہ خود اپنے آپ دین پر عمل کرتے رہنا جس قدر مشکل بن گیا ہے وہ ہر دیندار شخص جانتا ہے اہم سے اہم دینی امر اور ایمان کے بعد سب سے اُونچی چیز نماز ہی کو دیکھ لو کہ عوام کے طبقہ سے زیادہ شرفاء اور امرا اور وہ لوگ جو اپنے کو اسلام کا علمبردار سمجھتے ہیں ان کو نماز کے لئے کہنا انکو مسجدوں میں جانے پر جماعت کے اہتمام پر آمادہ کرنا کتنا مشکل بن گیا ہے گویا

{ Telegram } >>> https://t.me/pasbanehaq1

کہنے والی کی اپنی غرض اس سے وابستہ ہے جس کو کہا جاتا ہے اس کا تو کوئی نفع اس میں ہے ہی نہیں۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم ارشاد فرماتے ہیں کہ میری مثال اس شخص کی سی ہے جس نے کوئی آگ (چراغ وغیرہ) روشن کی اور پروانے وغیرہ جانور اس پر آکر گرتے ہیں اور وہ انکو ہٹاتا ہے کہ خواہ مخواہ جل جائیں گے مگر وہ ہٹتے نہیں اور اس میں جلے جاتے ہیں یہی بعینہٖ میری مثال ہے کہ تم لوگوں کو پکڑ پکڑ کر (جہنم) کی آگ سے ہٹاتا ہوں مگر تم لوگ اس میں گھسے جاتے ہو (مشکوٰۃ) اسی طرح علماء کیلئے بھی افضل یہی ہے حتی الوسع منکرات سے روکنے کی ۔۔۔۔ سعی کریں لیکن اسکے بعد بھی اگر وہ مغلوب ہو جائیں یا کسی مضرت کا اندیشہ ہو تو پھر فتنہ سے علیحدہ رہنا بہتر ہے۔ حضرت عبداللہ بن عمرؓ فرماتے ہیں کہ میں نے حجاج (مشہور ظالم) کو خطبہ میں ناجائز امور کہتے ہوئے سُنا میرے دِل میں آیا کہ اسکو ٹوکوں مگر مجھے حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی ایک حدیث یاد آگئی (اس لئے چُپ ہوگیا) وہ حدیث یہ ہے کہ میں نے حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم سے سُنا تھا، مومن کے لئے مناسب نہیں ہے کہ اپنے نفس کو ذلیل کرے میں نے عرض کیا تھا یا رسول اللہ اپنے نفس کو کس طرح ذلیل کرے گا ارشاد فرمایا کہ ایسی مشقت میں داخل ہو جائے جس کا تحمل نہیں کر سکتا حضرت علیؓ نے بھی حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے اس ارشاد کو نقل کیا ہے کہ مسلمان کے لئے یہ (جائز) نہیں ہے کہ اپنے نفس کو ذلیل کرے صحابہ نے عرض کیا کہ اپنے نفس کو کس طرح ذلیل کرے گا، ارشاد ہوا کہ ایسی بلا میں داخل ہو جسکا تحمل نہیں کر سکتا (مجمع الزوائد) حضرت سعد

{ Telegram } >>> https://t.me/pasbanehaq1

بن ابی وقاص جلیل القدر صحابہ میں ہیں جس زمانہ میں حضرت علی اور امیر معاویہ میں لڑائی ہو رہی تھی یہ اپنے اُونٹوں کو لیکر جنگل میں چلے گئے تھے ان کے صاحبزادہ عمران کے پاس تشریف لے گئے انہوں نے دور ہی سے اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَعُوْذُبِکَ مِنْ شَرِّ ھٰذَا الرَّاکِبِ (اے اللہ میں اس سوار کے شر سے تیری پناہ چاہتا ہوں) پڑھنا شروع کر دیا۔ یہ تشریف لے گئے سواری سے اُترے اور عرض کیا آپ اپنے اُونٹوں اور بکریوں کو لیکر یہاں تشریف لے آئے اور لوگوں کو چھوڑ دیا کہ وہ سلطنت پر لڑتے رہیں حضرت سعد نے ان کے سینے پر زور سے ہاتھ مارا اور فرمایا چپکے رہو میں نے خود حضورؐ سے سُنا ہے کہ اللہ جل شانہٗ اس بندہ کو محبوب رکھتے ہیں جو متقی ہو اور مخفی ہو (ترغیب بروایۃ مسلم) ایک مرتبہ حضورؐ نے فرمایا کہ تم کو بہترین شخص بتاؤں کون ہے صحابہ نے عرض کیا ضرور بتایئے ارشاد فرمایا کہ وہ شخص ہے جو گھوڑے کی لگام پکڑے ہوئے اللہ کے راستے میں رہے یہاں تک کہ مر جائے یا شہید ہو جائے پھر ارشاد فرمایا بتاؤں اس کے بعد کون شخص بہترین ہے صحابہ نے عرض کیا ضرور بتایئے ارشاد فرمایا کہ وہ شخص جو کسی گھاٹی میں الگ جا پڑا ہو نماز کو قائم رکھتا ہو زکوٰۃ ادا کرتا ہو لوگوں کے شرور سے محفوظ ہو۔ ایک حدیث میں وارد ہے کیا ہی اچھا ہے وہ شخص کہ اپنی زبان پر قدرت رکھتا ہو اپنے گھر میں پڑا رہتا ہو اور اپنی خطاؤں پر روتا رہتا ہو۔ حضرت عقبہؓ کہتے ہیں میں نے حضورؐ سے عرض کیا نجات کی کیا صورت ہے حضورؐ نے

{ Telegram } >>> https://t.me/pasbanehaq1

ارشاد فرمایا کہ اپنی زبان کو روکے رکھو گھر میں پڑے رہو اپنی خطاؤں پر روتے رہو لیکن ان سب صورتوں میں ایک بات قابلِ اہتمام ہے کہ ناجائز اور بُری بات کو دیکھ کر دِل سے اس چیز کو بُرا سمجھنا دِل سے اس پر رنجیدہ ہونا دِل سے اس پر نفرت کرنا از بس ضروری ہے جسکو سب سے پہلی حدیث میں ایمان کا ضعیف درجہ کہا گیا ہے حدیث میں آیا ہے کہ اللہ جلّ جلالہٗ نے حضرت جبرئیل علیہ السّلام کو حکم فرمایا کہ فلاں شہر کو ہلاک کر دو۔ انہوں نے عرض کیا کہ اس شہر میں تیرا فلاں بندہ بھی ہے جس نے تیری ذرا سی نافرمانی بھی نہیں کی۔ ارشاد ہوا کہ اس کے باوجود ہلاک کر دو میرے بارے میں اسکی پیشانی پر ذرا بھی بل نہیں پڑا (مشکوٰۃ) بل نہ پڑنے کا مطلب یہ ہے کہ میری نافرمانی دیکھتا رہا اور کسی وقت ذرا بھی اپنی ناگواری اور گرانی کا اظہار نہ کیا۔ ایک حدیث میں آیا ہے کہ جو شخص کسی ناجائز اَمر میں شریک ہو مگر اسکو بُرا سمجھتا ہو (دل سے اس پر نفرت کرتا ہو گو کسی مجبوری سے اس میں شریک ہو) وہ ایسا ہے جیسا کہ اس میں شریک نہیں ہے اور جو شخص اس میں شریک نہ ہو اور اس کو پسند کرتا ہو وہ ایسا ہے جیسا اس میں شریک ہے (مجمع الزوائد) گناہ کی بات خواہ کسی میں بھی ہو اس پر راضی ہونا سم قاتل ہے اور پھر سب گناہوں کی جڑ کفر ہے اس کا تو پوچھنا ہی کیا ہے۔ حضرت مجدد الف ثانی نور اللہ مرقدہٗ نے اپنے مکاتیب میں ایک بڑا قابل عبرت قصّہ لکھا ہے فرماتے ہیں کہ میں ایک شخص کی عیادت کو گیا وہاں پہونچکر دیکھا کہ انتقال کا وقت بالکل قریب ہے میں

{ Telegram } >>> https://t.me/pasbanehaq1

نے اس پر توجہ ڈالی تو اس کے دِل کو ظلمتوں سے بھرا ہوا پایا ہر چند میں نے توجہ کی کہ اس کے دِل پر سے یہ ظلمتیں دور ہو جائیں مگر دور نہ ہوئیں۔ بڑی دیر توجہ کے بعد محسوس ہوا کہ یہ ظلمتیں اہل کفر سے دوستی کی وجہ سے پیدا ہوئی ہیں یہ توجہ سے زائل نہ ہوں گی جہنم کے عذاب ہی سے زائل ہوں گی (مکتوبات دفتر اوّل حصّہ چہارم) کس قدر خوف و عبرت کا مقام ہے کہ بعض کدورتیں دل پر ایسی پیدا ہو جاتی ہیں کہ اللہ والوں کا تعلق جو اکسیر ہے وہ بھی ان کے مقابلہ میں بے کار ہو جاتا ہے۔

ایک ضعیف حدیث میں آیا ہے کہ اہل معاصی کے بغض کے ساتھ اللہ کے یہاں تقرب حاصل کرو اور ان سے ترش روئی سے ملو اور ان سے ناراضی میں اللہ کی رضا تلاش کرو اور ان سے دور رہنے میں اللہ کا تقرب حاصل کرو (جامع الصغیر) سند اگرچہ ضعیف ہے مگر مضمون کی دوسری احادیث سے تائید حاصل ہوتی ہے عزیزی نے لکھا ہے کہ مطلب یہ ہے کہ اس معصیت سے بغض رکھو نہ کہ اس شخص کی ذات سے اور یہی مطلب ہے، ان سب احادیث کا جہاں اس قسم کے مضامین وارد ہوئے ہیں کہ آپس کے تعلقات اور کسی سے محبت کی وجہ سے اس میں جو معصیت ہے وہ بھی ہلکی نہ بن جائے اور اسکے ساتھ ہی یہ بھی ملحوظ رہے کہ اس معصیت کی وجہ سے اس میں جو صفت اسلام ہے وہ نظر انداز نہ ہو جائے اس لئے ان دونوں افراط و تفریط کے درمیان میں اعتدال ہے یہی اصل تعلیم ہے اور یہی ہر چیز کو اس کے درجہ پر رکھتا ہے جس کے ہم لوگ مامور ہیں۔

{ Telegram } >>> https://t.me/pasbanehaq1

حق یہ ہے کہ اسلام کی تعلیم ایسی ہی تھی کہ یَدْخُلُوْنَ فِیْ دِیْنِ اللّٰہِ اَفْوَاجًا ۔ (اللہ کے دین میں فوجیں کی فوجیں داخل ہوتی ہیں) کا مصداق تھی مگر ہم نے اس سے مُنہ موڑا اس پر عمل کرنا درکنار اسکو معلوم کرنا بھی چھوڑ دیا اسی کے یہ خمیازے ہیں جو بھگت رہے ہیں۔ ہماری مثال شتر مرغ کی سی ہے جس کے متعلق ایک ضرب المثل ہے کہ جب اس سے اُڑنے کو کہا جاتا ہے تو کہتا ہے کہ میں شتر ہوں بھلا اُونٹ بھی اُڑ سکتا ہے اور جب اس سے کہا جاتا ہے کہ بار برداری کر تو کہتا ہے کہ میں مُرغ ہوں بار برداری کیسے کروں۔

ہم لوگوں کا بھی یہی حال ہے کہ جب اعمال کے کرنے کا ذکر آتا ہے تو ہم لوگ چودھویں صدی کے رہنے والے ناکارہ اور ضعیف بن جاتے ہیں بھلا صحابہ کرام جیسے اعمال ہم سے کہاں ہو سکتے ہیں وہ قوی لوگ تھے وہ حضورؐ کے پاس بیٹھنے والے تھے وہ خیر القرون کے افراد تھے بھلا ہم ان کی کیا حرص کر سکتے ہیں۔ دُنیادار ہیں دُنیا میں پھنسے ہوئے ہیں، مجبوریاں ساتھ ہیں۔ لیکن جب اِن حضرات کی ترقیات کا ذکر آتا ہے ان کے ملکوں پر فتح اور قبضہ کا ذکر آتا ہے ان کی عزت و وجاہت کا سماں بندھتا ہے تو ہم بھی مسلمان ہیں حضور کے نام لیوا ہیں، صحابہ کے جانشین ہیں ان کے خلاف ہیں اور ترقیات میں ان کی ہمسری کے خواب دیکھنے لگتے ہیں۔ لیکن حق یہ ہے کہ ایسے خواب شرمندۂ تعبیر نہیں ہوتے اگر ہمیں ان ترقیات کی اُمنگ ہے تو ان کے سے اعمال کر کے ان ثمرات کا اُمیدوار

{ Telegram } >>> https://t.me/pasbanehaq1

بننا چاہئے لو بیا بو کر سیب کا پھل آنے کی اُمید کرنا سراسر حماقت ہے۔
بس اب وقت ختم ہو چکا ہے رویت ہلال کا وقت قریب ہے دُعا کرو کہ حق تعالیٰ شانہٗ مجھ ناکارہ کو بھی ان حضرات اکابر کے اُسوہ سے کچھ حصہ نصیب فرماویں۔ میری مثال اس ساری تحریر میں اس نابینا کی سی ہے جو چراغ ہاتھ میں لئے دوسروں کو کہتا ہے کہ روشنی کے فوائد حاصل کرو، اور بیچارہ خود محروم ہے۔ وَمَا اسْتَقَمْتُ فَهَا قَوْلِيْ لَكَ اسْتَقِمْ۔

اس کے علاوہ میں نے جو کچھ لکھا ہے میرا خیال ہے کہ سب اشکالات کے لئے مجملاً کافی ہے اور سب امور کا اس سے حل ہو گیا ہو گا لیکن یہ میرے ناقص خیالات ہیں یہ مطلب نہیں ہے کہ سب اس کو قبول کریں اور مانیں اگر سمجھ میں آئے بہتر ہے قبول کر لیں ورنہ کالائے بدبریش خاوند۔ وما توفیقی الا باللہ۔

اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ ظَلَمْتُ نَفْسِیْ ظُلْمًا كَثِيْرًا وَّلَا يَغْفِرُ الذُّنُوْبَ اِلَّا اَنْتَ فَاغْفِرْلِیْ مَغْفِرَةً مِّنْ عِنْدِكَ وَارْحَمْنِیْ اِنَّكَ اَنْتَ الْغَفُوْرُ الرَّحِيْمُ وَصَلَّى اللّٰهُ تَبَارَكَ وَتَعَالٰى عَلٰى اَفْضَلِ خَلْقِهٖ سَيِّدِ الْبَشَرِ وَعَلٰى اٰلِهٖ وَاَصْحَابِهٖ وَاَتْبَاعِهٖ وَاَتْبَاعِهِمْ حَمَلَةِ الدِّيْنِ الْمُتِيْنِ بِرَحْمَتِكَ يَا اَرْحَمَ الرَّاحِمِيْنَ ۝

فقط والسلام

زکریا عفی عنہٗ کاندھلوی
۲۹ شعبان ۱۳۵۷ھ

{ Telegram } >>> https://t.me/pasbanehaq1